

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

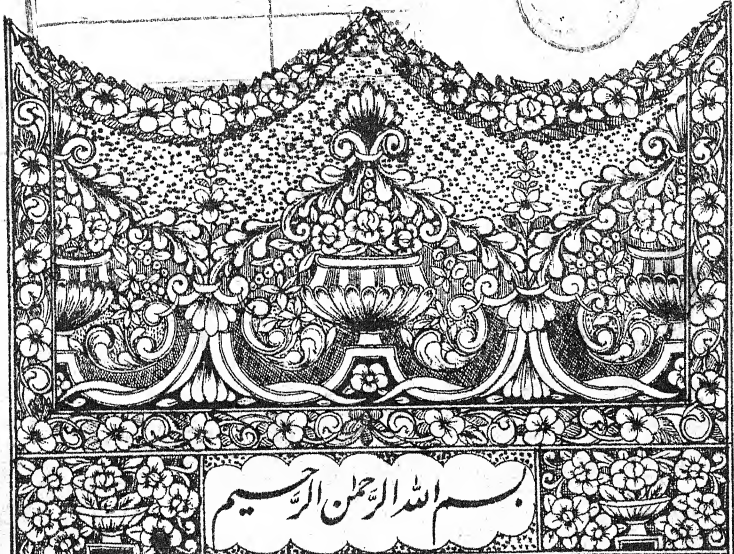


CHECKED 1995

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

CHECKED 1995



بسم الله الرحمن الرحيم

کیا آغاز بسم اللہ سے میں نے اپنے دیوان کا
سر دیوان لکھا جو وصف اس رشک سلیمان کا
لکھوں لو نہیں جو مضمون اس خسارتا بان کا
بنائوں حال مجنون کی طرح فہر دستان کا
ہوا ہی جلوہ معنی سے یہ نگہ اپنے دیوان کا
یہ پھیلا جا تا ہی ہر جا یہ چرچا میرے دیوان کا
کبھی بھولیں جب سوئے فلک و شمع نے جہان کا

ہوا الحمد للہ بمقرین نظم قرآن کا
نظارہ آکے پر یان کرتی ہیں رو دیوان کا
ہو مطلع مطلع غرید محشر اپنے دیوان کا
سوا دیدہ لیلی سے لکھوں شعر دیوان کا
نظر آتا ہی ہر مضمون میں اک عالم پرستان کا
ملا ہی چاہتا ہی خاک میں شہر صفایان کا
اٹھاپر وہ تارک پہ دہ نشین باغ خضوان کا

دیوان
تمھارے
جو آئی زار
مرے
ضعیف
جو شب کو
کونین میں
نظر آئی ہر اک
میں دیوان کا
پس مرد
لکھا بخش
مقابل میر
نہیں ہو جو



سم قرآن کا
ن رودیوان کا
پنے دیوان کا
شعردیوان کا
الم پستان کا
ہر صفایان کا
باغ ضویان کا

کیا قتل ایک کو توجہ سے نہ لکھوں
تمھارے لعل لب کو دیکھ کر کیا ہی شریا
جو آئی زلف گردنِ فطر آنے لگا ہکو
مرے مانند اسکو بھی اگر مضطرب ناہی
ضعیف و ناتوان ایسا ہوا ہوں جس گھٹئی بچا
جوش کو میرے ماتم کے لیے نہ کھولا
کنوین میں قید رکھا مجھ کو تسقصیر پر بن
نظر آئی ہر اک جاچاندنی پھیلی ہوئی مجھ کو
میں وہ یوانہ تشنہ لب ہوں چاہتا کیوں ہم میں
پس مردن سراغ ساکن خاک پایا ہی
لباب بخش کی سرخی کا عالم دیکھ کر ارجا
مقابل میرے مہر کے جواہر چارہ نکلا
نہیں ہو جو آئی زلف یہ سوئے نقن او کی

تری تلوار کرتی کام ہو کیا برق خندان کا
جگر ہو بانی پانی بہ چلا لعل بختان کا
قریب چشمہ خورشید عالم سبستان کا
تماشا دیکھو اگر چاندنی میں ماہ تابان کا
تمھارے مجھ کو منزل تنگے ہر وہ بیابان کا
ہوا روشن چراغ آرزو شہر خموشان کا
لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہے خندان کا
سحر میں آج آیا دھیان عجب اوش تابان کا
نکھارے کھینچ کر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا
کھدی جب قبر دروازہ ملا شہر خموشان کا
ہوا جاتا ہی لڑنے لڑنے دل لعل نشان کا
گھٹا غیر تے میں ہر شب کو چہ ماہ تابان کا
کریگی دل کو میرے قید ہی چاہے خندان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگزی نظر دیکھے
 ہو دنیا اور کوے یار میں میری قامت ہو
 دل چدک کا لٹے اپنے شوقِ جان بازی
 تے قد و ذوق کو دیکھ کیا پھبتی سوچھی ہو
 شے قوتِ حب سے مین میں کش چو کلاں مٹھان
 جگہ اوسِ حطوت کے اگر کوچے میں ملجائی
 گئے جیسے مین میں فگ گئے زینچان
 بوش لبِ صفتِ جان بخشی کی پائی نہیں سنے
 نگاہِ شوق بس لیکر چلی ہو پھر وینِ محسوس
 وہ اذناسی صفت ہو میری کوئی حطوت کی
 نہیں ہو جو آئے مین ذوق تک بال لہر کر
 سندر کر اس طرح کا کل ناکر باغِ مست جاؤ
 فلک بھی اک جاب آسا نظر آتا ہو نکھوت مین

لو ہو پانی پانی بچلے شیرِ نیستان کا
 ملے دوزخ اگر ہو شوق بچ کر گلا زخون کا
 ازل ہی سے نشانہ نگیا ہی تیرے مرگان کا
 نہالِ حسن مین اک پھل لگا زینچان کا
 ہو اہو شیرِ قالمین پسگانِ شیرِ نیستان کا
 ارادہ مر کے بھی کرتے نہ ہم گلا زخون کا
 ستارہ آج کل چمکا ہو اہو دیکھو زندان کا
 تو کیا کیا خونِ نہیں پانی ہو اعلیٰ خشان کا
 نشانہ جاتے ہی ہو گا جہانِ لہرِ نیگان کا
 جہانِ کدِ صف ہو عطرے گلزارِ زخون کا
 یہ کالے پانی پینے آئے مین چادرِ بخان کا
 نہیں تو چھوٹ جائیگا ابھی دلِ سنبھلتاں کا
 یہ دریا بڑھ گیا ہو دیکھو میری چشمِ گریان کا

وہ گریان ہوں کہ رُوڑو کے دریا بھر دینے	خیال آیا ہو جب فرقت میں بھگو چشم جاناں کا
نہیں ہو سبز خط کا نوگرداؤ کی آنکھوں کے	چری ہو آہوں کی گویا خطا رخسار جاناں کا
تھاری کا کل پر خم کے خم کو دیکھ کر یو جان	دھوان بکرا بھی اوڑھ جائے گا دل سنبھلتا کی

پریزاد ان معنی پر احد اپنی حکومت ہو

گمان ہر صفحہ دیوان پہ ہو تخت سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہو تجلی گاہ یزدان کا	جہان میں نام ہو سوسی فطاس گھر کے مہمان کا
جنوں میں بی طرح بھیلایا ہو تھاب بشت جان کا	کسین کو عقل کھلے تو ہی پر وہ اس گریبان کا
ایکے گرد اس گنخت کی دن بات گردش ہو	یہ دل ہو یا ائی یا کہ مرکز حسن گردان کا
جنوں میں یہ اثر دکھلایا عشق روتے نابان نے	بنا خوشید مشر ہو ہر اک ذریعہ بابان کا
کیا ہو چاک اس خوشید رو کی ہمیں کو	شعاع آفتاب حشر ہو تار اب گریبان کا
سراسر محبت اپنے قائل کہوں حیرت ہو	گمان ہر زخم سے تن پہ ہو اب چشم پیران کا
دکھایا بعد مراد لطف عشق روتے نابان نے	لہر میں داغ غما سے دل سے ہو عالم چراغان کا
قلب سے اوج بٹھا دیتے ہو چہرے	نظر آجاتا ہو عالم ہست ابرغ رضوان کا

یستان کا
ارضوں کا
شرگان کا
غیران کا
یستان کا
ارضوں کا
ندان کا
شبان کا
میزگان کا
رضوان کا
میزخان کا
نہشتان کا
مگرایان کا

مرا دست خدائی کی جو الفت میں مین دیوانہ
خیال آتا ہو جب مرغ جنون کے قید کر نیکا
ضیا وہ پائی اوس آئینہ رو کی داغ بھرانے
تری آنکھوں کی گوش کو جو گردش میں نہیں پاتا
نقاب رخ اٹھا کر جب کبھی گلشن میں جاتے ہیں
بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہو
یہ قاصد پہلے خط دیکر زبانی پہچھے کہدیتا
صفا کی دیکھیے اندری شاخ جس خلقت سے
پھپھانیسے نہیں پہچنے کا قاتل قتل ناعوج
مثالیان خواہش دیا نے ایسا دھونڈیے لکھی
بہار گلشن فردوس پھر جاتی ہی آنکھوں میں
دکھایا کہ لکھنے لکھنے پر ویسے جو مصل میں
لب جان بخش تک آئے نہیں مین مال لکھ کر

شفیق بکر فلک پر ہی غبار اپنے بیابان کا
بنالیتے مین پھند آپ اہم تار گربان کا
نجات نامہ نور شید ہی چاک اب گربان کا
تو کیا کیا چرخ کھاتا ہوں اس گردون گروں کا
سبق پڑھتے مین مرغان چمن اونسے گلستان کا
ذرا احوال پوچھ آئیے سے اپنے حیران کا
لبوں پر آ رہا ہو دم ترے بیمار حیران کا
کھلا سینہ تو پر وہ اٹھ گیا اسرار پہنان کا
شہادت نامہ ہو واسن ترا خون شہیدان کا
نشان ملتا نہیں اسکندر و مغورو خاقان کا
اٹھاسیے ہو پردہ جگر مری رخسار تابان کا
سحر ہوتے ہی بس منہ درد تھا شیخ شہستان کا
یہ کالے لکے پانی پی ہے مین آب حیران کا

کیا ہو تنگ جب شے تو پھر دستِ شے	کیا ہو تنگ میں نے حالِ امان و گریبان کا
مچا اندھیر ہی غوغا ہوا رمار کا ادا دل	نکر ہرگز ارادہ کوچہ گیسو سے سچان کا
رہو آباؤ کتنے کو نہ سمجھو میرے بے حاصل	بڑھاتی ہو گدا کی بھی دعا کچھ ترسِ سلطان کا

نظرِ آسمانینِ دل اپنا نہ پختے او احد ہمو
پراپیڈ صوبہ جا ہو آج اونکی فوج مرگان کا

ملاں اتار ابا قی تو مجھ سے سارِ حیران کا	شبِ غم نے قیامت تک مرے ہم نشینِ ڈھان کا
نہیں پردہ ہوئی ہو لٹ لٹ گون وے جان کا	شبِ سراج نے اگر کے کعبے کا ہی منہ ڈھان کا
سرت آکے پھر جاتی ہی پاسِ خاطر غم سے	ابھی صبحِ وطن منہ نکلتی ہی شامِ غریبان کا
شبِ فرقت میں اپنے دل کا بس اُٹھنا نظر	مزاج اب بغیر اسی بوجھتی ہو مردِ پنهان کا
خیالِ مجمعِ احباب پر منہ ڈھانک لیتا ہوں	ہوا اک انسا نام بیانِ خواب پریشان کا
شریکِ سبکی و سرتِ اندوہ و حیران ہو	مزاجِ اس صبحِ غم کیا بوجھگی شامِ غریبان کا
خیالِ دن کوہِ رونق ہوئی گھر چھوڑ دینے	شبِ غم نے لگا یا شبِ غم غریبان کا
نہک پاشیکا رنم و نیر مرے جب قصہ کرتے ہو	خوشیِ منہ چوستی ہو منہ کے اپنے زخمِ خندان کا

پنے بیابان کا
تار گریبان کا
پاک اب گریبان کا
گروں گروں کا
نئے گلستان کا
اپنے حیران کا
یارِ حیران کا
سرا پنهان کا
ن شہیدان کا
نور و خاقان کا
فسارِ تابان کا
اشعِ شہستان کا
ب جودان کا

دل وحشی خیال کیو جاتان میں نہ تہا ہی
 اودا ہی چہرہ عاشق پہ چھا جاتی ہر پہلے سے
 حد میں بھی ہزاروں صد نہ فرقت اٹھائی گئے
 کر دی ہر خانہ زنجیر کی منزل ہی زندان میں
 چمن میں کچھ کھولے ہوئے ہر گل پریشان ہو
 ولادیتا ہی یا ولدت شمشیر جب مجھ کو
 چکھو یوں خانہ ولین ہمارے یاس نے کی ہی
 وہ بیل ہوں نفس میں گر جہت ہو گئی مجھ کو
 نہان غم تنہا میں یہاں لاکھوں خوشی میں
 نو دسبرہ خط سے قریب لب ہوا ثابت
 طہین خنجران خاک اب کیا خاک سوئی گئے
 دیانت شعر فہمی کی ہر انسان میں نہیں ہوتی
 اسیر دل ارباب قطع ہو جائے کہیں دے

دیا ہی ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا
 خدا کا لاکرے منہ اور بھی اس شام ہجران کا
 پنچور گپا پس مردن بھی سچا عشق جانان کا
 پھر اوپر ہی غضب ہونا تصور زلف بچان کا
 صبا شاید کہ قصہ کہتی ہی زلف پریشان کا
 خوشی سے چوم لیتا ہوں منہ اپنے زخم خندان کا
 کہ اب باقی نہیں ہر نام تک بھی لین ارمان کا
 مری آنکھوں میں اب تک ہی کھنچا نقشہ گلستان کا
 زلف کھلاؤ اور حسرت کہی گو پر غریبان کا
 مقدر میں خضریٰ کے تھا چشمہ آبِ حیران کا
 اجل کہتی ہر انسان کسی زلف پریشان کا
 سخندان جو میں وہ مطلب سمجھتے ہیں خندان کا
 نہیں اٹھتا دل حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

مری سرکشکی دشت میں طرف رنگ لانی ہو	گملا جکے پھر تاجو غبار اپنے بیابان کا
یہاں تک گزرو گئے عشق میں گل ہنسنے کھلے ہیں	کہ عالم زخمی ہے دل پہ جو گھمائے خندان کا
میسرور لب ہوں گے رخ پر خط کی آم ہو	نشان تباہی میں گے اب خضر مجھ کو آب حیات کا

احد کچھ اور بھی اب نالہ موزوں رقم کیجئے
ابھی تو جو صلہ باقی ہو ملک گوہر افشان کا

لکھا ہو اس قدر مضمون قدرت ہا ہے یزدان کا	طلسم خامہ رکھن خاتمہ ہو میرے دیوان کا
کھوں دیوان میں گر کچھ قصہ طول زلف جانان کا	از اس طبع ہو دیوان کا ابرمقطع ہو دیوان کا
رہیگا عشق اسکو گر یوسفین تیرے گریبان کا	گلا کٹوئے گا اک دن ہلال عید قربان کا
ہوں میں جا بے دشت نے کیا کوہت یہانی ہو	فضلے عالم امکان بھی اک گوشہ ہو دامن کا
مری گو جان لی بزرگیسی بزم نام ہونے سے	بہانہ لگیا ابھی اچھا قصہ کو روز بہران کا
تجلی سے رخ انور کی کیوں حیرت نہ ہو مجھ کو	چراغ طور پر دامن میری شمع روے جانان کا
دل مضطرب واجب دیکھئے بے چین رہتا ہو	مزاج اچھا نہیں رہتا ہو اب اس دشمن جان کا
غم تازہ دامن جب دیکھئے مہمان رہتا ہو	مرا دل بگیا ہو اک مکان داغ غمزدان کا

یہ سمجھے تھا کہ اکلن چاک ہو گا دستِ مشت سے
 شکبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے بجگو
 ترے آنیے گلشنِ مین کیفیتِ ہونی پیدا
 نہ کیونکر مصحفِ خسارِ جان سے محبت ہو
 جو کچھ کتابِ نمونہ اوئے تو وہ کیا کیا نہیں کہتے
 پتا جا کر کے کوئے یا مینِ یون پوچھنا قاصد
 زمانہ زندگی کا اپنی پھس کر گر کہین آتا
 نہیں ہی سبزِ خطِ گردِ رخکے دستِ قدر سے
 جو جاتے ہو تو ہنس بٹاتے ہیں غنچے کھلکا کر کے
 دلِ داغِ مین نہان ہزاروں آرزو مین ہیں
 گئے تھے دیے دھوکا ہر مین پھر کہ جو پھر آئے
 پس مردن بھی اپنے دل مین باقی تو خلس کچھ کچھ
 بیٹھے جسے نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جائے

خزانے بے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا
 مے مذہب سے مذہب ہو جد اگر مسلمان کا
 بہارِ بلخِ جنت ہو ہر اک تختِ گلستان کا
 مسلمان اودھون مین اور حافظِ نمونہ قرآن کا
 خلیجِ ہی نہ تابع کرے انسان کو بھی انسان کا
 بتاؤ نامِ بانِ رضوان ہو کسے دے دربان کا
 تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا
 لکھا ہو حاشیہ دیکھو خطِ بیان مین قرآن کا
 چمن مین دیکھ کر عالم تھکے روئے خندان کا
 کھلایا کچھ کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا
 تھکے مینے کرتے کہ عمر گریزان کا
 تعلق نشترِ غم سے ہو باقی کیسا درگ بیان کا
 قصائے ناگمانی نام ہو اس تر زنگان کا

پہلی تھی ٹوٹھکڑ مجھے یہ ہوا تضا جس دم	تو کس حسرت سے نہ نکلتا تھامین عمر گریزان کا
مضامین میرے دیوان میں کچھ عشق کے ایسے	ہر اک شعر اپنا گویا باغِ جسم ہو گلستان کا
زمین شعر نے رتبہ فلک کا ای احدا پایا	ہر اک نقطہ میری ج شرف ہو اپنے دیوان کا

احدیہ شاعران حال و مضیٰ میں کمان باتیں
نوشاود و اوین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلو افکن زلفِ شگوفے رخِ زیبا ہوا	آفتابِ حشر نکلا نور کا تر کا ہوا
حیرت افزاے جہان وہ نور کا بچا ہوا	دیکھ کر انسان کیا پیوں کو بھی سکتا ہوا
جلوہِ رخسے کیا گھر بنو دی نے آنکھ میں	جب اُٹھا پردہ اوہ حشر تو پھر ادھر پردا ہوا
چو گئے لاکھوں بچھولے دست و پائے یار میں	شعلہ رنگِ خناس سے یہ انہ پر یاد ہوا
روئے جب یادِ درِ زندان میں تو پھر خاک پر	لوٹ کر اشکوں کا قطرہ گوسہ کیا ہوا
اس قدر افتادگی میں محو حیرت ہو گیا	نقشِ پایے یار پر اپنا نام مجھے دھوکا ہوا
پینے کا قصد رکھتا ہوں مے ہر کام	آسیا ہے جرج کا گویا کریمِ دانا ہوا
جان کے جانکی کچھ پر وانیہیں پر غم نہ کر	واسن قاتل ہو میرے غول کا دھما ہوا

ہاتھ پر نیسے وہ اپنے جسم پر جھنجکین نہ کیوں
 سیر و پاک لیے جب میں گیا بے پائے کے
 لکھ دیا تھا حالِ خشت تنے بھولے جو کچھ
 خون اتنا بوجھلا تو زمین کا شے بڑبڑھے
 جب بھری تارِ نظر میں صبرت زیبائے یار
 کہنے ہاتھ اپنا ملا با تھ سے اوس شوخ کے
 سبزہ خط کی محبت سے ہوا عشقِ ذوق
 بے نشان کرتی ہو محکم اپنی ہی گمشدگی
 کشتہ آتیب زنگارِ نازمِ فون ہو گیا
 جامِ مری کے شوقین بیٹھے ہے پہرونِ گر
 اوسہ رُجِ منور پر تو رخ سے تپ
 خط کا اونکے چہرے نمایاں ہے جوابِ بندہ

آتشِ رنگِ خناسے شعلہ ہو بھڑکا ہوا
 حلقہ کروا پے غم ہر حلقہ ڈیرا ہوا
 نامہ بر بھی لکھے خطِ راہی سحرِ صحرَا ہوا
 دامنِ گلِ کیطرح سے دامنِ صحرَا ہوا
 پتلیوں میں تیلیوں کا بھی تاشا کیا ہوا
 طائرِ رنگِ خناسے آج ہی بھڑکا ہوا
 رہنمایہ خضرِ خط اس چاہک اپنا ہوا
 گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا
 ایتول اوکاوشِ مرگاتن اٹھنڈا ہوا
 بخلِ ساقی میرے حق میں نہ پڑنا ہوا
 چاندنی پر چاندنی کا بزمِ میں صحرَا ہوا
 یا ورقِ پرش کے مضمون پر کچھ لکھا ہوا

دشتِ غربت میں ہونے کے سروساں احمد

جس شجر کے سایہ میں بیٹھا وہ بے پناہ ہوا

باغینِ دستِ خانی کا ترے چرچا ہوا

پھونے سے زلفت کے دسے ناخوش ہو گئے

بال کو کھرا کے رخ پر بولا وہ آئینہ زو

ہوں وہ خوشی لے کے دیو ہیں رہتا ہوں بہین

جانے کس شمع سے پھر لگی ہو اسکو تو

خزمین صبر و تحمل پر اک آفت آگئی

انتظامِ ہستی سوہوم میں آیا فساد

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو

ای تو اب مجھ میں ہو دو گرمیِ الفت کمان

دیکھ کر کیا نہ عدم سے ابر تر کا آنے تھے

چشمِ مست یا مٹنے پرست جھک کر دیا

لکھنا تھا جو دہن کا اور نہ کہ حالِ گنج

ہر رگ گل میں اتر خونِ تنہا کا ہوا

آنے میں بالِ نازق آپکے پیدا ہوا

اب حلق میں دیکھو تانا بھی پیدا ہوا

حلقہ گردِ آبِ غم ہر حلقہ دریا ہوا

آجکل رہتا ہی کچھ پہلو میں دل چلتا ہوا

جب وہ شعلِ برق آیا خواب میں بہشتا ہوا

نالہ پر دردِ غم کا دل چجب بوا ہوا

دیکھ کر افسردہ جس بیمار کو جیسا ہوا

سرد مہر سے تمھاری دل مٹھنا ہوا

مثلِ شبنمِ عمر بھر اس باغ میں دنا ہوا

سفرِ کئی تھا ہش گئی اچھا ہوا

نامہ بر عقدا ہوا اور خط پر عقدا ہوا

<p>جان اپنی سبز و خطیر کیسے جاگی بام پر آ کر نقابِ رخ اٹھایا دوسے جب رتبہ اکمل کو پونہ چا جو ہو گوشہ نشین یا وغیرہ ونگی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہیں دہر میں جس کا مقدر نام ہی ای ہمدوم اس قدر میر طیف سے بدگمانی ہو اسے</p>	<p>تھا یہی شاید خطِ تقدیر میں لکھا ہوا آفتابِ روم شمر جلوه گر گویا ہوا گو ہر یکتا صدف میں قطرہ دریا ہوا اس قدر میں او پری محوِ رخِ زیبا ہوا عمر بھر دیکھو نہ ہنسے وہ کبھی سیدھا ہوا خواب میں بھی آتا ہو وہ شیخ تو ذرا ہوا</p>
<p>کوچہ جانا نین جا کر گریبے جو سر کے بھل کبے میں گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا</p>	
<p>رونے میں جسمِ تصورِ سبز و خط کا ہوا لاکھ سرا را کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا بٹیکر پہلو میں اپنے ایک دم وہ اونٹ لگے بحرِ عالم سب حجاب آسانظر آنے لگے ہی بیان گو ہر وزنِ جانان میر سے</p>	<p>زخمِ دل پر دم زنگار کا پھا ہوا منفعلِ تیرے مرضِ غم سے کیا عیسا ہوا دشمنِ جان درو دل اپنے لیے پیدا ہوا جوشِ پراگندہ نکا میرے جگر می دیا ہوا گوشہٴ عزت میں جو بیٹھا دیکھا ہوا</p>

دل ہمارا جلو و گاہ جلوہ لیسلا ہوا	ہو نہ مجھ کو صبح ریت طاباچ کے خوش بین
دل بھی اپنا بنکے آہو باد پیس ہوا	گر تو چشمت فونگر کے اثر سے دیکھنا
پارسینے کے اوڑھ کر تیرے سیدھا ہوا	مجھے بیم ہونے تک چھیٹا کھوئی نہی
دروے آنکھوں کے دل اپنا یہ تھا بالہ ہوا	منتہی لیکے تنے او تو کھو یا اسے
سکرا ہاں قیس جب محض زریا ہوا	آتی آواز انا لیلی بھی تھی ہر عضو سے
غیر کے پہلو میں بیٹھے دریاں پیدا ہوا	رکھتا ہی سچین مت تک تعلق دل کا بھی
زخمی تیغ نگہ جو ہو گیا اچھا ہوا	ہر دہان زخم نسل سے یہ آتی ہی صدا
گم کر کی جستجو میں صورت عنقا ہوا	نام باقی ہو وجود جسم بالکل کچھ نہیں
جوش پر جسم مرا خون لگ سودا ہوا	چھیر مروتا ہو میں نوک خار سے اکثر اسے
آپ ہی مجھ کو بنا اور آپ ہی لیلیا ہوا	نور سے اپنے بنا کر احمد مختار کو
آرزوے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا	مر گیا شوق تھا را ہو گیا قصہ تمام
تم پر سے بیمار اور عالم میں بنیں سو ہوا	یہ مریض غم سے اپنے وہ بگو کر کتنے ہیں
کوچہ و بادار میں کیا کیا نہ بنیں سو ہوا	ہو کے عاشق آہنی زلف سے کہاں بن

<p>گوئے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا کچھ سناؤ لگا اگر اس بلغم میں رہنا ہوا</p>	<p>کہ نہیں سکتا ہوں اونے کو زبان کو ہر نفسِ گشائی ہوں میں بھی بیلو</p>
<p>ضعفِ اپنی یہ حالت ہو گئی ہو اے واحد نار بھی آتا ہو لب تک سوزِ جگر اڑتا ہوا</p>	
<p>ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا طوطی اپنے یار کا بھی بولتا پیدا ہوا سایہِ منتاب گویا یار کا سایا ہوا جسمِ جانان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا کا سوسوق میں یہ بیکھڑ کا کسا ہوا بعد مرون جو عمار اپنا تھا وہ سہرا ہوا اوس پری کے آتی تو گھر نوکا سارا ہوا پہلو فافوسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا اچھا پہلو او پری بلور کا شیشا ہوا</p>	<p>آتشِ دل کا اثر یہ دیکھ لو پیدا ہوا سبز و خط کے نکلنے کا ہوا عالم میں شور جسیرہ پر تلمیذ و شہو بھی چکا جاتی ہوتا نازکی ایسی ہوا اس بھی گلِ آبارق جامِ خالی دیکھ ساقی توجہ ترسانے لگا کنترہ چشمِ سیاہ یار تھا جو ہمدرد صول کی شبنم کی گلابت تھی اصل دل بچا ہوش و نقشہ ترا آبا و تر آتے ہی صورتِ تیری ہوش و نقشہ لگتی</p>

<p>سو کھلا کج جان تن بھی لال سا ہوا گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگار ہوا</p>	<p>تھی جو الفت برونہ سے تیری مجھے اشک کا قطرہ ہمارے دیرمدد آج</p>
<p>مہر کی حالت ہو اپنی اور احباب ضعیف ہام کو اٹھتا ہوا پنا جب کبھی اٹھنا ہوا</p>	
<p>کچھ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہی گویا بھی مری گل کا ستارہ دیکھت چمکیگا پھر اب چاہا بیل کا خدا ہی نا خدا ہوا اب ہماری کشتی دل کا تڑپ کر چم لیتا ہوں میں انکرا تھ قاتل کا پسند آیا ہو بس انکو تا شا مرغ بیل کا نہ دیکھا ہاے وقت قتل بھی سنہ بہتے قاتل کا کیا بے ہوشی نے پردہ اٹھا جب پردہ بھل کا ہمارے قلب کے سلسلہ توڑوں سلاسل کا کھالوں سے نہ ہر گرین سکاکا مے گل کا</p>	<p>اثر باقی ہی بعد مرگ ضعف جسم دائل کا فرشتہ نکو بھی ہوگا عشق اوس نہر و شائل کا پتا نہ نہیں ہو دیکھتے ہیں لاکھ ساحل کا وہ بیل ہوں کہ اُلفت بڑھ گئی ہی قتل ہو نیسے یہی نرات ہو چین کوئی تڑپے کوئی چھوٹے مری آنکھوں پہ پٹی باز دھی اوسنے غمکے ڈرے نظر آئی نہ بھر چمن کو بیل بد نصیبی سے گل جاؤں صبح اسی چین ہو دنائے اثر باقی رہا بعد مقابل بے پریشانی</p>

لبِ ساحلِ نین ہی تر تو کم ظرفی کا باعث ہو
 اتنی پائون بھی میرے مثالِ نختِ سوجائیں
 یہ شوقِ دیدلی ہی کہ بس اوڑک پٹ جائے
 نہ اس کے چھالیتا ہو نہ کو اپنے دامن سے
 خطِ تقدیر میں عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
 یوسفین فریاد کرتے ہیں اسیر کا کل پہچان
 وہ عائنِ مینے ہیں دل سے سمجھ لو دین تم بھی کچھ
 شکمے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا اور دل
 شہادت تھی زلفت میں لکھی تو اس کے باعث
 لگایا اپنے سینے سے اوٹھا کر او سکھو قاتل نے
 ہمیں وہ قتل کر کے اب کفِ افسوس ملتا ہو
 پہنچ جا اہون کچھ یا میں کہ چہ ہوں تو لوں سے
 دل اپنا کوچہ کا کل سے پھر کر جسے آیا ہو

قصورِ فیض دریا کیا قصورِ اس میں ہو ساحل کا
 خفا ہوتے ہیں دربان و گھبراہٹ سلاسل کا
 غبارِ قبرِ مجنون دیکھ لے گرجہ محل کا
 گدڑ ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا
 سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلبِ خطِ شکل کا
 یہی زندان میں ہر دم مثلِ ہوا نون کے سلاسل کا
 حسابِ بستانِ دولِ فخطِ ہوا فیصلہ دل کا
 فخطِ اک درو سہی تھا طر کر نامنازل کا
 جھکائی لاکھ گردن بڑا دھٹا با تھ قاتل کا
 نہ کہہ جا پڑا نہ بونچ بوسل کے بسل کا
 فریبِ رحم دو دیکھ ہمارے ساتھ قاتل کا
 ہی بے شوقی آسان طر کر نامنازل کا
 کچھ ایسا خستہ ہو جیسے جھکا ہو کوئی منزل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہیں	ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے بخت ساحل کا
دکھائے خنجر ابروئے بران کو اگر قاتل	نظر آجائے محفل میں تماشا رقص بسمل کا
دل مخزون تلاش ہر روان خاک جانے دے	چٹا کیونکر ملے ہو فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہے کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہے
عجائب الازدوں احد سینے میں ہے دل کا

سُورہ گر ہوا یا خنجر ابروئے قاتل کا	نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقص بسمل کا
کھجائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسمل کا	پریے گرا تھ پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا
ارادہ ہو ہی زندا نہیں بس اب حضرت دل کا	چلو صحرا کو تو دو سلسلہ بالکل سلاسل کا
خدا کا شکر کہ اب تک کمال حسن ہو درہ	کمال لکشب قطار تاجی ہمان کا مل کا
ہنسی منشوق کی ہوتی ہو وچر گر عاشق	چمن میں خند و گل سے تریس تارہ عنادل کا
اتنی دیکھے منتقل میں کس من پائین بختی ہو	میں تشنہ لب ہوں ان مٹنے آپ تیغ قاتل کا
تسے مکی گدائی کے لیے بس ایڑہ شہنشاہ	تھک بھی لیکے پھر تاجی پالہ کا مل کا
شب تاریک گیسو میں دکھا کر انگ کتے میں	اسی ستے میں لٹ جاتا ہو دیکھو فاطمہ دل کا

کسی گل کا ہون یہاں محبت صورتِ میل
 نہ پوچھو ہر گز کہ یوں رشتہ نگریں اشکون کی
 بگڑتے ہیں سوالِ وصل پر وہ تو یہ باعث ہو
 غبار اپنا بگولابن کے اکثر قص کرتا ہو
 کھلینگے ناخنِ تدبیر سے بند قبالِ دُن
 حسینانِ جہان کے نہیں کسبِ نسب اوس
 بہارِ گلِ چین میں تھی تو میلِ نالہ کرتی تھی
 سوا سیرے کرم ہی غیرِ پراوس بجز خوبی کا
 اثر باقی پس مردن ابھی تک ہی خسروانی کا
 بوقتِ شعور گئی ہر جانان میں جزا لان تھا
 سحر و آسمانِ تھارات بھرا کے نرا اسکے
 سلیمان بھی جو آئے تو وہ دسارِ محکم ہو
 رخِ جانا لگو کیوں ان ملتیں ٹکڑے نسبتِ دُن

سرِ مالین مے تکیہ ہو پر ہاسے عاقل کا
 نہ سمجھو سہل کھلنا عقدِ ہاسے کا مشکل کا
 ابھی کچھ تھانِ الفت میں کہ تیرے میں دل کا
 پس مردن خیال آتا ہو جب قص اسکی محفل کا
 انھیں ہاتھوں سے حل ہونا ہی عقدہ کا مشکل کا
 چراغِ طور ہوا گلِ چراغ اب جسکی محفل کا
 خزانہ میں برگا فتادہ سے ہو عالمِ جلاجل کا
 پردا کیا بخت پر پھسے بھی سایہ بختِ ساحل کا
 بگڑ جاتا ہو بن بکڑے پھیلا بھی مری گل کا
 مے دیوانہ میں ہو ادراق سے عالمِ جلاجل کا
 ستارے دیکھ کر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا
 فلک پر ہی دماغِ افروزِ دُن تھے مے سائل کا
 نہ دوزخِ رشید کا نقشہ تو ہی نقشہِ جلاجل کا

بتانِ سنگد لیسے ہو نہ صورتِ آتشِ ناکولی
یہی نالہ ہی برسوں سے شکستہ نشینہ دل کا

گلے کو گھونگرِ فرقت میں اپنی جان می بینے
زمنت کش ہوا صد ٹکڑے دستِ فریغِ قاتل کا

دمِ فکرِ سخنِ مضمونِ عالی پاؤں پر تے ہیں
تصور ہی اصرارِ روزِ دن کس رخِ رشیدِ نزل کا

صد او تیا ہی بعد از قتلِ یسراو کے بسل کا
ازل سے ناز پروردہ ہوں دستِ فریغِ قاتل کا

وہ مجنون ہیں کہ ہی ملکِ تصور جسکے قبضے میں
مری آنکھوں میں جلوہ ہی مری لیلیٰ کے محل کا

اوسیکے ہجر میں نثرات ہی اپنی یہ جانسوزی
چراغِ طوبی پر دانہ ہی جس شمعِ محفل کا

بہت خوش ہو کے مجھے بالِ دل پہ گونہاں ہیں
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیب انزل کا

کوئی محرابِ کعبہ میں ہی کا فر گویا جا بیٹھا
یہ عالمِ زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا

رسانیِ دل کو اب کیونکر نہ زلفِ بارتک ہوگی
مقدر سے کریموں کے بڑھا ہی حوصلہ دل کا

خدا کے سامنے محبوب ہو گا قتلِ ناحق سے
قیامت میں مرا ہی ہاتھ اور اس ہی قاتل کا

وہ سے طالعِ برگشتہ کی صورتِ پھرے ایدل
لگانِ جبر یا تھر پر ہوا تھا گردن میں جامل کا

خیالِ اس سنگدل کا دل سے دمِ ہرجی نہیں ملتا
رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھِ بادل کا

اول کا
نکل کا
دل کا
محفل کا
دھڑکھل کا
محفل کا
بلابل کا
ساحل کا
گل کا
لمحہ صبح کا
محفل کا
ساحل کا
جل کا

بگنٹے کی قرآن میں نہیں ہو چکو حیرت ہو
 تڑپنے کی ندی دم بھر بھی املت چکو قاتل نے
 یہ محدود پیمانی ہو جو ممکن ہو تو لائق ہو
 تو وہ شکِ سلیمان ہو کہ اب بھی قافسے اور کر
 انصیری است میں روشن ہیں گو شمع کا فوری
 دم آیا ہو لیون پر ہو قنابو سہ لب کی
 شمعِ فقیہین سر دھنتے ہیں روتے ہیں بکلتے ہیں
 بہت فریاد اور مجنون کے قوصے سے ہونگے
 پس مرن بھی تیر پائین میں تڑپتا ہوں
 کیا قتل اسے جاننا زمین میری آبرور کھلی
 اشرافی جنون کا ہو وہی اندر سے اب تک
 نہ آیا ترع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
 ہوے مقتل سے راہی پھر کر منہ رخ کے مارے

تھارے مصحفِ رضا پر نقطہ ہی کیوں تل کا
 نہ نکلا ہاے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا
 بنے مار گناہِ قیس سے پردہ بھی محل کا
 تماشا دیکھنے آتی ہیں پر بان تیری محفل کا
 یہ عالم آج کل گیسو میں ہو اونکے انامل کا
 سوالِ آخری ہو ذکر تو اپنے سائل کا
 نتیجہ اور کیا ہوتا تباہی سعی باطل کا
 کبھی بہر خدا سن لیچے قصہ مے دل کا
 نمایان سنگِ مرقد پر بھی ہو عالمِ دلازل کا
 حقیقت میں بہت ہو دشمنیت تیغِ قاتل کا
 کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہیں مری گل کا
 تصور مے مے بھی رہا جس شوخِ غافل کا
 نہ کیا جب گیا اونے تڑپنا بس مے دل کا

شکبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہو	بھلا کیا سنگشت ہو حال ہم پر حق و باطل کا
جو ان غیر و فکیہ پہلو میں ہا کرتے ہیں وہ اکثر	تو یان نرات صد رہتا ہی وجہ محفل کا
نہو نگے مست ہوئے گل ہارائی بھی گلشن میں	گیا جوش جنون کے ساتھ سارا ولولہ کا

بہت کھینچ کھینچ کے دم لے لیکے لڑکے کے جلتی ہو	
احد مثل میں کھیر آج غر و تیغ قاتل کا	

نصو رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا	گذر باغ ارم میں آج کل ہو حضرت دل کا
جب اسکا دھیان کرتا ہوں خیال انساں ہو	مرے پائے تصور میں ہی ہر عالم سلاسل کا
نہیں پہلو میں ہیں وہ تو تصور اون کا رہتا ہی	مری پچا صلی میں ہی ہوا اک مضمون حاصل کا
نہ پوچھو یہ میری حالت مری کیا ہو چکی کیا ہو	کیا دق نے بھی قہقہے پہ صندل سے ہر گل کا
جلائے برق گر کر او کو وہ برگشتہ طالع ہوں	مرے خرمین پہ لے کر نام وہ حقان کے حاصل کا
جہان میں جتنے ہیں دیوانے تیرے ہیں پر ہی بکر	مٹا جس نے تیرے نشان انسان قاتل کا
تو چھوڑو ستم کو عدل سے اب بیش آدم	خدا کے گھر میں سنتے ہیں بڑا تیر ہی عادل کا
وہ ظالم آشنا ہے ظلم ہو ایسا بگوتا ہو	کوئی بھولے سے بھی گزرا مے سلطان عادل کا

بہت ٹھونڈا حانہ پایا مثل تیرے تو ہوا ثابت
 جو عاقل ہیں انھیں راحت کی فکر صلا نہیں بتی
 نہیں پوچھتے ہجر یا سے دم بھر بھی دنیا میں
 خیال نفع کیوں کر ہو میں دہر گشتہ طالع ہوں
 نہ پوچھو فرقت جانان میں کیا کیا ملتیں گنہیں
 بہت ٹھونڈا حانہ پایا آج تک ہنسنے زمانے میں
 چڑھے گیون بیڑ ہو کے دل کو میرے پہلو سے
 وہ آئینے میں منہ کو دیکھ کر کہتے ہیں لوگوں سے
 کتابِ عشق کے اک لفظ کا مطلب نہیں سمجھا
 کسی کروٹ کسی پہلو نہیں ہو چٹین ابل کو
 ترانقشہ بنا کر صانع قدرت نے فرمایا
 شبِ فرقت میں ایذا میں بہت کچھ جوا دھمائی ہیں
 یہی دشات ہجر بار میں ہوا دعا تجھے

جہان میں متنوع بس نام ہو تیرے مقابل کا
 خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہو کام جاہل کا
 قیامت میں بھی دیکھیں حال کیا ہو مجھے غافل کا
 سراسر سر نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا
 کبھی حق نے کیا دق اور کبھی صدر ہاسل کا
 ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسانِ عاقل کا
 نہیں دزدِ حنا کو کچھ خطر سلطانِ عادل کا
 زمانے میں نہیں ہو دوسرا میرے مقابل کا
 دلِ نادان ہو تو شاگرد کس استادِ جاہل کا
 ستا ہوا نہایت عشق اب اس شوخِ غافل کا
 بناو لکھا ذاب میں دوسرا تیرے مقابل کا
 تو پھر اب ناک میں ہو دم ہمارے حضرتِ دل کا
 اتنی بھول جاؤں نام تک اس شوخِ غافل کا

<p>لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تویہ بولے یہ چُسنِ چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر جگر ہوتا ہو ٹکڑے اور کلیجہ منہ کو آتا ہی اک اپنے گھر کو بس دیران کر کے اوجھون آخر</p>	<p>بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہو کامِ مہشل کا عز و راتنا کر یہ کام ہو انسانِ جاہل کا زبان سے نام لیتا ہو نہیں جب اس شوخ غافل کا کیا آباد ہننے سیکڑوں خانہ سلاسل کا</p>
<p>احد الفت نہ محکمو اس سے ہو یہ غیر ممکن ہو دلِ مست کا ہو تابع اور مین تابع ہوں اس دل کا</p>	
<p>جگر پر زخم کھا کر خنجر ابرو سے قاتل کا رقم کرتا ہوں مضمون میں کسی گل کے فضائل کا یونہی اویلی پر وہ نشین گرفت الفت ہو محبت میں رخِ طبع کی عشقِ خال لازم ہو شبابِ حسنِ رخصت ہو گیا اب وقتِ پیری ہو نہو جب بچپن میں اپنے تو پھر ساقی ہوش نہیں نسبت ہو قطرے گلین کچھ اور مین حیران ہو</p>	<p>تر پنا مرغِ بسل کی طرح اک کھیل ہو دل کا صریرِ فلک کا غنڈہ ہو اک نالہ عنادل کا پس مردنِ نیگی روح مجنون پر وہ محل کا نمک کے ساتھ ہوتا ہو مزا کچھ اور فلفل کا ہوا بمیغِ مجب پھر رہ گیا کس کام کا چھلکا مٹی گل رنگ مین بھی ہو مزارِ ہر لابل کا گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا</p>

یہ شوقِ دید مجنون کو ہر دم آیا ہو آکھوں میں
 کمالِ اتنا تصور میں تو ہو لیلیٰ کے او مجنون
 ابھی جل جہنم کے شعلِ خالک بس ہر دم بہرین
 طوائف کعبہ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہو
 یہی غوغا مچا ہو کوچہ کا کل میں برسوں سے
 ابھی جسے حیرن اور آئینِ قاف سے پریشان
 وہ بحرِ خشن دریا کے کنارے جا کے حسبِ میثاق
 جو عالی مرتبہ ہیں اون کو یہ پست اور کرتا ہو
 تو وہ ہو غیرتِ زہرہ کہ جسکی چاہ میں پرو کر
 مگر کُحسنِ دور و زہرِ غرور ای ساقیِ مہوش
 بہار آئی ہو دیوانِ فن کی حالت اور یہی کچھ ہو
 لڑکپن سے ترمی تقریر میں شیریں بیانی ہو
 بس لکھ میں کروں گا سہرہ میں نازِ جنم کو

اوٹھائے کس دیلی سے کوئی اب پردہ محل کا
 جدھر نہکے او دھرائے نظر بس جلوہ محل کا
 جہنم تک پہنچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا
 بجائے سنگِ اسود بوسہ لونِ خُدا کے تل کا
 اوھر سے بچکے بس جانے پائے قافلہ دل کا
 تماشا گرہ کھاؤں تم کو اپنے جذبہِ دل کا
 برنگِ موجِ منہ ہر پھیلون نے چوماسا حل کا
 فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاہِ بابل کا
 ملائک نے کھتے ہیں عرش سے منہ چاہِ بابل کا
 چھلک جاتا ہو بھرتے ہی پیالہِ ماہِ کامل کا
 سرورِ مست ہو دندانِ مین ہر لہرِ اسل کا
 مقابل میں تیرے ہوتا ہو کھٹا دانتِ قابل کا
 برطحا اٹھکونے رونے میں اگر زیارے دل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵

6.

65

61.

✓

11

1

5

1

7

9

6C

66

کہا حالت کو میری دیکھ کر سب عالموں نے یہ
حصولِ دعا کی عالموں سے کیا تمنا ہو
زینتہ کو پھیرے بہلائیے مجھ کو نہ باتوں میں

نہیں آسیب یہ پابند ہرگز نقشِ عامل کا
سمجھتا نقشِ قسمت کو ہر عینِ بینِ نقشِ عامل کا
جو چھیرا ہو تو کچھ سن لیجیہ قصہ مرے دل کا

احدیہ تملاتی کونزتی بجلی جمہو کشر
اور ایاڈھنگ اسنے بھی میری بیتانی دل کا

نہیں کچھ آج سے ہر منہ عالم مرغِ بسمل کا
چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قیدِ سستی سے
مرے پہلو میں آتا ہی نظر اک نور کا عالم
ہماری روحِ جنت میں پھر کی ہو کے بس آہو
گلے پہ پھر خبرِ شوق سے بہرِ خدا اب تو
مٹی جوشِ جنون میں وہ مجھے اندری طاقت
شہادت تھی قسمت میں لکھی تو اسکے باعث سے
وہ جنون میں کہ بعدِ مرگ بھی لڑا کہ کلو کاوش ہو

ازل سے ہون میں کشتہ خنجر بید ادا قاتل کا
 بنا ہوا آج ماتم خانہ ہر حلفتہ سلاسل کا
 گذر ہو خانہ اول میں یہ کس خوشبید منزل کا
 مرا ہون شیفہ ہو کر کے جو میں چشم قاتل کا
 ہوا جاتا ہو خون پہلو میں قاتل صرت دل کا
 ہلا دیتا ہو پائے عرش کو نالہ مرے دل کا
 بڑی تلوار تیرھی سیدھا گوٹھا ہاتھ قاتل کا
 بنا کر ماتے تھر میں سب پست لامری گل کا

صدے نالہ برپا ہو روان آنکھوں نے آنسو بہیں
 خیال آتا ہو رہ رہ کر کے اپنی سخت جانی سے
 خدا جانے کدھر رہی ہوے یار ان صحت بھی
 بچھاؤں فرش خواہش اور جلاؤں انکلی شمعین
 نہ وہ شکنیں نظر آتی کہیں ہیں اور نہ وہ باتیں
 کچھ اثبات نہن میں گفتگو یہ کر نہیں سکتے
 نہیں کچھ بولتے نہن سے فقط رجھاتے ہیں ہنسکر
 نہ لے آرام او جانِ حزین تن سے نکل کر تو
 ہمیشہ جستجوے یار میں پھرتے رہے لیکن
 جو چلتا ہوں کبھی تو گرد آئے گھر کے پھر تاہوں
 ذرا سا چہن پہلو میں تلاش یا رہنے دے
 اوسیم ہوش میں فرماؤ اور مجھ کو بھی آجائے
 سیاہی تل سے چشمِ حور کے او جانِ بناؤ نہیں

محنت آج شاید دم ہو اپنے حسرتِ دل کا
 نہ دکھ جائے کہیں نازک بہت ہو ہاتھ قاتل کا
 نشان ملتا نہیں ہو اب کہیں محفل کی محفل کا
 جاؤ خواب میں دل میں نیا سامان ہو محفل کا
 فقط اک نقشہ آنکھوں میں کھینچا ہو اہل محفل کا
 بہت کچھ منطقیوں کو ہو گو دعویٰ دلائل کا
 جو کہتا ہوں کبھی رو کر کے اونے مدعا دل کا
 ابھی ٹھکو بہت باقی ہو طر کرنا منزل کا
 نہ دیکھا خواب میں بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا
 مسافر صورت پر گارہوں میں ایک منزل کا
 ابھی یہ دل یہاں اراہوا آیا ہو منزل کا
 جو سن لیتے کہیں قصہ ہماری وحشتِ دل کا
 ورق پر غم کے مضمون کہوں خسا کے تل کا

صد اپازیب کی اونکی جویا داتی جو زندان میں	ہلا کر پاؤں کو سن لیتا ہوں نالہ سلسل کا
ہوے ہوا جکل کس ق ق فٹش کے چاہنے والے	احدا حوال کچہ کھلتا نہیں بتیانی دل کا
<p>دہان زخم سے اتنا بیان ہوتا ہے سہل کا</p> <p>سنا کرتے تھے پہلو میں بہت کچھ شور ہم دل کا</p> <p>لگا کر تیر میرے سینے پر بھر ترچھی چٹون سے</p> <p>بھر گیا اوس میں جونی و سکو پلو گھا دہیکش ہوں</p> <p>نہیں امید آزادی فقط زیر نفس ای جان</p> <p>مے نالون کو سن کر کے فرماتے ہیں لوگوں نے</p> <p>صد از بخیر کو بیدار رکھا وحشت دل نے</p> <p>ہر رک کی لاش پر کتا ہی کسے مار ڈالا ہی</p> <p>نہیں کچھ یو کی حاجت میں ابھی بست ہو جاؤ</p> <p>بڑے گراں کوئی مجھے بیوقوف شہادت ہی</p>	<p>اوٹھا دھکا جہاں تک اونٹھ سیکاناز قاتل کا</p> <p>جو دیکھا چیر کر تو صاف تو دہ تھا فقط گل کا</p> <p>تماشا دیکھ اوا برو مکان اب قص سہل کا</p> <p>جو بنوایا گناہم ساقی کہیں مجھ زندگی گل کا</p> <p>پھر کنا عمر بھر لکھا ہوا ہی طرہ دل کا</p> <p>اثر ہونے لگا ہی اسکی کچھ بتیانی دل کا</p> <p>مرے دم سے فقط زندان میں ہوا سلسل کا</p> <p>تجائی دیکھے ہم پہلوں کے ساتھ قاتل کا</p> <p>لگائے سنسے گرا خالی کوئی ساغری گل کا</p> <p>دہان زخم سے سنسے چوم لون شیش قاتل کا</p>

دل کا

قاتل کا

مقتل کا

مقتل کا

مقتل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

دل کا

ہمارے خطا کو لیکر اوس طرف جب راہی تو ہوتا	ق پتا اسی نامہ بریہ یاد رکھن کوئے قاتل کا
کبوتر کے کہین پر پرے پرے اور ہے ہونگے	تماشا بھی نظر آئیگا دان کچر قص بسمل کا
پیا اک فتنہ مثل فتنہ محشر وہاں ہوگا	دکھائی دیگا ہر جا حال بس تیا بی دل کا
کہین وزن سے وہ بھی چلو فرما دیکھنا انگے	مقابل میں نہیں کچر جس کے سبب ماہِ کامل کا

عوض دے اکھ دردِ محبت مول لیتے ہیں
 کہین دنیا میں ایسا بھی سنا ہو کامِ عاقل کا

ہماری آتشِ دل نے تن پر دم و جان بھونکا	تماشا ہو کہین نے اس مکان کچر خود مکان بھونکا
جگر کو دکھو جانکو تن کو سب کو ایکساں بھونکا	ہماری آہِ سوزان نے ادا کیا کیا مکان بھونکا
شکایتِ شعراء سے ہو در و دل کی یہ اپنی	جلن کیا تھی جو تو نے میرے رہنے کا مکان بھونکا
گل و ہل میں جگا رہی تھا کیا جسکو صبا تو نے	فریسی بات کو لیکر یہاں بھونکا وہاں بھونکا
صدا کا نوین آتی ہو شکست رنگ ہر گل سے	کہ آخر نالہِ بلبل نے دیکھو بوستان بھونکا
جلا کر دل خیالِ شمسِ خسار یوں بولا	نصیب دشمنان اس گھر کو کسے مہرمان بھونکا
مکانِ یاس و حسرت تھامل قائم زوہ اپنا	اسے بھی آج تو نے جل کے اوسوزن مان بھونکا

قاتل کا

سپل کا

دل کا

ہاں کا

بچوں کا

بچوں کا

بچوں کا

بچوں کا

بچوں کا

بچوں کا

بچوں کا

نہیں بچوں کا مھوان پک کے حقہ سے زلف اٹھنے
 برنگ گلی حسن میں کھلکا کر ہنس پڑے غنچے
 قفس میں نالہ بیل جیسے سوز و ماتم ہو
 ہمارے شعلہ ولیمین یہ ہو اللہ ری سوزش
 ستم تازہ یہ صیادوں کا دیکھو ساتھ بیل کے
 ہمارے خرمن ہستی سے تہا کیا عداوت تھی
 نہیں لائی اوڑا کر کے صبا یہ نکمت گیسو
 شبِ فرقت ہماری آہ سوزان نے یہ جھٹکی
 ہوئے ظاہر شرارے دفعۃ اللہ ری سوزش
 تپ فرقت آہ دل سے سوز شعلہ جہان سے
 نہ بچوں کا خرمن نہ کو نہ قصر آسمان کو گر
 غرارت اوگی ہو دوزخا کی دیر کے قابل
 دل اپنا پر دہنا قفس میں جا کر بھٹایا

چراغِ نوز سے لیکر رخِ شبِ پردھوان بچوں کا
 خدا جانے صبا نے کانین کیا لکے یاں بچوں کا
 بڑا صبا کا فصل گل میں آشیان بچوں کا
 نہ کہ لی کو اسے تابغیر استخوان بچوں کا
 پس مردن بھی رکھ کر آشیانین آشیان بچوں کا
 جو تو نے جل کے اسکو آج او برق طپان بچوں کا
 مسیحا نے تن بچا نہیں گویا اے جان بچوں کا
 زمین سے لیکے اسے تاجِ لاسکان بچوں کا
 جو حقہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر مھوان بچوں کا
 جو ان سب بچے تو تو نے اوسوز نہان بچوں کا
 تو تو نے کیا تن پر درد کو ای سوز خان بچوں کا
 کہ دیکھو شعلہ رنگِ خلد سے جسم و جان بچوں کا
 تو سوزِ نالہ ناقوس نے دیرِ پستان بچوں کا

کیا بے چینم بھر تو فاقہ بھی رہا دم بھر	تپ فرقتِ دم لے لے کے جسمِ ناتواں بھونکا
دلِ غم پرہین کیا کیا گر بیانِ انِ شعلہ و دھنکی	جس بھونکا کینے اور کینے کا روان بھونکا
بھلا ظاہر کریں لوگوں میں کیا اب اِزافت کو	جگر کی آگ نے تو دفترِ ملکِ بیان بھونکا
یہی معنی احد و سوزِ محبت کے ہیں کیا شاید	کہ آخر دل کو جان کو تن کو سب کو ایکساں بھونکا

زمینِ شعریہ بھی بھونکنے ہی کے احد قابل
 ہے بھی آج فیضِ حضرت آتشِ سیان بھونکا

حیف ہو دشمنِ دین بھی رخِ جانِ نکلا	تھا جو مؤمن وہی عارتِ گریبان نکلا
حیرت افزا ہے جانِ قالبِ انسان نکلا	جسمِ خاکی میں دلِ آئینہ حیران نکلا
بچکے تر بچے جو کچھ تو سن جانِ نکلا	قبر سے خاک اور آہِ اُمّی ارمان نکلا
دل جو کھا کر سُورخ گیسو پہچان نکلا	حُسن کے گنچ کا یہ مارِ نگہبان نکلا
پھنسنے ہی انت میں بس دلوں کو چھایا تو نے	دزد اس رات کے پر دین تو بجان نکلا
گاہے ناخوس میں چلایا جس میں گاہ	پر وہ غیبِ سر میں عاشقِ تراناں نکلا
گال کو اکھونے لے کر مرے بولے ہنسکر	دیکھا شوقِ کچھ ایسا دیدہ گریبان نکلا

ن چھوٹا
ن چھوٹا
ن چھوٹا
ن چھوٹا

ہوے گیسو کے ہودل ساتھ خدا خیر کرے
مزد ہو زلیست کو ای مرگ تو نصرت ہو جا
دیکھ کر جلوہ رخ کو تے ای نیزِ حُسن
کشتی عمر کو آشکون نے ڈبو یا آخر
کس قدر درد دل اپنا بھی ہو آرام پسند
قصہ برہمی زلفِ دراز جانان
ہو صدا کوچہ کا کل مین ہی کی میسے
دامنِ یاسے لپٹی نہ کبھی خاک مری
شوقِ آزادی اسیر و کوبہ اللہ سے ہو
ترے کشتو مکی یہ اللہ ہی کثرتِ قاتل
شوقِ مٹنے کا دلا کر مجھے برباد کیا
شعلہ داغ جگر آہ جگر سے نہ بجھا
بوسے نامہ کی طرح سے دلِ حنفی شب کو

گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا
گھر سے اپنے و اعلیٰ اپنے دران نکلا
صورتِ آئینہ خورشید بھی حیران نکلا
دیدہ تر سے مرے فوج کا طوفان نکلا
اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا
جب خیال آیا تو اک غاب پریشان نکلا
زلفِ جانان کی طرح حین بھی پریشان نکلا
بعدِ مردن بھی نہ اپنا کبھی اسان نکلا
مرغِ جان بھی قفسِ تن سے پریشان نکلا
جس جگہ دیکھا وہین گنہِ شہیدان نکلا
اسمین اربانِ انکیا ای مے ارمان نکلا
اس ہو امین بھی چرخِ غم و امان نکلا
کوچہ کا کل سچان سے پریشان نکلا

	دوش پر پروئے ہے تخت سلیمان نکلا		سب خطہ نہیں عارض جانے قریب	
	میرے تلوونے ملی آنکھ غزالون نے احد الفت چشم میں جب سوئے بیابان نکلا			
	غیر کے اے زرد ہوئے آفتاب کا یا مرج آبی میں ہو گمان آفتاب کا چکر میں دیکھ کر ہو دماغ آفتاب کا عسیٰ بھی بھلیس ہوا آفتاب کا دریا بہا جو اولٹ پایا لہ حجاب کا جب ٹوٹتا ہو کوئی پایا لہ حجاب کا دوران سر ہو کیجے علاج آفتاب کا مضمون ناز لیتا ہو نہیں چچ تلب کا وریا سے دیکھو ٹوٹ کے ملنا حجاب کا قاصد کھونچاں حال میں کچھ مٹا اب کا		اللہ سے فروغ رخ برق تاب کا ساغر میں عکس ہو یہ رخ شعلہ تاب کا یہ حُسن جلوہ گر ہو مرے ماہ تاب کا رفت پسند کون نہیں ہو نازین روئے کیوقت آنکھیں جب او لٹیں تو رویا تو وہ رحم دل ہوں یا بہاتا ہوں بھٹکے میں عسیٰ سے کہہ دیکھتے ہو کیوں آسمان پر دلف دوتا کا آپکی آتا ہو جب خیال بے دل شکستگی نہیں ہوتا وصال پر ڈیو کر پڑتے وقت خطر گر پڑے کین	

سرچہ ہیکے بلچ زلف و ناکا تھاری بل
 عالم ہی دوسکے صنوین بھی بیچ مناب کا
 گر پڑتا ہو وہا تھ سے قاصد کے لیتے ہی
 ناحق کو خطا میں حال لکھا اضطراب کا
 قاصد کو موت کو چہ جانان میں آگئی
 میں منتظر ہی بیٹھا ہونے کے جواب کا
 پیانہ زلیست کا نہو لبریز جب تلک
 خالی نہ ساقی ہو کہ میں ساغر شراب کا
 یثابی سے نہیں مری نسبت کیسکوی
 بجلی نے کچھ اور ڈایا ہی دھنگ اضطراب کا
 سرپ کر کے بلبلین کہتی صبا سے ہن
 چوری گیا چمن سے کنور اگلا ب کا
 دیکھو فریب رحم کہ صبا وقت غش
 بلبل کے منہ پر دینے ہن چھٹا گلاب کا
 لکھ لیں جو چاہیں کتاب اعمال حشر میں
 پھونکوں گا ایک آہ میں دفتر حساب کا
 جبکہ چشم مست کو سائیکہ دکھا ہو
 آنکھوں میں نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا
 اک آہ کر کے نامہ اعمال پھونکدین
 جھگڑا ہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا
 چھپ چھپ کیسی صفائی بھی زرا ہو
 دامن پر ہوگا حشر میں بجا شراب کا
 کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہیں ہا
 کیا کھو کر کے پوچھینگے دفتر حساب کا

اوس رشک نہ کو نامہ لکھوں تب میں واحد

خط لکھنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

روشن ہو مکس رخصے پیالہ شراب کا	یہ فیض ماہِ شتاب پہ ہی آفتاب کا
اللہ سے فیض جسلوہ نورِ رخِ صنم	رتبہ ملا ہی ذرے کو بھی آفتاب کا
میکش وہوں کہ غم میں بھی چاہوں تو ساقیا	دورِ فلک میں دور ہو جامِ شراب کا
گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہیں	یہ تو ہی نقشہ او سکے شکستہ گلاب کا
لہڑکے زلف چہرے پہ وہ اپنے کتے ہیں	دیکھا بوقتِ شام غروبِ آفتاب کا
مؤکشف وہوں کہ عالمِ مستی میں بارہا	توڑا ارے کے جام سے شیشہ شراب کا
موت آئی ہو مجھے کسی گھر کے عشق میں	ہو گرہِ قبر کے مرے شتہ گلاب کا
گردون پہ ہر مہینے میں ہو کر کے جلوہ گر	ہو بادِ وہ ہلال کیسے رکاب کا
زاہد تو اسے کوچے میں مڑی لے بسے ساتھ	جنت میں کیا حرام ہی پینا شراب کا
اللہ سے اسیری میں بل کا نظام	صیا و عطر مل کے چلا ہی گلاب کا
بنکر ہلال ماہِ فلک پر نکلتا ہی	نقشہ اور ڈالیا ہی جو تیری رکاب کا
کیا جانے کہ وہ موم بہ آمد کی کس کی ہو	چھڑکا دھو رہا ہی چمن میں گلاب کا

یہ فخریہ عشر دوریہ شہرت یہ مرتبہ	تھا نقل جام جم مے جام شراب کا
اوس بچر سن کا جو خیال آیات کو	ق آنکھوین چھا گیا مے عالم حباب کا
چرخ کن جناب کے مانند ہو گیا	دریا بہرہ گیا مری چشم پر آب کا
آنکھیں جہد طہرین تری عالم و دھوا	تابع زمانہ چشم کے ہو انقلاب کا
دور کی ٹھوکرین مجھے کھولے جاتا ہی	یار بڑا ہو اس ل غل خانہ خراب کا
آئی صدایہ قبر سندر سے بعد مرگ	دیکھا جو کچھ ان آنکھو سے عالم تھا خواب کا
اوسکی نگاہ کے پھرتے ہی ہم گئے تو کیا	کشتہ زمانہ آنکھو سے ہو انقلاب کا
پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات	آیا جو کچھ خیال میں عالم تھا خواب کا
قاصد وہ پہلے خط کو جو پردہ لیں تو اس کے بعد	ق کہنا کہ ماگنا خط بھی ہو خط کے جواب کا
لکھ دین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ	گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا
مڑتا ہی ایک دم کو جو چلیے تو خوب ہی	مت سے اشتیاق ہو دو سکوناب کا
وہ دران سر موڈ و فکر سے مجھے نصیب	آئے خیال مجھ کو جو بھولے سے خواب کا

دنیا میں زندگی کی توقع ہو کیا احد

اس بحر میں قرار ہوا دم بھر حجاب کا

اک برج میں قرآن ہو سدا آفتاب کا	لجے قرین نہیں ہی یہ ساغر شراب کا
بہر پناہ مٹے یہ ہوا امن سحاب کا	اوبرق لعل جلن پر جو گزینکا شوق ہو
اک حاشیہ بنا ہوا حرف کی کتاب کا	خط کا نمویہ صحن رخ کے نہیں ہو گرد
پڑھتے سبق ہیں روزِ خدا کی کتاب کا	کے تہنیں ہیں بھینٹ نکالے تھارے ذکر
شعلہ یہ بھڑکا شمع رخ لاجواب کا	پروانہ وار بزم میں سب تیری جھلکے
مضمون ملازاؤں نہیں لاجواب کا	معدوم جستجو میں ہوئے سب کی ہم ولے
عالم ہوا ونکے یہ دہن لاجواب کا	نگلی سے منہ کی بات بھی دیکھ نکلتی ہو
بھر بھر کے مجھو دیتا جاساغر شراب کا	جب تک کہ دم ہو اس ترغاب کیں پایا
منہ نہ چھجھکے ڈال لے اہن سحاب کا	سوزش کو میری آؤ کی مکھ جو برق بھی
مرقد پہ آگے پردہ اوٹھایا حجاب کا	بعد فنا خیال جو آیا اوغین مرا
بہرِ خدا اوٹھو نہیں یہ وقت خواب کا	ٹھکر کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
اگر جائیں بال شوق اگر ہو خضاب کا	کالا ہو منہ جو پر یہیں نیست پسند ہوں

چھوٹی مزید فزیت دنیا جو آب تک	پیری نے اور روگ لگا یا خضاب کا
دیکھا جو بھرتی میں تو سراوٹھائے ہی	موج فٹانے توڑ دیا سر حباب کا
پھر نیسے اٹلن جی ادھین شوق ہو ہی	آباد ہو گا گھر کسی خانہ خراب کا
ساتی کی چشم میگوں کی تاثیر دیکھیے	چخی کے ہاتھ میں ہی مالہ شراب کا
اوجوش طبع اپنی اگر زندگی ہے	پیری میں یاد آئیگا عالم شباب کا
گردش بزرگ آسیا بے سبب نہیں	چکر بنا ہوں تو میں سر شباب کا
کچھ چاہیے تصرف پر مغان ضرور	ہو محتسب کے ہاتھ میں کاغذ حساب کا
میں حال بحر ستے موہوم کیا کہوں	دم بھر بنا ہوں دم میں طلسم حباب کا
ہم پلہ اپنی نیکی کے میں نے ہی بھی کی	رکھا نہیں کھیر احباب و کتاب کا
نہرو کھٹا اٹھو کوا دس برق کارو	کیوں آسمان پہ ہونہ دماغ آفتاب کا
رحمت جو اسکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی	قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا
گیو میں جلو رخ پر نور یہ نہیں	عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شبِصال جیچ پوچھو ادا احد

اپنے خیال میں ہر اک افسانہ خواب کا

حال کھلتا نہیں پھر پس مردن اپنا	کو سے جانا نہیں ہر یا خلد میں مفن اپنا
شعلہ داغ آئی رہے روشن اپنا	گل ہوئے یہ چراغ تہ دامن اپنا
عشق خال رخ جانا نہیں کھینچ دیکھیں	فیصلہ کرتے ہیں کیا شیخ و یمن اپنا
جھکوتا یہی مرقد سے نہیں ڈرنا ہر	داغ دل ہوگا چراغ سرد فن اپنا
یہ سمجھو کہ نہیں دیکھنے والا کوئی	تم اوٹھاؤ تو بھلا بدوہ روز دن اپنا
پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے	اب نہیں سنتے ہیں نہ نالہ و شہیون اپنا
فضل گل تو گئی کس سوج میں بل تہی	آتش دل سے جلا تو بھی نشین اپنا
بلبلو گلشن ایجاو میں فرصت جو ملے	ہم سنائی گئے تھیں نالہ و شہیون اپنا
کوچہ یار میں سنتے ہیں سمجھ کر گلشن	میل دل نے بنایا ہوشیمن اپنا
آپ نالے تو مجھے کر نیکو کہتے ہیں مگر	دل سنبھالے ہوئے یہی ہیں وزن اپنا
عشق خال رخ جانا نہیں تھنا دیکھو	شیخ سمجھے ہیں مجھے اپنا برہن اپنا
سچ تو یہی کہ مزار نیست کا بچا تا ہی	جب دکھائی دے ہو بھگو رخ روشن اپنا

<p>دھڑکھڑکتے ہیں مجھے ہونی تجھی میں ہی خانہ بزمین میں نام بھی ظلمت کا نہیں گایاں دیکھنے ملتے ہیں تو یہ کہتے ہیں طالبِ بید کی آنکھوں میں جب آجاتی ہو جان اب تو ہوا نام خدا و روحانی بھی قریب زندگی ہی میں تعلق کی تھیں پلٹیں باہمی خون دل ویاہوں انکا لکھی فرشتہ میں گرچہ جوڑوں تو سمندر ابھی اُنہیں ملے تا دمِ زینت کبھی تھے عزیز دیکھے فقط</p>	<p>ایک جھین کے دل میں بہت پر فن اپنا شعلہ سنیے میں ہوا غور روشن اپنا کیون خفا ہوتے ہوا کو یہ لڑکپن اپنا تب دکھاتے ہیں اگر رخ روشن اپنا اب تو تم چھوڑ دو واسو جان لڑکپن اپنا دیکھنے بھی کوئی آیا بس مروں اپنا سُرخ ہو جائے چوڑوں میں دامن اپنا دامن ابر کرم اب تو ہوا دامن اپنا پھر نظر آیا نہ کوئی پس مروں اپنا</p>
<p>وصل میں ہجر کی باتوں پر جو رہا ہوں احد میری آنکھوں نے لگا دیتے ہیں دامن اپنا</p>	
<p>ای پر ہی تنہا گر صورت دکھانا بھی تھا اگر نہیں تاثیر کچھ آہ و فغان میں ہی رہے</p>	<p>وہم گیسو میں مے دکھو چھنا لکھی تھا اوی خیال بار بار آیا تو رونا بھی تھا</p>

خاک عاشق نہیں لازم یہ خوش نمایان	جسٹے ہیں آپ ہی او کو ملانا بھی تھا
بُت نہیں بنتا میری کچھ اور نہ کچھ تو ایذا	پھر تو لازم یہ مر الفش بتانا بھی تھا
مر گیا میں تو کہا دیکھو احد کیسا ہی آج	ق آگے دیکھا تو یہاں میرا اٹھانا بھی تھا
سب پھرے فسردہ لعل کر کے اونسے کہا	محمول لازم اس طرح غفلت میں آنا بھی تھا
سُنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہو	ایسی بات کو زبان پر اپنے لانا بھی تھا
کوئی بولا مر گیا اب پوچھتے ہو خیر کیا	کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی تھا
چُپچپے کچھ دیر تک بھولے کیا کہتے ہو تم	کیا مجھے الفت میں او کو سنا نا بھی تھا
اتنا فرما کر کیا مرقی جانب ہم پھر	پونچھ اوس جا جس جگہ پر او کو لانا بھی تھا
پھر تو میری خاک اٹھاؤ ٹھکر کے لپٹی پاؤں سے	روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی تھا
اُدھاک سر سے کھینچی اور لوگوں سے کہا	ہم کو بیشک اس طرح سے آنا نا بھی تھا

جان ہی فرت میں تم نے تو احد اچھا کیا

او کو کچھ منظور بولانا اور آنا بھی تھا

یاں کشش میں سج ہی اپنے بدن میں کیا

اتنا نہ مان ہو زلف شکن در شکن میں کیا

پیغامِ وصل کے پھر ی روح تن میں کیا
اب ابھر بھی ٹھونٹھے سے آہن میں پتا
اللہ سے سوزِ شعلہ دلِ غ فراقِ یار
ملنا جو ہو تو مل لے کہ باقی ہو زندگی
لاکھ کو تو نے قتل کیا اک نگاہ میں
دل چپک رہا ہو جان بھی گھبر رہی ہو آج
کرتی ہو شورِ بلبلِ نالان جو ای صبا
ہو فکرِ مدحتِ درِ ندانِ یار کی
تنبیہ دیکے سرمہ و بالہ دار سے
گل کھل ہے بینِ نعمتِ سراغِ لبِ ہو
بہ نظر ہو مجھ کو تنہا چشمِ یار
گردش سے سالکانِ جہان کو فرہین
مہمانِ سرخِ یار نے ڈالا ہو زلفِ مین

روح و دوبارہ ہو گئی اس انجمن میں کیا
سعد و مہم ہو گیا ہوں تلاشِ بہن میں کیا
بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن میں کیا
ای جانِ روح آئیگی پھر تھرتن میں کیا
اب گفتگو رہی ہو تے بانکپن میں کیا
سوزِ جگر نے آگ لگا لی بدن میں کیا
اوس گلکی آج آئی سوارِ جمن میں کیا
غوطہ لگا رہا ہوں محوِ سخن میں کیا
ان شاعر و نئے شاخ لگا لی بہن میں کیا
اوترا ہو کاروانِ بہانی جمن میں کیا
مصروف ہوں کائناتِ ختن میں کیا
طبقے میں زمین کے چرخِ کُن میں کیا
لالہ کا گل کھلا ہو سوا ختن میں کیا

<p>بچہ بچکے ہیں باغ کیا کیا چراغ گل ای سو ز دل کفن تو جلتا مزار میں</p>	<p>جلتی ہو آج باغ مخالفت چمن میں کیا دینی تھی آگ بجھو اسی پرہیز میں کیا</p>
<p>دیکھو توفیق حضرت آتش سے ای واحد روشن چراغ فکر ہو یزعم سخن میں کیا</p>	
<p>روئے گلگون دیکھ کر مجھ کو چمن یاد آگیا جوش و خروش میں بکھولے ہوں مثل عنایب کیون روئے ہنستے نمود دیکھو ہم ای گلو عالم حیرت میں ہم پالال از خود ہو گئے کیون روئے دیو پری دوار باران کی طرح جامہ زہری کی حقیقت گل گئی رخسار میں جانے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ دار سر بر آفت آگئی دل و جگر میں بڑے لگا فضل گلین تھے مٹانے بوہیں جان پر</p>	<p>گیسو مشکین سے صحرائے خشن یاد آگیا باغ عالم میں وہ گل رشک چمن یاد آگیا آج گلشن میں بہن وہ گلبدن یاد آگیا جب ترا ای فتنہ محشر چلن یاد آگیا تھے مٹانے کو غربت میں وطن یاد آگیا ہو گئے سب محراب ہو کو کفن یاد آگیا جگمگ رہی مجھ کو شمع شمع چمن یاد آگیا جب تھے گیسو کا جوش و خروش یاد آگیا ہوش جب آبا خزانہ میں بہرین یاد آگیا</p>

<p>چاہے حیرت میں نہ لیا کی چاہے مجھے وہ غریب کا جسم بے سزا کیا</p> <p>اس قدر شوق شہادت کا تصور کیا بات کرتے کرتے کو گونے ہوئے شوق</p>	<p>ای رپی جسم تر چاہو تو نہ یاد کیا اپنی بربادی کا تبخ و محن یاد کیا</p> <p>خواب میں بھی کہو تو امیغزن یاد کیا جسکھڑی ہو کو وہ طفل کسم یاد کیا</p>
<p>آب شیریں پر دلایا فاتحہ ہنسنے میں بے ستون پڑی احباب کو یاد کیا</p>	
<p>بہل کے ہنسیب میں بگڑا رکھنا مال جو ہوتے ہیں ہی زلف و راز</p> <p>یار شب فراق میں ہی صبح بھانے شیشے سے بھکے جان و نازک اسے بتو</p> <p>جائے نہ جسبکہ یہ ملک کا خیال دہم ہوئے شب صالین یارب نصیب پھر</p> <p>مرد و بڑھا جو گیسو شکیں بار کا</p>	<p>چھوٹے نہ شوق جلوہ دیدار دیکھنا ہوتے ہیں خود بلا میں گرفتار دیکھنا</p> <p>کب ہو نصیب لطف و رخسار دیکھنا ٹوٹے کہیں نہ خاطر می خوار دیکھنا</p> <p>ہوئے نصیب وہ ہیں دربار دیکھنا ماز و ادائے غم نہ دلدار دیکھنا</p> <p>پھر حکمو سے بہت مہمان دیکھنا</p>

رقم ہوں تجھے گوہر دندان کی بابتیں	دیکھ رہا ہوں اشک گمبار دیکھنا
کیا کیا نرج و صدے اوٹھائینگے جیتے جی	قالب میں ہو جروح گرفتار دیکھنا
سودائی کسے نقش قدم کے ہوئے ہوتم	جی میں ہو کس کاروزن یار دیکھنا
گردش خم فلک کی ہی ہو تو ایک دن	سیخانہ ہی ہے گانہ سینوار دیکھنا
جوش جزو نہیں جائینگے صحر کی سمت ہم	چھوٹے گا ہم سے کوچہ بازار دیکھنا
کل کو رہینگے خوش رہی ایسا کائن خلق	غم کھاتے ہیں جو آج پئے یار دیکھنا

جائینگے جب گذرہ دنیا سے ایواحد

خواب و خیال ہو گا دربار دیکھنا

ظلمتِ شبِ نینبیں شام بلا سے پیدا	سو بلا سر پہ ہوئی زلفت و تاس سے پیدا
ہمارا کرتا ہوں تو غفلت مجھے آجاتی ہو	میری خاموشی بھی ہو میری آواز سے پیدا
منہ چھپانے پر بھی ناز سے تاکید ہو	دلبری لاکھ ہوا انداز حیا سے پیدا
عشق کیسویں نہ سمجھو کہ پریشان ہو	سو بلا ہوگی ابھی ایک بلا سے پیدا
غیر دلکے ہوں سو گھر کے مگر شہر طریو	ٹوٹنے کی نہ صدا ہوئے صدا سے پیدا

ہوتے ہیں زندہ جاوید قتل اسکے مگر
 روشنی ہو درویدوار پر پھیلی ہر سو
 صورت نقش قدم اٹھ نہیں سکتا میں بھی
 اب تو بیشک دل گم گشتہ ہی پرے میں ہو
 شور موروں کا کہیں اور کہیں کو کو کی صدا
 کو چہ بجا ناہن خال اٹکے ہو چ جائے کہیں
 الفت تین صبح نہیں جینے کی شکل
 تالہ کرتا ہوں ابھر کر کے تو کتنا ہو دشواری
 دیکھتے ہیں کبھی آنکھیں بھی خرتے ہیں کبھی
 گال ابھرے ہوئے ہیں ابھر کر یا بدن
 شربت میل سے الفت ہوئی دنی مجھ کو
 دل تو پہلو سے گیا ہی تھا گر پاتا کون
 اپنا ہی دل جگ آہ جگر سے روشن

آب شہ شیر بھی ہو آب بقا سے پیدا
 چاندنی گھر میں ہوا کہ ماہ لقا سے پیدا
 سیری پامالی ہو نقش کف پا سے پیدا
 تالہ دروہی کچھ بانگ در اسے پیدا
 صحر گلشن میں ہو کیا لطف گھٹا سے پیدا
 اس لیے میل کیا مکے صبا سے پیدا
 شب بلا خیز ہوئی شام بلا سے پیدا
 شکوہ جو رہو دیکھو صدا سے پیدا
 کچھ لگا وٹ تو ہو آنکھوں کی حیا سے پیدا
 گرمی حسن سے ہیں خچر مہا سے پیدا
 درد دل میں ہو کچھ اور دوا سے پیدا
 آپ کی چوری ہوئی ہر جناح سے پیدا
 کیا تا شاہی کہ ہو شمع ہو اسے پیدا

پھر کوئی خافہ راہی ہو سواکِ عدم	
شورِ ماتم ہو احد باگِ در سے پیدا	
شوخیِ حور ہو گر رنگِ حنا سے پیدا	قنہِ حشر ہو نقشِ کفِ پا سے پیدا
گمِ مے اپنے سے جب بکھو ہوئی اپنی خبر	بے تشائی ہوئی یاں اپنے پتا سے پیدا
بیٹھ کر ہلو میں تم حال نہ پوچھو اپنا	دردِ دل اپنا ہی یاں اپنی صلا سے پیدا
گمِ نیتِ لافِ جدِ ہر دیکھو وری بھرتی ہو	خوبیا را نہ کیا اسنے صبا سے پیدا
گر کبھی نالہ پر در کو سنے میرے	لاکھ چاہیں نہ پھر باگِ در سے پیدا
گالیاں دیتے ہیں تو دیکھتے ہنس دیتے ہیں	صلح کی باتیں ہیں کچھ آج جفا سے پیدا
نکلتے نالوں کو مے کو گون سے زمانے لگے	حسرتیں کھون پڑاں بسکی صلا سے پیدا
آئے وہ میری عیادت کو جو ہر اہِ قریب	ملکِ الموت ہوئے پہلے قضا سے پیدا
خو صلہ نہ کر ہوا اور جب کرنے کا	بیتہجہ ہوا آخر کو وفا سے پیدا
روحِ فراہِ پوہ فاتحہ منظور میں	ای جنوں کو ہ پچن شیریں بتلا سے پیدا
سبکدوشِ بہار سی وہ چلی آتی ہو	ابر ہی جانبِ تمِ خانہ ہوا سے پیدا

راہ کچھ دن کے لیے کچھ صبا سے پیدا	خصل گھین ہو اسیرانِ قفس کے بلین
مر کے ہوا ہو کوئی تیر قضا سے پیدا	اوس کماٹے امد و کجا تا ہو تو آئے
بانگین آج ہو کیا تیغ ادا سے پیدا	دیکھتے چلے میں کھنچ کھنچ کے قدم کتے ہیں
گر میں چپ ہوں تو نہ بانگ ادا سے پیدا	شور و نالہ زانے میں ہو میرے دے
کچھ جفا ہو زادا پھر بھی جفا سے پیدا	ہر لائین میں لیں نہ بھکر ہونا
بات کچھ ہو گرو بہت قبا سے پیدا	کس وعدہ کچھ اپنا لیں کلا ہوضو

شعر کوئی کی طرف ہی نہ توائل قواعد

خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا

وہ مدہ اوج شرف گر سر مدفن جاتا	گنبدِ قبر مرا برجِ قسطنطنیہ جاتا
کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب جاتا	وہ چھوڑا کرنا اگر ہاتھ سے دھن چلتا
آسان مطلق الفاظ صاف جاتا	مصرعِ آہ دکھانا جو کبھی موزونی
نزدہ خورشیدِ نیاز شکِ قبر میں جاتا	نکس پر تاجِ تراوی ملکِ حسنِ جمال
سیرالاشعری تر بیتِ سرمدفن جاتا	لطفِ تماخونِ خمر گامی چمک ہو قنیل

اگ لفت کی سوا حق دل بیل میں

قبر میں آتا اگر آتش فرقت کا خیال

ای تو اوتارے نہ رہا یہ غبارِ عصیان

آپ آتے جو کبھی فاتحِ خوانی کی لیے

دیکھا آج کین عارضِ گلگون کو تے

اؤ کو در پردہ نفرت ہو مری صورت سے

میں فادوست تھا ایسا کہ شبِ آدینہ

جوشِ وحشت میں جی ہوتی مجھے دلے لہا

وہ جو کہتا ہو کہ میں بھول گیا وعدہ وصل

میں رہتا ہوں اقبالِ بون کہ صنمِ خانو میں

میں وہ کشِ خاک اگر عدو نہ ہو پید

آتشِ گل سے اگر جل بھی نشین جانا

شعلہ شمع ہراک تا کہ فن بن جانا

جھاڑ تاراہِ محبت میں جو دامن جانا

باغِ جنت کو زمین چھوڑ کر فن جانا

تیرے کوچے سے نہ بلبلِ مگو گلشن جانا

خود چلے جائے اگر میں پسِ روزن جانا

قبر تک فاتحِ ٹپھنے کو بھی دشمن جانا

ایجنوں اتھ سے کیوں جی ہر تن جانا

اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بت پر فن جانا

اپنے ہمارے مجھے لے کے براہِ من جانا

کون چہ قبر پر میری پڑو میں جانا

ای احد لوگ سمجھتے کہ یہی ہو فردوس

گو بر میری ہو وہ غیرتِ گلشن جانا

برسے نام ہوا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ہر اک انداز پر محرم تاش ایک عالم ہو
 ہوا آخر ہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا
 قیون کی نگاہوں میں ہمارا ایک مدرسے
 زمانے میں ہر اک کو زخمی تیغ ادا پایا
 دتھا معلوم پہلے سے ہمیں عشق شکر میں
 توقع زندگی کی اب نہیں کچھ پائی جاتی ہو
 پریر و عاشقوں کی ترے اب یہ طرہ حالت ہو
 خدا کی واسطے تاخیرت کرا بھئی آنے میں
 اسی خیر کجیو بار ساب بار گیسو سے
 تپ حیران نے آخر ق کیا اب اس قدر کو
 جلیگے آتش صبر سے بزم و کعبہ بہترین
 ہر اک انداز سے اک ارگوہا دل پلے تہن

ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 غضب کا ہو تمہارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 تپ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 کھٹکتا ہو مثالِ خارا اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 یہ کس سے تنہی کیا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 کہ ہو گا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ترے پیار کو ہر بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 سمجھتے ہیں بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 مریض غم کو ہو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 گذر تار و نحین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 رہا بانی پر اطمینان اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 بڑھکھینکے کہیں انیاد اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ہمارے حق میں ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

بڑے ہن کے قاتل میں اب ہم دھکے جائینگے	سمجھتے یاں سے ہن بیکار دھٹنا بیٹھنا چلنا
بہشت مشاودر جو زور شک کھائیں گے	نیکشن میں کہیں ای بار دھٹنا بیٹھنا چلنا
سرالین میں غم کے یہ فرتے ہن آکر	ہوا آخر یہ کیوں دشوار دھٹنا بیٹھنا چلنا

طریق عشق میں اکثر متاع حسب لٹتی ہو

احد اس راہ میں ہشیار دھٹنا بیٹھنا چلنا

عمر بھر عشق بتان کا دل مسکن رہا	شعلہ آتش نشان گویا تو اس رہا
کم نصیبی اسکو کہتے ہن کہ بعد مر گئی	پھر گئے اگر کہ وجہ بے وقوفی رہا
اک پری بیکری فرقت میں دم آخر تک	خاموشی میں جو غم ہر ہشیون رہا
خون دلف کا ثابت لکے سر پر کیجیے	شمع کی الفت میں اپنا آپ روشن رہا
گنگوین است بھروسہ تک آباد رہا	دور سے وصل میں بھی بہت پرفن رہا
جبکہ ای شاہ جن جن حضرت کا لیں گھر	دست و پست گریبان کا لدا اس رہا
جو رکایا ذکر جو ان بس را وہ ظلم کا	یہ بھی لڑی حاکم شد کہ لیے آہن رہا
موتی کی نہ ای زاد ہماری قبر میں	دماغ والے بعد نماز میں ہی گر روشن رہا

لے لیا و لکھو مے کیا دیکے وعدہ وصل کا	تیز چالاکی میں ہم سے وہ بت پڑن رہا
کوشش نہ کرتی ہو کھلایہ کاکل سب کا سب	اگر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا
عالم ہستی میں کیا بے لوث کافی زندگی	نے خیال دسکے اندیشہ دشمن رہا
<p>بعد مردوں تھا خیال اک غیرت گل کا احد</p> <p>ریشم باغ خلد اپنا گوشہ مدفن ہا</p>	
ہم پہلہ تیرا دہرین کوئی جوان نہ تھا	یوسف کا تیرے حبیب بلہ گران نہ تھا
پچھتے تھے چین سے گزری گی عمر بھر	ہم کو خیال ہجر کبھی نہ رہا نہ تھا
کی مہکان ملک عدم کی جو جستجو	دیکھا تو نالہ زجر جس کاروان نہ تھا
جاری تھا اشک چشم سے جھجھکا مین	اک بھر خون تھا چشمہ آب روان نہ تھا
دہر وہ چکی خط کی ہو رخسار پار پر	یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان نہ تھا
سوزن نہ بن ہی مجھے کب جو پار مین	کس دن روانہ دل مرا آتش نشان نہ تھا
جن و بشر مریں ملک مین کی مین بھی	چرچا تھکے حسن کا دیکھو کہاں نہ تھا
جب تک شتاب تھا نہ غمی بیرہ کی کچھ خبر	تھے تیر کی طرح سے خیال کہاں نہ تھا

اللہ سے سوز سوز زمان ہجر یار میں	چونکہ اس اسطر سے کہ مطلع چوں تھا
بیتاب تھا جیکر بھی شب ہجر یار میں	مانند برق پہلو میں دل ہی طپان تھا
غیر فوکاؤ کی بزم میں جیتک تھا گلد	جھکڑا ہمارے اونٹ کے کبھی درمیان تھا
آیا نہ راستی پہ دل یار عمر بھر	کس دن کبھی یہ ہم سے رخ آسمان تھا
تھا وعدہ وصال نہ آئے تو کیا کین	اک دم قرار رات بھلا بجان جان تھا
آہا نظر وہی تھا ہر اک شومین بیگان	جب پردہ خودی بھی میان میں تھا
باوخران کے آتی ہی معلوم یہ ہوا	بلبل کا اس چمن میں کبھی آشیان تھا
کوئے صنم سے خاک بھی برباد تو نہ کی	لازم ہمارے ساتھ یہ او آسمان تھا
آخان زمی جین کی شبِ وصل دیکھ کر	تارے بھی لتے ٹوٹے کہ جہاں تھا
دیکھا تو برین ہائے جاتی ہی مرغ سے	مرغانِ نغمہ سنج کا بھی آشیان تھا
وہ کون مرغ تھا جو تھا مست بی گل	پڑھتا گلستان میں بہرستان تھا
بل بے شبِ فراق تری جاگم ادب	شامل جگر کے دل ہی فضا کا طپان تھا
ہوا انقلاب نہر بھی قابلِ لحاظ کے	چرچا سولے عیش کے کوئی جہان تھا

وہ بلوغ کی صاف نواہین بلور کی
 وہ نہ آج بہان کا چہرگان ہمصاف
 اور وہ روش کہ فرشتہ مردہ جو حکمی گرو
 اور وہ کیاریاں کہ بھریں سب گلاب
 اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو
 زنگس کہیں تھی چشم تناکو واسیہ
 سو سن بہ تھا لگان تکلم کا بار بار
 شیشو کے پھول سے تھی پیابھینی بھینی
 لالہ بھی داغِ حسرت لالہ کھلے تھا
 نسیر و نشتر مین بھی عالم بنا تھا ایک
 خوش چنبیلی کی تھی فرخناک روح کی
 تھا قرض ہو رکاکین بیل کا شور تھا
 خندان کسی جگہ پنہا لگے ہی بھی وہاں
 وہ صحنِ فرشِ نر کے جزا درگان تھا
 وہ حوضِ عطر کے سوا زمینِ عیان تھا
 چکڑہ جسکے مثل ہم آسمان تھا
 وہ نالیان کہ جلوہ حق بھی نہان تھا
 وہ پھول جنکو گرنے کا اپنے گمان تھا
 سنبل سے پیچ گیسو بچان نہان تھا
 داؤدی پر بھی جلوہ حق کچھ نہان تھا
 عباسی کو بھی صد مہ باز نہان تھا
 سیلے میں نہ ہنک تھی کہ جکایان تھا
 تھی وہ من مین بوجو کیسکو گمان تھا
 صد برگ بھی سیکڑوں جلوہ نہان تھا
 کو کو کی تھی صد اکین جکایان تھا
 وہ چال تھی تدری کی جکایان تھا

<p>آئی تیرم صبح بھی نمی سیر کو وہاں اوراک مکان بھی اس میں نہایت بنا تھا خوب مختل میں اس کی بہنا تھا پیر و نکاح میں جوم جام و سب سے ایک طرف مشغول تھا وہاں مطرب وہ دیکھ کر جسے زار بھی رند ہو گناہے میں لوگوں کی ہوتی تھی گت بڑی گھنگرو کی بس صد اقامت پانچویں طبل کی تھا پائین کی تھی جو گنگ پیا سازگی کی کھم تھی عزون و ٹنگی بس بلند تھے دلوں نے شبا کے اُٹے ہوئے تھے دل سایہ پری ہما کار ہا کرتا تھا وہاں تھوڑے دھنگے بعد زمانہ یہ لایا رنگ</p>	<p>اصلا گمان آمد با حسن زبان تھا ایسا جان میں ڈھونڈیے تو پھر مکان تھا اندر کے جز اکھاڑ کے اور کچھ گمان تھا اوراک طرف تھا قہقہہ کہ جکایاں تھا کسی زبان پر دیکھ کے بس الامان تھا بے دلوں کو تھانے بیٹھا کوئی اُچھ ان تھا انما زوہ بتانے کا جس کا بیان تھا صبر رنگ کو کھوئی تھی اس میں گمان تھا لوگوں کو اک سرور تھا جکایاں تھا حالت میں اپنی کوئی بھی سرچون تھا سامان عیش ایسا کسی جا بیان تھا جز چغندا و کوئی جو دیکھا وہاں تھا</p>
<p>سمجھے نود بود کو جب سے ہیں ای واحد</p>	

	جمہورت سے کہ رابطہ جسم و جان تھا	
حرف غلط کی طرح تو نے بنا دیا بیٹھے جو غیر آگے تو ہکوا و ٹھا دیا دل ناگ کے ناگ نے بسے لیا دیا تیری نگہ نے خوب جواب قصا دیا	الف کو میری خاک میں لیکر ملا دیا اللہ سے ظلم نشان خدا کچھ نہ بولے جیسے زلزلہ و قوا آپ کی ناحی ہو مجھے بل دنیا میں کوئی کرتا نہ پھر اس سے بہری	
	تجارتِ بتان کی احد سیر کیجیے کعبے کی راہ کو تو بتوں نے بھلا دیا	
تو بیل کا بھی شور و شب خون ہوگا چراغِ کھدا پنا روشن ہوگا گریبان تلک چاک دامن ہوگا غضب ہو کہ وہ مار روشن ہوگا کبھی ہاتھ میں تیرا دامن ہوگا زمانے میں تسابھی رہزن ہوگا	جو تیرا گذر سوے گلشن ہوگا کبھی بعد مردن اگر تشنہ دل جنون تجھ کو الفت ہو کر مجھے یلہ ہی شب تیرا و تارِ فرقت میں ایدل نہا بیگے قابو میں ای شوخِ تجھ کو چراغِ لہار اہ چلتے ہوئے دل	

پن محنت نہ ہو گئے محشر کے دن	گریبان جو ہوگا تو دامن ہوگا
تنامے دل پہلے گی وہاں	شب وصل اگرچہ روزن ہوگا
تو ایسا ہی عیار محشر خرام	کہ واقف تری رہ سے رہزن ہوگا

احد ہند میں خاک برباد ہوگی
میں نے مین اپنا جو دفن ہوگا

تو نے گیسو کو ہٹایا رخِ زیبا نکلا	شب تاریک کٹی صبح کا نام نکلا
یا راتا ہی نظر بام پر کہتے ہیں بیض	دیکھو وہ چرخ چہام پہ نکلا
مطلب دل پہ اصل وہ ہے جسے خوشی	دل بوس سے ارمان کیا نکلا
سرو و شمشاد چمنو بر کوئی ہمسر نہوا	قد برجستہ و لدا رو بالا نکلا
پھر ہوا چاہتا ہی فوج کا طوفان برپا	چشمِ خوبنا سے پھر انک کا نکلا
مثلِ تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ	مطلب دل نہ کہی اس سے ہمارا نکلا

عشقِ بزمینِ احد آپ جو کامل نکلیے
اپنے فنِ مین بت عیار بھی کیٹا نکلا

بہار آئی چلے دیوانے صحر اکو وطن چھوڑا	رہ ثابت جسم پر دست جنون نے پیرہن چھوڑا
کسے آباد تو نے گردشِ جہنم چھوڑا	صدرِ بارے قصرِ فریادوں سے یہ آتی ہو
زمین پر بھی دل نے عشقِ ناپسند چھوڑا	بلا نازل ہوا کرتی ہو مجھ پر گنجِ مروت میں
ستایا اس قدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا	یہ آیا رحم ایسی یاد کچھ افسوس کی جاہو
جنون نے بعدِ مردن بھی خاکِ ناکھن چھوڑا	رہا دشت کا اپنی قبر میں بھی سلسلہ باقی

احد کا کہ قسمِ اللہ کی اقرار کرتے ہیں
ترے کوچے کا آنا بے بُتِ نازک بدن چھوڑا

وہ گرفتارِ بلا سے زلفِ سپان کیا ہوا	دیکھتا تھا رات بھر خواب پریشان کیا ہوا
کیا سبب ہی پاس نا آئینا کچھ فرمایے	کہیوں گئی تھی اپنے الفتِ میرجاں کیا ہوا
ہو گیا اک دم کے دم میں گلِ چراغِ زندگی	جل کے شمعِ تریشاں شمعِ سوان کیا ہوا
ذکرِ ہو دور و دُور کا مرنے کا کہتے ہیں لوگ	اب نہیں معلوم کچھ یہاں ہجران کیا ہوا
کیا ہیں آپ آئے ہیں طریقِ عشقِ مین	حکمو لینا ہی تو لیلویرِ دلِ جان کیا ہوا
جب نشانِ پیا اپنے شمعِ ہجر کا	ہنسکے فرمانے لگے یہاں ہجران کیا ہوا

دستِ مشتِ جوڑتا ہوا ہوا ان کیا ہوا	چش و حشمتِ نرگھار بھی پو شاک کا
بوسِ صحت ہو چلی تھی جانے ہاں کیا ہوا	لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا یہاں عشق
اب پتا ملتا نہیں قالب کا زندان کیا ہوا	قید ہستی سے مجھ ہی جس طرح گھر اگر کہا
نالہ بیل تھے حسین وہ گلستان کیا ہوا	پوچھتی ہو باغ میں اگر خزان سے باج

ہو یقینِ مشرین احمد کے کرم سے واحد
آکے پوچھ گئی شفاعت غرقِ عھیاں کیا ہوا

جب تک کہ تری زلف کا چھند نہیں ہوتا	یونہی میں نے قید کیا کہ نہیں ہوتا
کس جاتے دیوانے کا چرچا نہیں ہوتا	اس عشق نے رسوائی جہانج بکیا دی
عشاق پہ چڑھ سہم ہو چکا نہیں ہوتا	فراتے ہیں لوگوں سے سزا دین اس کے
پرسان جو دراز شک سے جانیں ہوتا	یہاں غم بھر کے بڑھتے ہیں ماض اور
مقتولِ نظر کے لیے پروا نہیں ہوتا	چادر زمی لاشِ پرم اوڑھ کے آؤ
کیوں نام پر اوشخ کا جلوہ نہیں ہوتا	مشتاقِ حق ہی ہر اک صورت ہوئی

تم جیسے احمد عشق میں اوس بسکے پھسے ہو

اسطح کسی پر کوئی شیدائیں ہوتا	
<p>کہنا تر بھی اودل دیوانہ کر دیا ناحق کو زلف یار کی ٹوٹے گئی صبا از روز و نشت نجدین اپنا قیام ہو جلوہ دکھائے کھینچے اوس شمع نے آج کس کام کا یہ شیشہ بول اپنا تھا گر قربان سر کو کر دیا تیغِ نگاہ پر قربان تے خیال کے ایجان جانچ موحانہ دہانین جب اپنا گذر ہوا</p>	<p>جان کو فداے جلوہ چاہا نہ کر دیا اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کر دیا عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کر دیا اوس عکس رونے کو پہری خانہ کر دیا جی دیکھ صرف بہت مروانہ کر دیا دیوانہ کر دیا کبھی منہ نہ کر دیا اک جام دیکھے ساتی نے مشائہ کر دیا</p>
<p>دلین تو کو دیتے ہی دیتے جگہ واحد کہنے کو نہ دیکھے بت خانہ کر دیا</p>	
<p>تھائے عشق میں رسولے خاص دعام ہوتا تھا کچھ ات کو دیکھ کر کیوں دل لگایا تھا</p>	<p>مری آغاز الفت کا یہی انجام ہوتا تھا تماشہ ایجو مجھی کو مورد الزام ہوتا تھا</p>

وہ کہتے ہیں تمہارا کیا سولے الفت میں	مجھے اس یون سولے خاص و عام ہونا تھا
پیامِ وصل کے پہلے پیامِ مرگ ہو آیا	غیت ہو اور دھڑ سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا
سربالین مریضِ غم کے یہ فرماتے ہیں اگر	مجھے بدنام ہونا تھا تجھے خوش نام ہونا تھا
نہ جاتی فرقتِ جانا میں جان تو اور کیا ہوتا	مریضِ عشق کو خستہ رہا آرام ہونا تھا
مے ناؤ کو سن سکر کے فرماتے ہیں لوگوں سے	لگا دیکھا اک حسرت کو بڑا انجام ہونا تھا
نالِ عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر	مجھے برباد الفت میں بت خود کام ہونا تھا

نہ بکلی آنسوے دل احد اک روز بھی اپنی

قطا و سبت کی الفت میں مجھے بننا ہونا تھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا	مجھے آپ شقِ ستم کیجیے گا
تمہاری جفاؤں نے وقت تھے ہم	یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا
جفا سقدر لیکہ دل کو ہا سے	نہ سمجھے تھے ہم اذِ ستم کیجیے گا
خدا کے لیے باز آؤ جفا سے	غریبوں پہ کینک ستم کیجیے گا
ضرور اونسے پہ چننا جا کے قاصد	کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

میں وہ عاشقِ دل گرفتہ ہوں یگانہ	مرے بعد میرا بھی غم کیجیے گا
وصیت یہ یاد رہی نامِ اوس صنم کا	دمِ مرگ پر دھڑکے دم کیجیے گا
غمِ یار میں اداِ خیر تو ہی	کہان تک بھلا چشمِ غم کیجیے گا

ردیف بے موصد

گوشِ گل میں کر رہی ہو شکوئے عذیب	ہو نیم صبح میں بھی کیا ہوئے عذیب
باغ میں شکو جو جگہ دیکھ پائے عذیب	شمع کا فوری دہن اوکل چلائے عذیب
جلوئے رخ کو ترے گرد دیکھ پائے عذیب	آتشِ الفتِ گلشن کو جلائے عذیب
تو وہ گل ہی گر تجھے پھر دیکھ پائے عذیب	کو بو باغِ جہان میں خاک اور لے عذیب
زنگِ گل جب پھر و گل سے اوڑے تو یہ کہا	لوحِ دل سے نقشِ الفت کو ملائے عذیب
پھونکنا گر خانہٴ صبا کا منظور ہو	آتشِ دل سے ابھی آتش لگائے عذیب
ایک دم کو ٹپے پر بیٹھے تھے آکے کہ وہ	پیتے ہیں جو جگہ گل بھی آج پائے عذیب
ہو دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا	دلِ نہ دو رنگے لیے گل سے لگائے عذیب
کچھ نہیں سنتے میں گل گوارات پھر دیکھ بھی	کتنی ہو نہیں سمجھن میں اب اس عذیب

اے کوٹھے پر تے گر بیٹھ کر تو ہوا بھی
 گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہیں کچھ دہریا ج
 آتش گاہ بھونک دیگی آتش بابت تک ترا
 دواہری تانیر عشق گل کہ اک نالے میں آج
 جل کمان سکتا ہو اوس خورشید روکے روبرو
 باغ میں ہم خم چسپین اور اپنی ہو یہ آرزو
 دم میں صیاد تیرے چس گئی بیل اگر
 عارض گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے ہمار
 باغ میں چلیے گل و بلبل کا سنیہ تذکرہ
 تو وہ گل ہو تیری الفت میں اگر نالہ کہے
 تو وہ گل ہو شہتہ ہمار نفس میں گو نہ ہو
 تو وہ گل ہو عشق تیرا اگر کہیں بد اگرے

سر پہ چشم گلستانِ خاک طے عذیب
 ہنسیم صبح کتنی ماجرے عذیب
 تو ہونا دان گل سے کچھ گزنگائے عذیب
 ہوش صیادوں کے گلشن میں اوطے عذیب
 لا لاکشن میں چسپین گل جھلکے عذیب
 تم ہو گل کی جا پہ اوہم ہون بجائے عذیب
 باغ میں نالے کرین گے ہم بجائے عذیب
 اپنے چائے میں نہ پھر پھوے سائے عذیب
 ہو جھلے گل زیادہ یاد فائے عذیب
 ہوش ابھی پھونکنے گلشن میں اوطے عذیب
 بار پھولوں کا ترے خاطر بنائے عذیب
 آشیانہ گھون میں گل کے پھرنے عذیب

انقلاب طبع بھی لازم ہو الفت میں احد

پوچھتے ہیں گل جیسے اجرائے عنایہ

گل نیا نالونے گلشن میں کھلے عنایہ	کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ لے عنایہ
ہو شکست رنگ گل سے یہ صداے عنایہ	آمدِ فصلِ خزان سے شور مچا ہو پاپا
آہ آتش نائے تہش لگے عنایہ	پھونکنا گر خانہ صیب اکا منظور ہو
قید ہستی سے جاپنے کو چھڑائے عنایہ	عشق میں گل کے ہیں جتنے رخ و غم جاتے رہیں
خواب غفلت سے کوسر کو اٹھائے عنایہ	فصل گل اب ہو چکی ہو آمدِ فصلِ خزان
خاک پا کو تیری آنکھوں میں لگائے عنایہ	تو وہ گل ہو کر چین میں بسا وہ فدا ہو چکی
کند و بے پر کی مڑوں میں اڑائے عنایہ	فصل گل تو دور ہو پر کر رہی ہو تھکے
رنگ اپنا بوند گل میں جلے عنایہ	تو جو جلتے نائے میں دم عشق کا تیرے بھرے
گوش گل میں کب پہنچی ہو صداے عنایہ	خانہ صیبا دہین یا آہ و نازی ہو جنت
ہو تو گل ہشت غنچہ میں ہلے عنایہ	قیمت بیل اگر صیبا کو منظور ہو
ہر چراغ گل میں گر غش جلے عنایہ	تو وہ گل ہو بر گلشتِ چین کر شکوہ بکے
کچھ گلاب اب چاہیہ ہر دلے عنایہ	غش غش لے میں عشق گل میں لکھو بیکہ

تالے کا مذکور کیا تاثر ہونے کی نہیں
خصتِ فضلِ ہماری ہوگی مکدن باغے
دیکھیے ہوتا ہو کب صیاد اسپر نہ بان
باغباں کا ذکر کیا ہو آج صیاد و نکتے بھی
تو وہ گل ہر گراہین بھو لیے تجھ کو دیکھلے
شور و ناگد کہ وہین نزاات عشق گل میں ہو
تو جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچے ابھی
گل کے دلیں ہو وہ خواہشِ دل بیل مڑو

عشق میں گل اگر حرم میں نہائے عذیب
کچھ ہر گھڑا حیمین گل سے دل لگائے عذیب
عرش تک جانے لگے ہیں نالائے عذیب
ہوش کو تے ہیں حرم میں نالائے عذیب
فصل گل تک ہوش میں ہر گونائے عذیب
آہے تیرے نگار حرم میں لگائے عذیب
اپنی بڑھی سے زر گل دے بہائے عذیب
آرزوے گل بنی ہو اتجاہ عذیب

میٹھکڑوس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہوا

سرمد چشم صفا بان خاک بخسے عیوب

کیونکہ ہر گل کے پلین آج محلے عیوب
گر گل عارض کو تیرے دیکھنے اے غریب
جائے گل بہاغین ای گل اگر توبہ دگر

یونچہ ہی باب اجابت پر دعائے عنایہ
اپنے محلے میں زیرِ پیر ہے سائے عنایہ
میں می گلشنِ مرگ میں ہے تیرے بجائے عنایہ

فصل گل و لطف پر صیاد کچھ سنائیں
 نالہ کرتے تھے عشقِ گل میں جب خود گئی
 گل سے درپردہ بہار باغ یہ کتنی بڑا آج
 صدرِ وفقت سے او صیاد ہو در و جگر
 صبر جو گزرتے ہیں اس پر خانہ نصیاد میں
 قطرِ شبنم نہ سمجھو بزرگِ گلیٰ بہنِ عیان
 قافلہ باد بہاری کا چمن سے چل بسا
 آتشِ گل سے چمن میں آگ ہو ہر گلی
 مین جی جاؤں باغ میں آگ تو ہو محکمِ یقین
 موسمِ گل میں ستم ہو دیکھ او صیاد کیا
 روبرو گل کے جو تو ہو باغ میں یہ گل کھلے
 محبتِ گل کچھ اور اس کتنی نہیں بادِ صبا
 صد مئی یاد سے جو اس قدر گرم فغان

کیجیے کس سے بیان! اجملے عذیب
 ہو گلوں کے سر پہ لہو خونِ نہالے عذیب
 چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قبا عذیب
 روغنِ گل کھینچے بہرِ دے عذیب
 قابلِ حسرت ہو آؤ گل ماجرا عذیب
 اشکِ چشمِ گل سے نکالے ہیں اے عذیب
 اب کہاں وہ گل کہاں وہ نہالے عذیب
 شورِ آخر کیوں بگوش بن جائے عذیب
 ہلا دل سے مے پہلو جائے عذیب
 بل نہیں سکتے تنفس میں وہاں عذیب
 شرم سے لپٹے پر خونِ ریز بھلے عذیب
 ہو بند مٹی گلشن میں از روئے عذیب
 ہوشِ گلچین کا اور اتنی ہو صلت عذیب

سوں گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرمائے تو	آب گل سے پاؤں کو تیرے اُٹھلائے عذیب
باغ میں جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی	ہم گلوں نے کچھ کمین گے مہجرے عذیب
لاکھ سر پہنکا کسے یہ خانہ نصیب و مین	کون سنتا ہو قفس میں نالائکے عذیب
صحبت گل ات دن منظور ہو اسکو اگر	شاخ گلن اشیان اپنا پائے عذیب
فیض سے اپنی نواہنجی کے دیکھو واحد	کردیا زاعون کو مین نے زہنموائے عذیب

ردیف تے فوقانی

فتارِ قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہیں فرصت	ترپنے کی مگر یارب نے زیرِ زمین فرصت
مدینِ چین پا آخر اتنا بھی نہیں ممکن	تسے ہاتھوں نے بعدِ مرگ نہرِ وہ چین فرصت
تصور ہاتھ سے زلفوں کے چھو نیکانہ جاگیا	نہ لینے دیگا مرقد میں یہ بارِ آستین فرصت
کھاؤں ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو	فقط اک مجھ سے ملنے کی تمہیں ملتی نہیں فرصت
اٹھے لاکے و تنگ بون آکر کے کتے ہیں	خدا را ایک دم لینے دے آہ آستین فرصت
ہماری قبر آگ کے حسرت سے کتے ہیں	تجھے تو ملگئی ہو خوب عزت گرین فرصت
کبھی نادہو رخ بہار کبھی گیونوئے ترہین	ہواؤں سے تمہیں قرار ملتی نہیں فرصت

عذیب

عذیب

عذیب

عذیب

عذیب

ن فرصت

ن فرصت

ن فرصت

ن فرصت

ن فرصت

ن فرصت

ن فرصت

ہے سخی بندھی اور جائزہ کا اور نہ سمجھ لے تو
 تمہیں فرصت نہیں ملتی ہو کو غیر کے ملنے سے
 ستمگاروں کے پنجے سے سمجھ لے تا دم آخر
 عذاب گورے فرصت ملے گی خاک و ان ہمو
 نہیں جانی غورائی سے وہ جہل میں غم سے
 پچسا کیوں نہ لکے پھیندیں بے سمجھے ہو آخر
 خیال غلام ہو لئے اگر خواہش ہو ملنے کی
 صدا آتی ہو تیرے عاشق محزون کی تر بیت سے
 شبِ فرقت میں دم بھر آجکل لینے نہیں دینی
 دم پیری اس عقلِ ازل ہوتے جاتے ہیں
 صدا آتی ہو سینے سے ہی پرے پس انداز
 رہائی جیتے ہی قیدِ تعلق سے تو مشکل ہو
 خیال اس بات کا دے جائے کہ نہیں اصلا

پائے طائرِ رنگِ خاویاز میں فرصت
 فراہم سے بھی مل لیا جو مل جائے کہیں فرصت
 بہت مشکل ہو ملنا اول ان لوگوں میں فرصت
 وہیں کی ہو کہی فرصت جہنم میں ہی نہیں فرصت
 انھیں بھی اندون پر طرح ملتی نہیں فرصت
 تجھے پہلو میں پہلے بھی مل لگے فتنہ میں فرصت
 انھیں غیر کے ملنے سے تنہا کہیں فرصت
 نہ ملے زمینِ فرصت بھی نے زیر زمین فرصت
 کسی کا فری جھکواؤ زلفِ غم میں فرصت
 پہلے بزم کے ساتھ جاتے ہیں ہمنشین فرصت
 فرالینے سے جھکواؤ ذراغِ آتش میں فرصت
 ملے بعدِ فاشا بدول اندوگین فرصت
 بھلا لگا احداث کی ہو اس سے کہیں فرصت

ملنا کیسا اصل میں اب بولتے تک بھی نہیں
 بچھوڑ کر تھانہ و کعبہ کو شیخ و بہرین
 مرنے پر بھی حسرتیں دنگی پریشان کرتی ہیں
 جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانے
 تھا وہیں مقتول قاتل قتل کے پیچھے مے
 نقش پر تیرے شہید نازکی او سنگدل
 پھر نگاہ برق و شس کیا کام اپنا گر گئی
 دیر آنے میں جو آنا ہو نہ کر لہ تو
 محو رفتارِ حسینان اس قدر یہ ہو گیا

بل بے انماض آپکا ہم تو مرجاتے ہیں آج
 سنتے ہیں تیرے لیٹن و نون چلے جاتے ہیں آج
 کسے جانا کو غبار اپنے اوڑھے جاتے ہیں آج
 حضرت دل کو پیرِ قاتلین پھر جاتے ہیں آج
 سینہ و زانو پر رکھ کر ہاتھ پچھتا رہے ہیں آج
 دوسٹ نکلیا ذکرِ دشمن تک بھی پچھتا رہے ہیں آج
 او دل مضطرب تجھے مضطرب ہٹاتے ہیں آج
 حسرتِ یادِ اہی میں ہم مرجاتے ہیں آج
 ٹھوکر و غنیم ہم واپس مال کو ٹٹے ہیں آج

شک نہیں ہو دوسرے لب آبِ جوان ہو احد

پر کریں کیا کالے بھی ڈنٹے کو لہراتے ہیں آج

باوجود حیا نے ہمارے پانوں تھرتھرتے ہیں آج
 لطفِ مستی ساقیاں گس طرح جاتے ہیں آج

نہ چھپائے ہم کہن میں شرم سے جاتے ہیں آج
 جھوٹے پھر جانبِ رخسارِ آفتاب آتے ہیں آج

کشتہ و خنجر بیدار کا خون مل بیچے	ہندی ہاتھوں میں میر جان لگاتے ہو عبث
کوئے جانا نہیں زمین بھول کے جاؤ گا کبھی	حضرت دل مجھے تم پٹی پر دھاتے ہو عبث
وصل کی شب یگے کہنے وہ ناخوش ہو کر	اپنے سینے سے احد مج کو لگاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

بعد مشکین کھو کر بالوں کو بھرتے ہیں آج	کمد و کیون از دل عاشق کو پھیلاتے ہیں آج
عشوہ و انداز سے پیش نظر آتے ہیں آج	اس کیلی حلق کیا کیا غضب دھاتے ہیں آج
سختیان پہلے اوٹھا کر ہر دکھلاتے ہیں آج	پس کے منہ کی کھڑے رنگم لائے ہیں آج
دلو پہلو کو مے اب وہ ملے جاتے ہیں آج	کمد و آنے کوئی کیوں جس غضب دھاتے ہیں آج
شمع افروزی تری اللہ سے او گلبدن	بزم میں آگے بیل گل کرتے جاتے ہیں آج
گایان دیتے ہیں بوسہ گننے پر ہم کو وہ	کھونے سے منہ کے کیا کیا سنہ کی ہم کھاتے ہیں آج
جانے کس حق و ش نے کر دیا بچہ دل	اک زہن کلی کیسی پہلو میں ہم ملتے ہیں آج
کر دیا دل کو نشانہ سنگ جو سنگدل	کمد و کیم کو خلیل اللہ سے ہم دھاتے ہیں آج
فرقت جانا نہیں بوش اپنا جان کوئی نہیں	او غم تنہائی تجھے دل کو بھلاتے ہیں آج

<p> لہنا کیسا اصل میں اب بولتے تک بھی نہیں بھوڑ کر تہخانہ و کعبہ کو شیخ و برہن منے پر بھی حسرتیں دلی پریشان کرتی ہیں جان و تن پر خیر گزری تو غنیمت جانے تھا وہیں مقتول قاتل قتل کے پیچھے مے نفس پر تیرے شہید نازکی او سنگدل پھر نگاہ برق و شس کیا کام اپنا کر گئی دیر آنے میں جو آنا ہو نہ کر لہ تو محور قنار حسینان اس قدر ہو گیا </p>	<p> بل بے اغماض آپکا ہم تو مرجاتے ہیں آج سنتے ہیں تیرے طرب و نون چلے جاتے ہیں آج کوسے جانا کو غبار اپنے اوڑے جاتے ہیں آج حضرت دل کو چہ قائلین چڑھ جاتے ہیں آج سینہ و زانو پر رکھ کر ہاتھ پچھتاتے ہیں آج دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہیں آج او دل مضطر تجھے مضطربت پاتے ہیں آج حسرت یاد رہی میں ہم مرجاتے ہیں آج ٹھوکر و غین ہم دایا مال کوٹتے ہیں آج </p>
<p> شک نہیں ہو سہ لب آب حیوان ہوا حد پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہیں آج </p>	
<p> بار عیاضے ہمارے پانوں تھراتے ہیں آج لطف مستی سابقہ کل طرح پاتے ہیں آج </p>	<p> سندھ چھپائے ہم کفن میں شمسے جاتے ہیں آج بھومتے پھر جانب میخانہ ابر آتے ہیں آج </p>

جھڑپ نکلے جلتے ہیں غضب ڈھالتے ہیں آج
 بال گیسو کے بکھر کر بپہ آتے ہیں آج
 سوزش بخار کو او شمع رو اپنے پنہوج
 قبر میں بھی منس و غموار اپنا جانکر
 عکسِ دلف و تکانا کی ساق پامین ہو
 جمع کر کے میر جانے کی ورت کی وہ گرد
 تلخ شاہی کے لیے تھا انقلاب بھرے
 فوج مرگان کو لیے اونکی نظروں کے سمت
 بعد دیکھے خبراوس گل کی گر لائی تو کیا
 سرخ و منتقل میں سب توجان دیکر ہو گئے
 شیشہ بول ہو گیا کیا چور سنگ جو رہے
 لکھنے ہیں کس سنگ گل سے عمدہ گلے چین
 دیجاتی جو مندی لشک گلونے یہاں

کشتہ تیر نکھارنا ذکر جاتے ہیں آج
 پاکہ کالے چشمہ حیوان میں لہراتے ہیں آج
 صورت پر وہ انظارے چلے جاتے ہیں آج
 او غم تنہائی محکوم یہ جاتے ہیں آج
 پاکہ جوڑے کالیے پاؤں میں لہراتے ہیں آج
 اک سہارت گرد دل تعمیر فرماتے ہیں آج
 ٹھوکرین کھاتے سرفقہ کو جاتے ہیں آج
 دور لاکھوں فوج اک غلاموں پر لاتے ہیں آج
 اونسہ صبح ہم توجان سے جاتے ہیں آج
 سخت جاتی کا براہو کیے شرارتے ہیں آج
 تالاول شور کچھ کرتے ہوئے آتے ہیں آج
 مثل غنچہ گل کو بھی ہم باگرواٹے ہیں آج
 ہم بھی مندی لے نظارہ میں لواتے ہیں آج

کیا نہ گت ہی صبا سے بھی دم سیر حرن	موج ہوے گل کی صورت وہ چلکاتے ہیں آج
چھوڑ کے کہ خود بخود سنتے ہیں اب عشق صنم	حضرت دل کے کچے کو بختانیسے جاتے ہیں آج
بال کھوئے پیچھے پیچھے حورین بھی ہزار ہیں	زلف کے قیدی تھے عشرت میں آتے ہیں آج
جانے کس برق و ش نے کر دیا بچپن بھر	دلو پہلو میں بہت مضطر احوال تے ہیں آج

ردیف حاکم

خوہی زنی پر ہوا تہ امان کی سیط	شکل مری بھی آسان ہو قاتل کی سیط
کیا پوچھتے ہو ظلم رسید و کالپنے حال	وقت میں بنگلے ہیں بیشکل کی سیط
صد شکر اپنے نامہ ولین ہیں جلوہ گر	اس گھر میں آگے ہیں بیشکل کی سیط
کیا جانے کہ لیک کا وعدہ ہی کس آج	تھتے نہیں ہیں یہ جگہ دل کی سیط
تھا لطف دید بخونکو آنکھیں پس فنا	بنجائیں گریہ پر مجھل کی سیط
اللہ سے شوق قتل کہ کتا ہوں بار بار	پھر جاے مجھ بخیر قاتل کی سیط
ہی ریح قیس ساتھ تھے ای نسیم صبح	اوٹھ جاے آج پر مجھل کی سیط
کیا جانے کہ کیا ہی جو پہلو میں اکدم	رکنا نہیں ہی آج مراد کی سیط

<p>ترپون زمین چھوڑت سبل کس طرح</p>	<p>انتقل من چاہتا ہوں قاتل سے اوصد</p>
<p>رویت خاصہ معجمہ</p>	
<p>کیا جانے کہ رہتا ہی اکثر گمان وہ شونخ اپنے گمان سے اندون ہی بگمان وہ شونخ ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیوں گیان وہ شونخ کر کے چلا ہی بجو کہ حرم نہ جان وہ شونخ سناتا ہی کب ہماری بھلا داستان وہ شونخ دل کو ہمارے تیر ستم کا مکان وہ شونخ اب دیکھیے ہی کرتا نہیں یا کہ مان وہ شونخ ہم پر بھی ہوگا دیکھیں کبھی مہربان وہ شونخ نہیں میں ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شونخ</p>	<p>بتلاتا اندون نہیں اپنا نشان وہ شونخ پیدا ہوا ہی میری طرف سے گمان جو نیک مانگے جو بوسہ غیر تو بچہ عتاب ہو یو جھے تو کوئی اوس سے کہ آخر جو چین کیا غیر نکا ہو بیان تو ہوتا ہی جی سے خوش دلت سے میں سمجھتا ہوں تجھے ضرور ہی پیغام وصل بھیجتے ہیں اوسکے پاس ہم غیروں پر تو نگاہ عنایت کمال ہو افت نہیں تو کیوں یہ وصل میں احد</p>
<p>رویت دال مہملہ</p>	
<p>نہ دیکھا صبح عیش کا شام ہلا کے بعد</p>	<p>ماشوق جو رخ کر ہو گئے زلف و دنا کے بعد</p>

بن آج
بن آج
بن آج
بن آج

اہل وفا کا دھیان جو آیا فک کے بعد
 مہندی چھوڑنے کے لیے اوشن خنہ کما
 مہندی نہ لیے ہاتھ میں کتے ہیں ورنہ آپ
 رحم آیا میرے حال پہ اس درجہ سکوبھی
 گنجینہ مراد کا توڑین گے قفل آج
 پنچی نگاہ کر کے زمزمہ کو چھپا ئے
 دس دن بہار باغ تو سون خزان بھی ہو
 نالہ کیا تو سینہ میں جینش سی ہو گئی
 آیا نہ رحم عاشق بیدل پہ جیتے جی
 اب رستی ہو سکوبھی چھوڑ کر پسند
 فرماتے ہیں چہ حضرت بل عشق لاف میں
 صد شکر کا رخاۂ نظم کلام میں
 کیوں کر نہ اونکے دل میں اثر ہو گا ای احد

پہنچتا ہے ہن اپنے کیے پر خفا کے بعد
 اپنا بھی رنگ جم گب رنگ خفا کے بعد
 ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگ خفا کے بعد
 کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد
 قسمت میں ہو تو دیکھے بند قبا کے بعد
 بہر حسد ان کیجیے پر وہ خفا کے بعد
 باد خزان کے جھونکے ہن باد صبا کے بعد
 آخر کو ٹوٹا شیشہ دل بھی صدا کے بعد
 اب آپ ہاتھ ملتے ہیں ناحق فقا کے بعد
 عاشق بنے ہیں لاک کے زلف و تاک کے بعد
 نازل ہو دیکھیں کون بلا اس بلا کے بعد
 ڈھلتے ہیں شعر سائے میں مکر رسا کے بعد
 نالوں نے سراوٹا یا ہوس دعا کے بعد

روایت ذال معجمہ

نامہ بر نے جو دیا یار کو میرا کاغذ	ہو گیا جلوہ عارض سے سنہرا کاغذ
میں نے یہ شوق نامہ جو لکھا ہوا کو	ہو سراپا دل کیا آج تنہا کاغذ
حسرت لگی نکلنے کی تھیں تین کھین	خود لقا فے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ
نامہ بر نے جو کہا نیچے کا خط تو کہا	خط کے کہتے ہیں اور ہوا ہو کیا کاغذ
نامہ یار نے منے سے بچایا مجھ کو	ہو گیا خیرے قسمت سے مسحا کاغذ
نقری ہووے وگرنہ ہو طلائی بیشک	یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ
تھا جو قوم کچھ سین لگ گشتہ کا حال	گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ
ہو گیا ہمیں بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا	اوسکے کوچے کی طرٹ اور چلا اپنا کاغذ
نامہ یار کو میں صاف سمجھتا ہوں احد	ہو یہی کا تب تقدیر کا لکھا کاغذ

روایت اے مہملہ

ہوئے رہی عدم کو عاشق زلف دوتا ہو کر	بلائے زلف پیاں سر پہ آئی تھی قضا ہو کر
اوشے پہلو سے جب دہان قاب سے کل بھاگی	وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر

کہا لوگوں نے مر کے بچے ہیں ایک قتلے
 پھر کنا ان کے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو
 جلا کر بوسہ پس مردن لگے کہنے
 دکھا کر نکھو و تر چھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہیں
 نقاب رخ اوٹھایا تنے جان تیغ نکل بھاگی
 تھارے آتے ہی مری با تھاجی اوٹھا جب میں
 خیال زلف میں ایو ہمدردی نزع کا عالم
 نہ چوہ او قاتل عالم کر کیا تاثیر ہو اس میں
 بہت مشکل ہو بچ جانانی ہو جان پر اپنی
 اتنی خیر کچھو آج بیمار ان الفت پر
 جہان میں نام ہو اسکا وجود اسکا نہیں باقی
 نقش میں پر رونکے اک ان جان جاگی
 خم خواب بارود کھل گردن جھکاتے ہیں

گئی ہو سر پہ انکے بار ہا صدقے قضا ہو کر
 اولے تیغ قاتل رنگ لائیگی قضا ہو کر
 نہ دکھلائیگی منہ جاتی ہو شرمندہ قضا ہو کر
 اسی سے میں اکدن آئیگی کچھ قضا ہو کر
 نگاہ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہو کر
 سر بالین سے اپنے کیا جلی سوا قضا ہو کر
 شب فرقت میں یاد زلفت آئی ہو قضا ہو کر
 کھنچی جھپڑ تری تو اس پر اپنی قضا ہو کر
 نگاہ ناز دست آج جان لیتی ہو قضا ہو کر
 نگاہ ناز کے ہر آہ آتی ہو قضا ہو کر
 تری تیغ نگہ پر مر گئی صدقے قضا ہو کر
 مری دیوانگی یہ رنگ لائے گی قضا ہو کر
 نماز اپنی ادا ہو جانی ہو کبشر قضا ہو کر

یہاں

ہزار

ذرا

دم

دل

بھر

توڑا

ض

کچھ

کے

یہ

<p>لگی پاؤں پہ پڑنے انکے شرمندہ قضا ہو کر نکلنے ہین کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہو کر تھاری پھیرنے آخر کو پھر چھڑا قضا ہو کر ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہو کر</p>	<p>یہاں تھانے کا عالم جو آئے وہ عیادت کو ہزاروں عاشق جانا باز کی جاتی ہین جانین فرسا لگد لگاتے ہو جان پر اپنے بنتی ہو دم مردن فوراً تنک سے یہ جوش دہا تھا</p>
<p>خیال گئے چوچان میں اپنی جان جا لگی اسی پردے میں آگئی احد اکدن قضا ہو کر</p>	
<p>رہا پہلو میں اپنے طائرِ قبلہ نہا ہو کر شکستِ شبہ دے نہ نکلتی میں صدا ہو کر لگتی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہو کر دکھائے گا پر رو شوخیان لگک حنا ہو کر تھارا ناز بھی کروٹ بدلیا ہوا دعا ہو کر جبین سائی کرو بابِ اجابت پر دعا ہو کر لگتی ہین حشرین بابِ اجابت تک دعا ہو کر</p>	<p>دلِ مضطر ہمارا عاشقِ روے صفا ہو کر بھری تھین حشرین جو دلیں اپنے دلے ناہی ترنپا کیا تھا اوجانِ حشرین گروہ نہ آئے تھے ضرور اکدن نیا خونِ شہیدان لگ لایگا کبھی مجھے پٹنے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو کیسا کا ناز کتا ہوا اگر ٹٹنے کی خواہش ہو یقین ہے اب مراد میں اپنے دلی سب رنگی</p>

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

ماہو کر

اوغین جب بیکھتا ہونچ چھپا کر مجھے کہتے ہیں
 گلے میں جب کبھی بھولیے اوکے ہاتھ ڈالو
 نیکون کر خانہ لومین ہمارے خونِ حسرت ہو
 ہماری زیت سے صد شکر فرما ہی ہو
 جو تو دکھلا کے آنکھیں میری آنکھوں سے ہوا غائب
 جو پوچھا تھے کمان اتنے دنوں تو ہنسے فرمایا
 کشش مجھے کیسی غریبیں یہ کہے کہتی ہو
 مجھے مسجد میں جاتے دیکھ کر بولے ادھر آؤ
 پڑا چھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دستِ قاتل پر
 شبیہ یار اکثر جملہ فرما کر کے کہتی ہو
 طلب میں اپنی اوقا قتل کرے گا قتل گر مجھ کو
 رسائی ہو گئی جلتے ہی اوکی بزمِ جاہان میں
 یہ شوق ویدیہ حکمِ نقاب رخ اوٹھانے کو

ابھی ہم پردہ غیرت میں تھپتھپتے ہیں جیسا ہو کر
 لباسِ شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں جیسا ہو کر
 پھری ہو بے اثر باپِ اجابت سے دعا ہو کر
 شہیدوں میں ملے ہم کشتہ تیغ ادا ہو کر
 نگاہوں میں پھری برسوں ترمی چتون ادا ہو کر
 کسی کہنت کے اب تک تھے ولینِ دعا ہو کر
 نگینِ خاتمِ دل ہی ہے گامِ دعا ہو کر
 خدا کو بھی دکھاوین گے کبھی شاخِ ادا ہو کر
 رہا مٹھی میں اسکی طائرِ رنگِ خفا ہو کر
 کیسے دل میں بہ جائیں گے نقشِ مہا ہو کر
 زبانِ تیغ سے نکون کا حرفِ دعا ہو کر
 گیا قاصدِ مرا خط لے کے کیا بختِ مسا ہو کر
 جلی ہو حسرت ویدار اپنی اب ہوا ہو کر

شبیرا کستی ہو عبادت میری ہی کیجے	یہ بت اندا کبر دل میں رہتے ہیں خدا ہو کر
خیال جلوہ رخاں جاناں مجھے کتا ہی	رہیں گے غافل دل میں کسی کے دعا ہو کر
تکلی اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ	وہ بیٹھے اپنے گھر میں میرے دکے دعا ہو کر
سبا رک آج خوشبودے مرغان چمن خم کو	چلی ہو کوچہ کا کل سے پھر باد صبا ہو کر
سرنا بیٹھی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہو	پھری ہو اس طرح بایا جابت سے دعا ہو کر

مے شعرون کو سنکر چرم کر نئیہ لگے کہنے	
احد مشہور ہو تم صاحب طبع رسا ہو کر	

احد وشت میں بھی قید تعلق سے رہا ہو کر	بزرگ بو ہے جاے سے ہم عریان جدا ہو کر
اثر یہ سائے دیوار قصر یار نے پایا	کبوتر جا کے گریٹھے تو اور دجاے ہما ہو کر
اگر ہی شوق ہندیکا تو خاکو کیسے مل بیجے	تھامے دست و پا میں رنگ لائیکا خدا ہو کر
محبت لاکھ ہونچے مگر سجدہ نہیں کرتے	دکھائے لگا ہمیں کیا جلوہ تو اوبت خدا ہو کر
تصور میں کیسے کچھ عجب عالم رہا اپنا	دل مٹھی رہا آباد بس محبت سرا ہو کر
نیز پوچھو تم خدا اب شبِ فراق کے صبر کو	رہی ہو روح قالب سے مے ہر دم جدا ہو کر

راے ہو

جیا ہو کر

جیا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

دعا ہو کر

حسینوں کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی
 بدن میں ہر گھڑی یہ سرج کا اپنے مقولہ ہی
 گشود کار پانا خواب میں اوس بست کتابی
 ہو اسود اکبھی وحشت کبھی سوا ہوے ایدل
 ستم کو ہم کرم فرط عشق سے سمجھتے ہیں
 عبت تم عاشقانِ نانے سے سجدے کو کہتے ہو
 مجھے بچپن نکر بیٹھتے ہیں آکے پہلو میں
 دعا ہی یہ مریمانِ محبت کی قیامت تک
 نگہبرِ قالبِ خاکی میں قوی مرغِ دل اتنا
 سمجھاو بت نہ بھکوتا تو ان تو عہدِ پیری میں
 بہت ڈھونڈنا پائے تھے مضمونِ کرب جان
 پلائے گھو لکر گہا تھ سے اپنے توجہ جاؤں
 جو ناواں میں بھی مئے ہیں اس تحصیلِ دنیا پر

وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہو جتا ہو کر
 جابِ بحر طمانے گا دریا میں فنا ہو کر
 کھلیں گے دیکھنا اکدن تھیں بند قبا ہو کر
 طے سوچ میں ہم عاشقِ زلفتِ وفا ہو کر
 جناے یا راہِ پنا کا م کرتی ہو وفا ہو کر
 تو بندے سے کیا مشہور تم ہو گے خدا ہو کر
 پہنچ جاتے ہیں مرد کے خاطر وہ دوا ہو کر
 رہے مشہور یا رب اوس کا گھروار اشفا ہو کر
 قفس سے ایک دن جنت کو جائیگا رہا ہو کر
 پُرانا جامہ اک دن رنگ لائے گا نیا ہو کر
 رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر
 تری خاکِ قدم تاثیرِ خشکی دوا ہو کر
 ہے پابند کب عاقل کوئی حرص نہ ہوا ہو کر

<p>اگر بخشے گناہوں کو خداوندانہ ہے رحمت ہماری حسرت و نوشی بھی اور ساقی ہوش</p>	<p>تری سرکار میں آئے ہیں سرتاپا خطا ہو کر شکست ساغر کوئی سے نکلتی ہی صدا ہو کر</p>
<p>گلے میں ڈال کر باہین تیرے روصول کی شبہ اکمان رہتے تھے بتلاؤ احد ہم سے جدا ہو کر</p>	
<p>نہ کیوں نہ کنج عزت میں رہیں سب جدا ہو کر کیسے عشق رخ میں جان میری تن سے جدا ہو کر پریشاں نے خاطر رنگ لائے گی بلا ہو کر مقابل میں تری رفقا کے ای دل رہا ہو کر کسی کا جلوہ رخ سار جب پیش نظر آیا نہ پوچھو وصل کی شب مجھے وہ کیا کیا ہو نام اگر کہیں ہو کنار صورت عاشق سے کرتے ہیں پس میں بھی الفت زلفت کی یہ رنگ لائی ہو رہا تا زندگی سودا کیسے زلفت شکن کا</p>	<p>ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہو کر چلی ہو باغ جنت کی طرف باد صبا ہو کر چلی ہو کوچہ کاکل سے پھر باد صبا ہو کر بہت شرمندہ ہو گا فتنہ مٹھ پیا ہو کر مری آنکھوں کے پردے میں لگا چھپنے جیا ہو کر لباس شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں بس جیا ہو کر ابھی وہ پردہ غیرت میں چھپتے ہیں جیا ہو کر حد میں شب کو نازل مجھ ہوتی ہی بلا ہو کر دل خوشی ہمارا رہ گیا وحشت سرا ہو کر</p>

ہو کر
ہو کر
ما ہو کر
ما ہو کر
فا ہو کر
را ہو کر
وا ہو کر
ففا ہو کر
رہا ہو کر
یا ہو کر
نا ہو کر
وا ہو کر
وا ہو کر

تسے ملنے کی گروں میں ہوا درصہ باقی ہو	کرین گے جستجو بعد فنا بھی ہم ہوا ہو کر
نہ پوچھو جب دہائے چکو کیا راحت ہوئی حال	سے پہلو میں میرے درود کی دوا ہو کر
قیامت ہر قدم پر ڈھکتے ہو جس وقت چلتے ہو	تری رفتار سے رو گیا محشر پہا ہو کر
پریرتو علم انصاف کی بل بے یہ نیرنگی	خیال سبز و خطا دل میں دودل رہا ہو کر
اوڑی جب خاک در جانب قصدتے مارا کیے	چلی ہو کر دش تقدیر سے اوڑی ہوا ہو کر
کنیز لڑکے ایک بڑے جھٹکے اٹھائے ہیں	رہا دل گیسو پر خم میں برسوں جبتا ہو کر
اونہیں جب چھوڑتا ہوں وصل میں تو پاس الفت	وہ رہ جاتے ہیں دل ہی دل میں مجھے تھا ہو کر
سوال بوسہ پہلے تو کچھ بھی نہ کہتے تھے	سناتے ہیں اکثر گلیاں اب تو تھا ہو کر
دل وحشی پگڈنڈی کچھ کچھ جو اس طرح مضطرب	پریشان کوچہ کا کل سے آتی ہو صبا ہو کر
مراجا تا ہوں چوڑا دو رنگا کر اسکو بچ جاؤں	اثر نہ خٹنے گی خاکِ پائے دلبر کیا ہو کر

ہر اک شو کو احدم تو جگہ دیتے ہیں آنکھوں میں

ہماری تیلیاں رہتی ہیں عالم آشتنا ہو کر

آئی خیر کیجو حضرت دل پھر نہان ہو کر	چلے ہیں کوچہ کا کل کی جانب شامان ہو کر
-------------------------------------	--

جلایا کیا قریبِ روسیہ ای آسمان ہو کر
 رہی گرا آتشِ افروزی میں ہی ان شعلہ و یونگی
 بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا
 شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
 پتا اپنے دلِ گم نشہ کا پوچھیں گے ہم بھی کچھ
 رہی زلفِ سلسلِ سلسلہ جہانِ وحشت گر
 وہ بحرِ حسنِ دریا سے نہا کر جب نکلتا ہو
 عدم سے آئے دنیا میں نہ پایا جب پتا تیرا
 ہماری قبر کو وہ شوخ کھڑا کر لگا کہنے
 گیا ملکِ عدم کو دوست تو کا قافلہ بردھ کر
 یہ حالِ نزع میں یارب ہو کیوں انتظار کا
 گیا سر سے نہ مرنے مرنے سو دئے محبت پھر
 کھلے گل اور بھی گلشن میں اوس گلے کے آنیے

رہا دو دو جگر کی طرح تو بھی تو دھواں ہو کر
 جلانے کی محبت پھر کیسی سوزِ جان ہو کر
 نہ بکھلے دیکھنا حسرتِ کمینِ روحِ رواں ہو کر
 نظر کی طرح سے آنکھوں میں رہتے ہیں نہاں ہو کر
 پھر اگر کوچہ کا کل سے کوئی کارواں ہو کر
 تو بٹے عقلِ میں اک دن کی بیڑیاں ہو کر
 لبِ ساحلِ ملکِ آتی ہیں مضطرِ مچھلیاں ہو کر
 تو پھر آئے قیامت میں کمانے ہم کمان ہو کر
 یہاں کس طرح نیند آئی جھوٹے ہونہاں ہو کر
 ہمیں اک رنگے بیچھے غبارِ کارواں ہو کر
 کہ پاؤں میں ابل اگر پڑی ہی بیڑیاں ہو کر
 شریکِ دم رہا آخر کو یہ تکلیفِ جان ہو کر
 جہنم کی سیر کو اتنی بہارِ بوستان ہو کر

ذکر
 ہو کر
 با ہو کر
 ہو کر
 با ہو کر
 با ہو کر
 نا ہو کر
 نا ہو کر
 با ہو کر
 با ہو کر
 با ہو کر

غزالانِ بیابان کو کیا ہو صیدوم بھڑین
 مری حالت کو سن ٹنگے وان کو نکو سکتے ہیں
 اگر دن ات فرقت میں یوں ہی رونا بلکتا ہو
 صد آتی ہو ہر دم یہ لب گو غریبان سے
 خیالِ حلقہ زلف و دوان بھر جوتا ہو
 چلا ہوں تعزین قاتل کی جانب دین قاتل کے
 خدا محفوظ رکھے دلو اب اوکے فریبوں سے
 نشانِ ملکِ عدم کے جائیو لو کا نہیں ملتا
 میں وہ مقتول ہوں تلوار نے گر کچھ مڑا پایا
 مجھے قیہ چونے چھٹنے دم بھر کو نہیں دیتی
 مرا ہوں آتشِ فرقت میں جگر شعلہ دیو کی
 ٹھک نے دیکھا یا ہو کس دن او کی ابرو کو
 تنے شہادت ہو کرے گر قتل تو سب کو

نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کہاں ہو کر
 خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر
 تو دل بھی ایک دن کھلے گا خود اشکِ ان ہو کر
 سو ملکِ عدم جاتا ہو شے کا روان ہو کر
 نظر آتی ہو شب کو خواب میں بھر پڑیاں ہو کر
 اثر پیدا کرے گی گرم رفقاری بیان ہو کر
 یہی ہیں قاتلِ عالم جو ملتے ہیں کہاں ہو کر
 پھر اوارب نہ ہونے کوئی ابتک کا روان ہو کر
 لبِ زخمِ جگر چاٹگی ای قاتلِ زبان ہو کر
 پری ہو وحشتِ دلِ فونہیں کیا بیڑیاں ہو کر
 غبارِ دلِ مری مرقہ سے کھلے گا دھوان ہو کر
 اسی باعث سے خود بھی گیا شل کہاں ہو کر
 مری تلوار کا منہ چاٹ لون قاتلِ زبان ہو کر

<p>مری عمر گریزان مجھ کو زندانِ بلا میں پھر مے نا لو کوسن کر کے فرماتے ہیں لوگو نے خدا بنے تو پہلے اون کی اب اس بد مزاجی کو کھانا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پاؤنگا مثال تیر دم بھر میں جگر کے پار ہوتے ہیں</p>	<p>اتنی دیکھیے کب تک یہ کچے سیریاں ہو کر کھلتی ہیں کسی کی حسرتیں شور و غماں ہو کر لگے ہیں گالیاں لوگو کو دینے بد زبان ہو کر بڑی ہو الفت گیسوے جاناں سیریاں ہو کر کسین میں تھے ہیں یلج ملتے ہیں کیاں ہو کر</p>
<p>ظہور جلوہ حق کا تاشا بھی احد کیا ہو نظر سے دیکھ کر رہتا ہی انسان سیریاں ہو کر</p>	
<p>کسین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ لیراں ہو کر کسین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جو دلیراں ہو کر کسین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہو کر کسین اونٹن کے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہو کر کسین معجز نالی کرتا ہی جادو بیان ہو کر کسین آہا نظر ہی تیر کی صورتِ جوان ہو کر</p>	<p>کسین دیتا ہی دل کو خوش رنگِ مضطرب ہو کر کسین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطرب ہو کر کسین خوشنام ہوتا ہی وہ عدلِ مضطرب ہو کر کسین وہ بیٹھ کر اٹھتا ہی زورِ پہلوان ہو کر کسین مشہور عالم ہیں ہوا ہی تیر زبان ہو کر کسین خمِ عالم پیری میں کھلا باکان ہو کر</p>

کہین خود اودیتا ہی و طبعِ منصفان ہو کر
 کہین لیلی کی صورت جلوہ آرا ہی نہان ہو کر
 کہین سراپا ہی صورت شیرین نازک سے
 کہین بکر کے یوسف ہو گیا مشہو عالم میں
 کہین مع شبتان کھڑے ہو گیا روشن
 کہین گل بنے خندہ زن ہو گا زار عالم میں
 کہی باو بہاری بنے خندان کر دیا گل کو
 کہی بکر لباس حسن دکھلایا حسینوں کو
 کہین ہو خندہ گل وہ کہین ہو شورِ بلبل وہ
 کہین ہو فتنہ نووران کہین خود شورِ محشر ہی
 کہین تو قاتلِ عالم نظر آتا ہی عالم میں
 رہا کفر و دین کا فرق ہندو اور مسلمانین
 کہی تو بندے میں صورتِ ناقوس ہو نالاک

کہین فریاد کرتا ہی شریک درد جان ہو کر
 کہین رسولِ عالم صورتِ مجنون عیان ہو کر
 کہین ہو کوہن تیشہ لیے خوخت جان ہو کر
 کہین ہنکر زینچا ہو گیا رسوا نہان ہو کر
 کہین پرواز نہ کر جا گیا خود سوز جان ہو کر
 کہین بکر کے بلبل رہ گیا گرم فغان ہو کر
 رولا یا بلبلوں کو خون کبھی با دھڑان ہو کر
 کبھی دستِ جنوئے اور گیا خود چچیان ہو کر
 نکلتا ہی کہین آنکھوں سے خود اشکِ مان ہو کر
 کہین رسولِ الفت ہو کہین ہو درد جان ہو کر
 پھر دکھتا ہی کہین سبیل کی صورت نیم جان ہو کر
 کہین بکر رہا کہین دیر جان ہو کر
 کبھی مسجد میں بل اٹھا ہو گی اذان ہو کر

نہ چھو او کی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے
مثال پر گر رہا ہمنابر ق طپان ہو کر

غرض ذات احد کا ای احد جلوہ ہو عالم میں
دکھاتا ہی ہر اک صورت میں اپنے کو نہاں ہو کر

لٹے ہوئے ہیں نہیں اپنے کاروان کی خبر
کمر کے آگے سر زلف نے لیے بوسے
خدا کے فضل سے وہ راز دان معنی ہون
کے ہیں خانہ صیاد میں مجھے برسوں
یہ جام جم سے احد اپنا دل نہیں کچھ کم
نہ چھو بیسی تہ سے دل اور جان کی خبر
اوڑانی نکست گیسو نے دریاں کی خبر
فرشتے دوجھنے آتے ہیں آسمان کی خبر
وہ مرغ ہوں کہ نہیں بجکا آشیان کی خبر
وہ ہوں کہ رکھتا ہوں گھر ٹھہر میں جان کی خبر

رویف نالے معجم

پہلو میں اپنے یار کا تیر جفا ہنوز
سولے زلف یار جو باقی جو بعد مرگ
پونجی کبھی نہ باب احایت پاکیدن
اوس نگدل نے توڑ کر دیکھی نلی خبر
دل سے جگر کا بوجھ رہا ہی تیا ہنوز
کنج سحر میں ہوتی ہوا نزل ملا ہنوز
کیا جانیے کہ پھرتی کمان ہو وعا ہنوز
چلا رہی ہو شبیشہ دکی صدا ہنوز

باہن گلے میں ڈال کے آنکھیں چراتا ہوں	کرتا ہوں ناز یا رکا مجھے حیا ہنوز
مرنے کے بعد بھی لے اتنا غبار ہوں	بر باد خاک کرتی ہو میری صبا ہنوز
کب کی گئی ہو بابا جیسے دیکھے	پھر کے پاس آئی نہ اپنی صبا ہنوز
اک تم ہو کوئی بھی نہیں باقی صبا ہوں	اک تم ہیں کہے تھاتے ہیں تمہارے وقتا ہنوز
کچھ بھی نہیں ہو او سکو سرِ رحمِ واحد	کرتا ہی مجھ جاتا ہوں الم چھتا ہنوز

روایتِ سین مہملہ

قیدِ ستی سے ہوئی اے سوج کیا آزاد ہیں	خاندانِ کوئے کے چسلی بر باد ہیں
شکے وہ ناؤ کو پیسے جب ہوئے ناشاد ہیں	بولے اے ظالم ٹھہر جاتا کج فریاد ہیں
میرے مرنے کی خبر سنا کر کے فرمانے لگے	تھا اس کے دم تک یہ نالہ و فریاد ہیں
سورہ یوسف کو قرآن کھو لکھتے ہیں ہم	ہوتا ہوں جس دم تمہارا صحتِ رخِ باد ہیں
اے پری کثرتِ تے دیوانوں کی ہوا سقا	جنگلوں میں شہر ہوتے جاتے ہیں آباد ہیں
دیکھ کر محکوت ہے سخت جانی سے مری	چھوڑ کر بے گناہ بیکجا مر جاؤ ہیں
سر کو جب زخمی ہو رہا لڑکے کے مرنے لگا	زلزلت کا دیوانہ ہو گئے گے صدا ہیں

بھولے بابا و سکوا جل او کی کرے گی یادیں	بھول جانکی شکایت میری لوگوں نے جو کی
ہو حسرت نام زمین اون کی یہی یادیں	پیدا الالبک کے بھی دکھ او کی چال نے
اس خرم تانے نے جھکو کیا بربادیں	حشر کے دن او کو چلو اگر کون کا ای خدا
جان شیرین کو یاد ہو حیط حفر یادیں	میں وہ دیوانہ نہیں سر پھوڑ کر مر جاؤ نہیں
گرو گیا غیر کے مارے باغ میں شمشادیں	دیکھ کر طرز قیامت قامت دلدار میں
باغ میں سر کو پک کر مر گیا صیادیں	بلبلو کے نالوں میں اس سال کیا تاثیر ہو
مجھے کو سون بھاگا مہنون کے پھر فریادیں	میں وہ دیوانہ تھا جانکلا جو دشت بخت میں
بھولے بھکویاد کے بادل ناشادیں	جب گزر گور غریبان کی طرف اون کا ہوا
یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہو گئے بربادیں	دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہو چہر آج

خوب طبع محبت میں ہے حیران احد	
دیکھ لی بننے تھاری چال او سناویں	

او تو نخوت کمان تک صورت شدادیں	جس نے صورت دی تھیں او سکھو تو ہم یادیں
ورڈ الفت میں احد ہو جائے بربادیں	بھول اپنے لیے او سکھو چھوڑا او کی یادیں

ہیں

ہیں

یادیں

یادیں

ہیں

یادیں

ہیں

اس نفس کی پھر خرابی کو تم اوس دم دیکھنا
 وہ نہیں پھرنے کے اپنے قوت ہر گز بھی
 ملے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہو مگر
 موسم گل کے گزر جائیے غم میں ات دن
 جب کوئی تدبیرِ فراق میں اوس بن پڑی
 ہنکے میرے نالہ پُرورد کو کہنے لگے
 تاکہ اچانک سزا کا ونازیری کاوشین
 موسم گل میں کمان تک صدِ مروت سہون
 جب پنجہ زین نے اُن کیا کچھ بھی ذرا
 کھنچ سکی اوس آئینہ رو کی ذکچہ تصویر جب
 گریون ہی وشت میں اپنی رگائی وارنگی
 دہل کی شب دنگے نے لگے کے فرمانے لگے
 چاروں بھی ہزار الفت کا نہ تھے اوٹھ سکا

طائرِ رحمتِ مقید ہو گا جب آزاد ہو
 کہ چلے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد ہو
 دیکھ کر کے سخت جانی کو مری جلا دے
 بلبلو آخر کمان تک نالہ و فریاد ہو
 جان شیریں کو دیا سر پھوڑ کر فرما دے
 شوق ہوا جاتا ہی دیکھو سینہ فولا دے
 ہم غریبوں پر ستم یہ ای ستم ایجاد ہو
 کھول دے پر کو مے اوچھوڑ دیا دے
 رگئے، انتون میں اونگی واکر جلا دے
 ہو گئے حیران آسمانی و بہر ادا ہو
 ایک ن آراوگی سے ہو گئے ہم آزاد ہو
 آب رہتے تھے اس کے واسطے ناشاد ہو
 عشقِ یارِ زمین ہی تھے ای واحدِ آسماں ہو

لے گیا بخت ہمیں جلوہ دینا کے پاس

اوشکے پہلو سے مے بہر خدا مغل مین

اسی امید پر سایہ سا پڑا رہتا ہوں

جائے گا بہر عیادت وہ کیسے گھر مین

دور ہو جاتا ہی نفرت سے مین وہ وحشی ہوں

قتل قاتل کو جو منظور نظر رہی میرا

عشق رکھنے ہیں ترشح و برہنہ دونوں

طاؤر دل کو رہائی کی ہو امید عبث

آبِ شمشیر کے خواہاں تھے ازل سے جو ہم

چروش و حشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا

دل کو اوس گیسو بچان مین پھسا کر دیکھو

کیا غضب ہو کہ یہ کہتا ہو سچا ہر دم

الفست گیسو دلدار کا سودا ہو یہی

بھوکے پروانہ رہی شمع رخ شائے کے پاس

دل اُلجھتا ہو مرا بیٹھ نہ اخیار کے پاس

کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس

آج آئے گا سچا کسی بٹار کے پاس

آتا ہوں جب تے مین سایہ دیوار کے پاس

دم ہمیں دیکے کھڑا کر تا ہو تلوار کے پاس

بسمہ چھوٹے تین چلے تین زنا کے پاس

کون آتا ہو بھلا معرگہ فتنار کے پاس

تنگی کھینچ کے لائی ہیں تلوار کے پاس

سر کر پھوڑا ونگا مین جا کر دلدار کے پاس

مول لی جا کے بلا ہنستہ تنگار کے پاس

ہم بنائیں گے کبھی عاشق بٹار کے پاس

گھر بنا لیجے اب تبت و تاتار کے پاس

اب احد کھل کے قسم کھتے ہیں اللہ کی ہم
پھر بچائیں گے کبھی اوس بت عیسیٰ کے پاس

روین شین معجمہ

اتمانین خیال کبھی کچھ سوائے عیش	عام شباب کا یہ نقطہ تو نئے عیش
فصل خزانین آئے نئے نہیں ہو غم	یار بنیامین مجھے صورت دکھائے عیش
دور شراب اور وہ نہ رو بغل میں ہو	مجھے شب وصال پہلو چکائے عیش
تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہ خوشی	خوب بٹکائے آپ کو پاس آئے عیش
یار ب کبھی تو دور زمانہ ہو اس طرح	دو دو واسطے مے گھر میں بھی آئے عیش
وہ آئین یا آئین لے چھری سے کام	بے پر کی کمدور زنجیر اوڑھائے عیش
بہر خد کبھی تو کرم کیجیے یہاں	اک روز بھی تو گھر کو مے دیکھ جائے عیش
وہ لگے میرے پاس ج شرب بھر کین ہیں	کس آنسوے دلیں گے گھر نئے عیش
اونکی طرح سے یہ بھی ہو بہم بٹ احد	طالب جو اکا ہو وہی آنکھیں دکھائے عیش

روین صادق مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہو ایجان بانِ قفس
جی چاہتا ہو روزین سلطانِ قفس

پاس

سکن ہو چند کا وہی دور فلک آج	تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ قس
مزد و نکو خاک خاک میں ہوگی بھلا خوشی	ناحق ساری ہو اہلِ ہستانِ قس
وہ صورتیں دے جلسے وہ اب لطف ہیں کہاں	رودیتا ہوں جو کرتا ہو کوئی بیانِ قس
پیر یمن بھی شباب کے باقی ہیں دولے	دلین یہ ہو سنا کرین ہر دم بیانِ قس
جبات آپ کی ہو وہ عالمِ فریب ہو	ہو آپ کی ادا بھی مزاجانِ جانِ قس
کوئی نہ رہ گیا کہ کبھی جا کے دیکھتے	اب دے ہیں بیٹھے ہو عاشقانِ قس
تارِ نظریں دورِ حادث نہیں ہو آج	ہی پتلیوں کا پتلیوں میں امتحانِ قس
جلسے وہ لکھنؤ کے احد خواب ہو گئے	اب یاد بھی نہیں ہو کہاں تھا مکانِ قس

روایت ضاد معجم

کا قرے ہو غرض تو دیند اے غرض	بکھو ہو تیرے صحتِ رسائے غرض
پال پنا دل بھی ہو رنگِ خاک کی طرح	رکھتا ہو یہ بھی شوخے رفتائے غرض
ستا ہوں جوشِ شہدِ دلین کیسی کب	دیوانے کو ہو کب کسی ہشیائے غرض
زادِ عبرت تو رغبتِ جنت دلاتا ہو	رکھتا ہوں میں تو کوچہ دلائے غرض

کرتے نہیں علاج وہ اپنے مریض کا	عینے تو ہیں مگر نہیں بیمار سے غرض
آنکھوں پر کیوں عتاب ہو آخر حضور کا	آنکھیں تو صرف کھتی ہیں میرے غرض
مذہب عجیب رکھتے ہیں ہم رزمست بھی	تبلیغ سے غرض نہ تو زنا سے غرض
غلّ ہما کے پاس وہ ہرگز بجائے گا	جس کو ہوتیرے سایہ دیوائے غرض
کیونکر نہ عشق ابر و خمدار ہو آسد	جان باز ہم ہیں ہم کو تو اسے غرض

روایت طائے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سوار خط	آپ نے کوئی لکھا ایسا خط
آپ کیوں آگینگے ان جاہلنگے	روز جاتے ہیں جہان و دوا خط
لوگ در پی ہیں کہ خط پکڑیں کوئی	ہوکے لکھے گا ذرا ہشیا خط
حال دل و سین جو میں نے لکھا یا	رے کے نام پر ہوا ایسا خط
خط کو اس کے لاکے قاصد نے کہا	ہی کسی کا طالع یہ خط
خط کا مطلب خال و رخنہ ہو چھپے	پوچھتے ہیں یہ کافر و سدا خط
برگمان میرے طرف سے وان ہیں لوگ	اب تو لکھنا ہو گیا و شدا خط

سے عرض

سے عرض

سے عرض

سے عرض

سے عرض

ط

ط

ط

ط

ط

ط

ط

خط نہ آتا تو نہ خط آتا کبھی	خط جو گیا آگیا ایسا ر خط
کچھ نہ کچھ تو اس ہوا تو کو احد	اب جو کہتے ہیں سرور با خط
روایتِ ثانیہ کے معجم	
اپنا ہی جان جانِ خدا حافظ	جائیے مہربان خدا حافظ
خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ	ہے ہو کر نہان خدا حافظ
ہجرین اندون منے دل کا	یتے ہیں متحان خدا حافظ
چھوڑ کر مجھ کو بسترِ غم پر	جاتے ہو تم کہاں خدا حافظ
روٹھکر مجھے جاتے ہو جاؤ	ہو گئے برگمان خدا حافظ
آج کل میرے اور ایمان کے	ہو وہ بت دربان خدا حافظ
اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے	اپنا ہی مہربان خدا حافظ
کہتے ہیں اوٹھکے یہ کو مجھے	جائیے جان جان خدا حافظ
جس جگہ ایسا حد گئے تھے کل	
بھر چلو آج وان خدا حافظ	

روایت عین مہملہ

روشن ہو آج دیکھیے کیا انجمن میں شمع	شعلہ نہیں ہیں آہ کے یہ قصرِ تن میں شمع
لیکر کے ساتھ لے گئے کیا ہم کفن میں شمع	بعدِ فنا بھی سوزِ وہی ہو مزار میں
روشن ہو آج باکرِ ملاحظت میں شمع	شانے کے ساتھ بچہ جا مان ہو زلف میں
گل تھکے ہیں یا کہ ہر شون چمن میں شمع	حالم ہو آج اور ہی فیضِ بہار سے
دیکھو تو جل ہی ہو مے قصرِ تن میں شمع	شعلے بھڑک رہے ہیں مے دماغ دے آج
ہر دماغ اپنے دے نکھون کچن میں شمع	اک شمع دے دلو ہمارے لگی ہو لو
روشن ہو جس طے سے کوئی انجمن میں شمع	بزمِ جہان میں رخِ روشن سے ہو فروغ
غیر کے مارے گرتی ہو کنگد لگن میں شمع	وہ شمع دیکھ کے مغل میں تجھ کو آج
روشن ہو آج دیکھیے بزمِ سخن میں شمع	شاعرِ مومن لا جواب مے دے او واحد

روایت عین معجمہ

روز جلتا ہو مارے خانہ تن میں چراغ	آہ کا روشن ہو بھرِ شوقِ برفن میں چراغ
اُسے ٹیل بٹا لے گی نشینِ چراغ	آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار میں

<p> ہو گیا حسنِ بتان میر برہمن میں چراغ گلِ بغیر ادا رہا ہو جانا ہوا سن میں چراغ آج ادبیل جلا ہو دیکھ گلشن میں چراغ دلیں سینے میں جگر میں خاں تن میں چراغ داغ دل اپنا جلے گا ہو کہ مدفن میں چراغ آتشِ دل کے روشن اپنے دامن میں چراغ کرتے ہیں روشن فرشتے اپنے مدفن میں چراغ </p>	<p> شمع کی حاجت نہیں اللہ سے تاثیرِ خدو پھولِ خنما ہوں جو تنہا جگے گلشن میں کبھی پھر نسیمِ نو بہاری نے شگفتہ گل کیا شام سے جلتے ہیں آوازیں سے باخ دیکھنا زہدِ نوگی قبر میں ظلمتِ مری ہوشِ بھراں بہت تار یک آنکھوں میں مری جاں کشمِ رخِ محبوب کا عاشقِ حسد </p>
---	--

روایت فا

<p> تیرا وہ گل ہو سیر کو گر جائے بستانِ کیطوت چھکے بلبلِ حطّٰی جائے گلستانِ کیطوت کوچہ کا کل سے آتی ہو گلستانِ کیطوت نوچکر پھینک دیتے ہیں گلستانِ کیطوت چٹکائی دھن ہوا اچھی گلستانِ کیطوت </p>	<p> تو وہ گل ہو سیر کو گر جائے بستانِ کیطوت جاتی ہو روحِ رواں بستانِ باغِ خدوانِ کیطوت بلبلِ خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا ضد سے وہ بلبل ہو نہیں جیسا اپنے ہر برس ہوا دمِ زحمت یہی بادِ بہاری کی صدا </p>
--	---

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

شمع

عارضِ گل کی فراگل کو دکھا دیجے بہار
 ہوں دیبل فوج کروا لاجی گریبا دے
 آج اوس گل کی ساری جاتی ہو پھر باغین
 ہستی خاطر میری اوصیاد کرو دینا ضرور
 لطف ہوساتی جو فور بادہ ریحان ہوا ج
 جتنے مرغان چین ہیں کر سہے ہیں بیچھے
 اگر کی کچھ پوئے گل میں پاتی ہو تو ای صبا
 آپ کے آنیے کچھ خوش دیبل گل ہی نہیں
 چھوڑنا صیاد فصل گل میں بھی گرتو نہیں
 ہوں دیبل طاقت پرواز بھی جاتی رہی
 عارضِ گلزنگ کی جس نے تری دکھی بہار
 گفتگو دیبل سے کرنے کو مجھے لے لیجے
 گل سے کہدینا نفس میں تنگ دیبل آگئی

ایک دن تشریف لے چلیے گلستانِ کھٹرون
 جائینگے اور اوڑکے پر اپنے گلستانِ کھٹرون
 تو بھی اوباد بہاری چل گلستانِ کھٹرون
 فوج کرنا کر کے منہ میرا گلستانِ کھٹرون
 کیا گھٹا گھٹکھو چھائی ہو گلستانِ کھٹرون
 آئی اوس گل کی ساری کیا گلستانِ کھٹرون
 بے زلف یار لے جا تو گلستانِ کھٹرون
 وجد میں شاخیں بھی ہیں کیو گلستانِ کھٹرون
 لیکر چل اکد نفس ہی کو گلستانِ کھٹرون
 اوڑکے جاسکتا نہیں این گلستانِ کھٹرون
 دیکھی رخ بھی نہیں کرتا گلستانِ کھٹرون
 جاتے ہوا بجان من گرم گلستانِ کھٹرون
 ہو صبا تیرا اگر بانا گلستانِ کھٹرون

ہوں وہ بلبل گرفتار میں گیا صیاد ویز	اوڑ کے جاگے مری مٹی گلستانِ کھٹوت
آشیانے سے اوڑی جاتی ہیں اپنے بلبلین	آگیا صیاد شاید پھر گلستانِ کھٹوت
تھا وہ بلبل بعد مردن نہ کھیلے اب سے پر	شوق سے اوڑا کر جاتے ہیں گلستانِ کھٹوت
دام میں جب نہیں گئی بلبل تو یوں کہنے لگی	گردشِ تقدیر لانی تھی گلستانِ کھٹوت
کھلکھلا کر غنچے ہنر ٹپتے ہیں او کو دیکھ کر	جاتے ہیں بنکر ہر گلستانِ کھٹوت
نوٹتا ہر دل ہر اک کا سبزہ خواہ بدہ پر	کس تکلف سے بہا آئی گلستانِ کھٹوت
چاروں طرف گل پھر آخر آگئی خزان	کیون چلی ہو پھول کبل گلستانِ کھٹوت
گل بھی کانٹے کی طرح جھپٹتے ہیں آنکھوں میں احد	جب بس اوس گل کے جاتا ہوں گلستانِ کھٹوت

داد و نیکی بلبلین جی میں ہو اپنے ادا احد
اس غزل کو پڑھیے اب چکر گلستانِ کھٹوت

یو فانی اور کبھی ہوا کی ہیپ کن کھٹوت	یا سحر سحر تہن دونوں سے راگن کھٹوت
دل لیے جاتا ہو محبو کرے جانان کھٹوت	پاؤں پھیلائے ہو چشت ہی تابان کھٹوت
مر رہا ہوں میں اٹھے جاتے ہو پہلو سے مے	ہوڑا نے کی طرح عسگر زبان کھٹوت

داغ دل کا بھی تاشا کیسے تو دکھلا دو نہیں
 نکلے مرگ عاشق بیدل پے ماتم وہ کج
 وحشی چشم سیرہ شہرے کتنی گئی
 زلف شکنیں کی طرف منہ پھیر کر کہنے لگے
 زندگی میں جب آئے آئینگے کیا بعد مرگ
 آہو و نکو وحشی چشم سیرہ ایجان جان
 تھی تنہا اوڑکے دامن سے پٹ جاتی تھی خاک
 یاس اور حسرت کو پایا ہنسنے کیا کیا نہ کر
 زلف آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا
 بھاگ جاتی ہو یہ کو سوناسکو بین باتا نہیں
 رخ کا عاشق ہونے سے میں لہو عاشق کا
 اس قدر نے لبِ لعلین پہ او نکو ناز ہو
 خوب کھائے اے کبے تو بھٹکے کندھوں کے

کیوں نظر درپردہ ہو چاک گر بیان کی طرف
 بال کھولے آتے ہیں گریبان کی طرف
 دل کو کھینچے جاتا ہو کوئی زبان کی طرف
 آئی ہر صبح وطن شام غریبان کی طرف
 کب کوئی آتا ہو پھر گو ریزہ بان کی طرف
 جلکے دکھلاتی ہیں آنکھیں زبان کی طرف
 وہ اگر آتے کبھی گو ریزہ بان کی طرف
 جلکے دیکھا جب کبھی گو ریزہ بان کی طرف
 کیا گھٹا گھٹا گھٹو چھائی ہو چستان کی طرف
 ہاتھ دوڑاتا ہوں جب عمر گزیراں کی طرف
 یہ تو کافر کی طرف ہو میں مسلمان کی طرف
 دیکھتے بھی وہ نہیں نعلِ چستان کی طرف
 حضرت دل اب بٹانکے جاناں کی طرف

مغ دل کو جو پھنسا کر لے گیا تھا واحد	پھر وہی صبا دایا طائر جان کی طرف
جذبہ الفت اگر کچھ بھی نہیں اوسکو احد	دل کھنچا جاتا ہو کیوں اوس فتن کی طرف

رویت نام

چھڑا ہوا کچھ جھٹھ راز نمان عشق	سن لیجئے خدائے دستان عشق
کیا پوچھتے ہو صد مہر و دھنا عشق	مت سے دل کے پار یو جان شان عشق
عاشق ہے بہن لالہ خون پر تمام عمر	ہو دل اپنے سینے میں باقی نشان عشق
اوس گل کے ساتھ باغ میں جانا اگر ہوا	بیل کو ہم سنا لینگے کچھ داستان عشق
کچھ غم غلط جو کیجئے تو کس سے کیجئے	منا نہیں جہان میں کوئی راز دان عشق
بروانے بے سبب نہیں ہوتے ہن جلکے خاک	بیشک بان شمع پہ ہو کچھ بیان عشق
تیوری چڑھا کے دیکھنا ہے بے سبب نیل	جھپ بھی آپ رکھتے ہن شاہد گمان عشق
بناب ہو گے جانے دو اب اسکا تذکرہ	کچھ بھی سناؤ گھگھ میں اگر داستان عشق
بولے یہ سنکے قصہ فراد و قیس کو	باقی ہے جہان میں راحت رسان عشق
او عند لب تیر سی طرف سے ضرور آج	کتنی ہو گوش گل میں صبا داستان عشق

طرب

طرب

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

ن عشق

نہادی و عیش اب ہین ہین ملین نام کو
الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہو
سن سکے میرے نالو کو فراتے ہین و آج
حالت کو غیر دیکھ کے سیری وہ بول اٹھے
ہو گا چمن مین جانا جو فصل بہار مین
باز آئینگے نہ الفت گیسو سے عمر بھر
افسانہ سوز عشق کا مجھے سننے کوئی
مجلو جو دیکھتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا
افسانہ کہنے کے لیے غیرو نے کہتے ہو
بوسے یہ سکے عاشق بیدل کے مرگے
ثابت قدم ہو کہ چپ کا کل مین اپنا دل
کچھ مجھے سکے بوسے کہ لغت خدا کی ہو
فوسس ہو کہ قیس نہ فرما دی ہوا

منج و الم ہین باقی فقط ہمدان عشق
پہلو مین دل ہو یا کہ ہو یا رب کان عشق
یار اب اسی پر پھٹ پڑا کیا آسمان عشق
اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق
بلبل کو ہم پڑ جائینگے کچھ بوستان عشق
چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق
ہو ختم میچہ اندون بہ شک بیان عشق
کچھ آپ پر بھی ہوتا ہو مجھ کو گمان عشق
کیون مجھے آپ سننے نہیں آستان عشق
لو کیون کر گیا کوئی بھلا آستان عشق
منظور جھڑھے ہو لو آستان عشق
گزر بھر جو حال عشق تو سوز زبان عشق
کنا کوستا مین جا کے اٹھ آستان عشق

Checked
1987

رویت کاغذی

سند ناز پہ ہو کر سوار مدت تک
 رہا تصور مژگان یار مدت تک
 نہ آؤں ہوش میں کب جو یار مدت تک
 پھرنگی مجھے جو یوں خیم یار مدت تک
 میں اسیر چوں ہوں کہ بعد اسیری بھی
 وہ نہ نصیب وہ حسرت نصیب ہوں بارہ
 فراق یار میں گھل کر میں گیا ایسا
 تب فراق صنم میں رات دن اکثر
 میں وہ ہوں سب شہید و کرب و غم
 شباب و نچوڑ جو بن سے اونکے کہتا ہوں
 فراق یار میں کس دوسرے کو نہ ملے گی
 شب وصال گلے سے وہ گلے کہتے تھے

کیے ہیں تیر نگہ سے شکار مدت تک
 چھلے کیے مے ولین غار مدت تک
 ہے ہونے بھی مرا انتظار مدت تک
 ہسی گروش لیل و نہار مدت تک
 قفس میں آئی ہو بے بہار مدت تک
 جلی نہ شمع بھی نزد مزار مدت تک
 نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک
 گھلا کیا ہو مرا جسم زار مدت تک
 عجب نہیں ہوئے گھر زار مدت تک
 غضب ڈھائی گئے تھے اور بھار مدت تک
 رہا ہوں اتوں کو میں بے قرار مدت تک
 ہمارے واسطے تھے بے قرار مدت تک

<p>فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا ہمارا آتی ہو جوشِ جنوں سے پھر اکثر یقین ہو بعد فواج تو ہے جانا میں جو موت آئی سفر میں گی پھر چین جو یاد آئی نگلی کچھ خم بیان مری اونکو بنے گا قصر کو رت یہ ایک دن بیشک</p>	<p>چھا بھی سے مرا جسم زار مدت تک رہا ہو داغوں سے تن لالہ زار مدت تک اوڑنے کیسے پریشان غبار مدت تک ہماری روح کو حُبِ یار مدت تک یقین ہو روئینگے اہل یار مدت تک رہا جو دل میں کہیں غبار مدت تک</p>
<p>پس قنایہ احد و دستوں کا حال ہوا ملانہ اون کا نشان مزار مدت تک</p>	
<p>سلامت کیسے رہ سکتے ہیں وصل یا ہونے تک گلے کتے ہیں کس کے غضب جاتے ہیں کیا موجِ غناب سے بھر بھر مجھے ساغر ملتا جا ساتا عشقِ عارض ہو ابھی سے کیا جینگے ہم شبِ فرقت میں ہوتا ہی جو مٹا لے لے</p>	<p>غضب جاتے رہینگے گریہ میں ہنسا ہونے تک ابھی تو نیچر میں دیکھیے تلو ا رہونے تک موجِ وحدت سے ایسا قافی مجھے شراب ہونے تک اسیرِ ملکہ ہے گیسوِ خمدار ہونے تک بچا نا جان کا شکل ہو وصل یا ہونے تک</p>

سلاطین بحر عالم میں ہواؤں کی سیدھی جاؤں سے	بپا ہوگی قیامت اون کی کج رفتار ہونے تک
خیالِ نام ہو کر شوق ہو نظارہ بازی کا	قیامت ہوگی قائم وعدہ دیدار ہونے تک
شبِ رفقت تری ایلے سے کیوں کر دیکھیں تجھے بیز	نصیبِ سہا سے چشمِ ستِ یار ہونے تک
نہیں معلوم الفت میں بگڑتے یا کہ بنتے ہیز	ہما سے اون کے دیکھیں وعدہ دیدار ہونے تک
دعا میں دیتے ہیں ہم گالیانِ تیرے ہوتے ہو	یوہین کیا ظلم ہو گا وعدہ دیدار ہونے تک
اشے کرتے جائینگے وہ اپنی ترچھی چٹنے	چمن میں نگرینِ بیک کے بیمار ہونے تک
اثرِ دلین نہیں ہواؤں کے کچھ میری محبت کا	وگرنہ آگے ہوتے وہ حالِ نا ہونے تک
بچے ہیں تیج ابرو سے جینگے اور کوئی دم	جگر کے پار بس تیرا بگا و یار ہونے تک

ابھی سے دیکھتے ہیں اور کیا کیا رنگ لانا ہو

رخِ اون کا ایسا حدِ شکِ گلِ گلزار ہونے تک

پونچا ہو ضعف اپنا وقت میں اب تھانک	سو جا ٹھہر کے آتا نا ابھی ہو زبان تک
وعوی کرینگے مجھے تقریر کا یہ کیا پھر	تھیل لیاؤں گی ہر حرفِ بستان تک
وہ ہر بار دوشِ تھامتا چھوڑنے پر	بیرِ مغان بھی آسینے کو بھیے مان تک

دعویٰ مسیح پین کا کشتہ سے وہ کرتے	زہرہ نکر کے جب بالونکی پھیلاں تک
جو جو دیے ہیں صدے فزقے او سکی جگر	اوس بات کو احادیث لانا نہیں بان تک
<p>ایڑا او ٹھائیں ای بت عمار کب تک</p> <p>تھے تین اپنے دل کے خریدار کب تک</p> <p>اب دیکھتے ہیں طاقت جوشِ جنو کو ہم</p> <p>رہتا ہی خال سے خطر خسار بار سے</p> <p>روزِ فراق میں ترے دندان کی یاد</p> <p>ابرو سے ہو اشارہ قاتل یہی ہنوز</p> <p>و کو پھنسا کیج میں گیوے مار کے</p> <p>ناروا داسے جگو دکھا کر ہمارے</p> <p>ہم دیکھتے ہیں الفت زلفِ سیاہ و</p> <p>پتی ہو ای واحد میں سرے کے واسطے</p>	<p>نگرائیں سر کو ہم پس موار کب تک</p> <p>رہتا ہی گرم حسن کا بازار کب تک</p> <p>رہتا ہو گشت کو چہ و بازار کب تک</p> <p>جھگڑا بیان کا فرد دیندار کب تک</p> <p>آنکھوں سے اپنی سیے گہوار کب تک</p> <p>مرتا ہو دیکھیں زخمی تلوار کب تک</p> <p>افت دکھائے چرخِ سنگار کب تک</p> <p>ترسانے کا تو ای بت عمار کب تک</p> <p>رکتی ہو اس لہجے گتھار کب تک</p> <p>خاک مزار اسد مختار کب تک</p>

نے تک

نے تک

نے تک

نے تک

نے تک

نے تک

نے تک

نے تک

ن تک

ن تک

ن تک

روینکات فارسی

یون بدلتا ہوا زمانہ یار رنگ	خوب لایا ہوا تو رخسار رنگ
دیکھتے ہیں دیدہ بیدار رنگ	انقلاب دہر ہو پیش نظر
کچھ دکھا اوی دیدہ خونہار رنگ	واسن نظارہ قاتل ہوسخ
نشہ میں لاتے ہیں کچھ بخوار رنگ	دیکھ کر بیہوش وہ کہنے لگے
لائیگی کچھ حسرت دیدار رنگ	دل میں شوق دیدے یار ہو
لارہ ہو اب نینا گلزار رنگ	ہو بار موسم گل لطف پر
لائے دیکھیں کیا بات عیار رنگ	ہو شباب بارجون پر احد

روینکات لام

ہو گلاوٹ تری تلوار کی قاتل قاتل	صاف کرتی ہو گلاوٹ کے یہ سہل قاتل
شوخیان حر کی کشتی ہو قاتل قاتل	کیون نہ تلوار تھاری لے مراد قاتل
ایک سے ایک ہیں مگر قاتل قاتل	عشوہ و ناز و اداس قاتل قاتل
خشن ہو ٹھنکے کہتے ہو قاتل قاتل	بچنے بابا باز و زمین تھے ہیں سہل قاتل

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہو گئے
 اس قدر دید کی حسرت تھی پس قتل مجھے
 تو پو قتل اگر تیغ بکفت ہو وے کبھی
 یاد آئیگی جو لذت تہ شمشیر کی وان
 لذت قتل نہیں بھولی تھے کشتے کو
 قابل دید تا شاہو قتلون کا ترے
 سحر کیا جانے قاتل نے کیا ہو ہمسر
 کہیں نہ تیغ کبھی ہنکے گلے سے ملنا
 تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا
 نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہو مجھ کو
 جان کیوں عشق میں بس اور پر خم کے بجا
 حشر میں پرستش اعمال کو ڈھونڈینگے مجھ
 اس قدر ہو جگر و دل کو محبت تھی

پھر جو جی جاؤں تو کئے لگون قاتل قاتل
 مردم دید وہ پکارا کیے قاتل قاتل
 سائے عالم سے صدائے کد قاتل قاتل
 روح جنت میں پکار گئی کہ قاتل قاتل
 ہو صدا آتی لب گریسے قاتل قاتل
 کہتے ہیں چشم خنک سے کہ قاتل قاتل
 دم نکلتا ہو مگر کہتے ہیں قاتل قاتل
 یہ دایں بھی ہیں حق میں قاتل قاتل
 اس طرح دیکھو گلے ملتے ہیں قاتل قاتل
 قطرہ خون سے صدا آتی ہو قاتل قاتل
 تیغ ابرو کا تصور بھی ہو قاتل قاتل
 میں خدا جانے کہ صرکتا ہوں قاتل قاتل
 ہر لب زخم سے کہتے ہیں کہ قاتل قاتل

قاتل

قاتل

قاتل

قاتل

خسرتین جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مے	اوس سے پوچھو نگا کہ مر ہو ماقا قاتل
قتل کے پچھے پکارا تو یہ بولاتا	دیکھے لطف ابھی کتا ہو قاتل قاتل
روح کو میری خدا طاق گفتا تو نے	وہ جدھر جانے پکاروں آو قاتل قاتل
عشق میں تم نہ یہ سمجھو کہ میں غافل مجھے	جانا کہ دل میں جگہ بیٹے ہیں قاتل قاتل
قتل مومن کا تو لکھا نہیں قرآن میں کہیں	سورہ لیل ترمی کیوں ہو یہ قاتل قاتل
نامہ پر کو چہ قاتل کا یہ اپنے ہو پتا	غل چھا ہو گا ہر اک سمت کہ قاتل قاتل
خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا	جان لیون پر ہو مگر کتا ہو قاتل قاتل
کشتہ تیغ ادا ہوں میری تربت سے احد	بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

رویف میم

خزان کے جانے ہی بس عشق گمنا میں ہم	چلے ہیں بوکی طرح پردہ بہار میں ہم
یہ محو ہو گئے ہیں رنگ گلزار میں ہم	طلب ہم دیدہ حیرت بنے بہار میں ہم
سمجھے رنگ سے گل کے شکستہ گل کہ ہیز	خزان کو دیکھنے میں پردہ بہار میں ہم
چمن میں دیکھے ہر سمت جلوہ گل کو	مثال صورت تصویر ہیں بہار میں ہم

بدن ل کے دو جوڑے جن میں کتہ ہیں
 نہو جب کہ بھی داخل اونکے جبین جبین ہی
 بھے اوہرا اوہراک جائز تم کے دم بھر
 کیکی شان سیشس ابھی سے کتہ ہی
 یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی
 گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کتہ ہیں
 جو جھکوا دی گل عنائہ پایا گلشن میں
 پس فنا بھی گلو گھٹنا وہ دلیل ہیں
 گلو نے وشت ل اپنی جا کے کتہ ہی
 کیکی نکمت جامہ کے ہم جو عاشق تھے
 وہ عندلیب ہیں دیکھا نہ مے گل جتنے
 خزان میں دیکھ تو ہر مردہ ہو گئے بالکل
 شباب میں ہوئے عاشق تھاری کاکل کے

دکھا سے ہیں تئون نیا بہار میں ہم
 کیکی وشت ل ہی نہیں بہار میں ہم
 ہے ہوا کی طرح موسم بہار میں ہم
 ضرور رنگ نیا لائینگے بہار میں ہم
 ہوئے اسیر نفس موسم بہار میں ہم
 جمائیں رنگ تو کچھ دید بہار میں ہم
 ترے فراق میں مگ گئے بہار میں ہم
 بنیں گے نور نظردید بہار میں ہم
 جو دیکھو رنگ دکھائیں نیا بہار میں ہم
 تو گل میں چھپ گئے ہو کی طرح بہار میں ہم
 جدا چمن سے ہمیشہ ہے بہار میں ہم
 جو گل کی طرح تھے بھوت بہار میں ہم
 اسیر سنبل بچان ہے بہار میں ہم

گلگون پر مار خدا کی یہ منہ چھپاتے ہیں	آئی جائیں چمن سے کدھر بہار میں ہم
وہ عند لب ہیں فصلوں پر مرنایا جینا ہی	خزان میں مگے توجی اٹھے بہار میں ہم
سے جو قید خزانین تو غم نہیں ہو ہمیں	خدا کے کہ قفس چھٹیں بہار میں ہم
نہ لکھے کی قحی خبر اور تھانہ یہ معلوم	کہ ہو گئے دام میں صیاد کے بہار میں ہم
قبائے گل کی طرح چھاؤں گر گریبان کو	چلے ہیں نہت گل کی طرح بہار میں ہم
جنازہ نکلی آئی پھنانے والے کا	ترپ ترپ کے قفس میں ہے بہار میں ہم
وہ عند لب ہیں گر کچھ کریں تو آنجی	ہزار نعمت سنائیں احد بہار میں ہم
خرام نانے سے اوس گلخانہ کے پیکر	ہوے ہیں سرمہ احد وید بہار میں ہم

چلیں گے گلشن سے ایواحد جو مرزا پور	
خزان کو دیکھیں گے پھر یہ وہ بہار میں ہم	

جڑ بچے پھر کے کبھی یا کے دیار میں ہم	زرب شوپے ہے بس خزان یار میں ہم
سوائے حسرت و حیران نہ کچھ ہوا حاصل	جڑ بچے کے تنہا مکان یار میں ہم
رہا جو سر میں یہی سودا ہی چمن بانی	فلک کی طرح پھر کے تلاش یار میں ہم

<p>نہ چھو صدے اوٹھائے جو ہر یار میں ہم پھر اگر ننگے پاؤں کیا ہوئے یار میں ہم برنگ شمع جو جلتے ہیں بزم یار میں ہم او کی شان سمجھتے ہیں شان یار میں ہم</p>	<p>ہماری جان کا ابو خدا ہی حافظ ہی اتنی ہوگا شکایا بقرار اس دل کو اتنی سوز محبت کا کب اثر ہوگا بظاہر اور ہی باطن میں اور ہی کچھ ہی</p>
---	---

<p>بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احد غزل جو لکھتے ہیں بیٹھے مکان یار میں ہم</p>
--

<p>یہ آرزو تھی کہ ہم سر ہر یار میں ہم شب وصال میں نظر میں شوق یار میں ہم آنکھوں میں یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی مہلبی بانو میں منہی لگا کے مٹھی ہی شب وصال یہ اندرے شوق دید اپنا خیال گیسو ہاٹانے مجھے کت ہی یہ بولا وصل کی شب آکے ساتھ موش</p>	<p>نگاہ شوق رہے چشم انتظار میں ہم نگاہ دیدہ کسمل میں انتظار میں ہم تمام دیدہ حیرت میں انتظار میں ہم نہ آئی لیکے نہ ہوں میں انتظار میں ہم اک انتظار رہنے چشم انتظار میں ہم درانے شب فرق میں انتظار میں ہم سرور باد ہوئے چشم انتظار میں ہم</p>
---	--

وہ بٹے خواب میں اگر ہماری بالین پر	تم انتظار میں ہو یا میں انتظار میں ہم
۱۲ دھنسا تھا ہمیں لادم تھا سے دے کبھی	تھے شوق دید اگر چشم انتظار میں ہم
تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آنے تا بہر	مگا و یاس رہے چشم انتظار میں ہم
کیا نہ آنے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ	ہیں انتظار ابھی چشم انتظار میں ہم
جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تنے	ہماری آنکھوں میں بیٹھتے تھے انتظار میں ہم
نہ آتے وہ ہیں جان تن سے بچکتی ہی	عجیب صدمے میں بار بار ہیں انتظار میں ہم
صد او دھر سے یہ آتی ہی چرب و صلت	ہیں یاس آج تے چشم انتظار میں ہم
جو لٹے پاؤں بھرے آتھی تو ہنسکے کما	بنے ہیں پھیرہ قست کے انتظار میں ہم
جو جان دینے کو کیے تو منع کرتے ہو	تھیں کمو کر ہیں کب تک انتظار میں ہم
کسی کا جلوہ رخسار آج کتنا ہی	بنے ہیں نور نظر چشم انتظار میں ہم

نہیں وہ آتے مے پاس تو یائیں احد

لو آج جان ہی دیتے ہیں انتظار میں ہم

او دھر او دھر تھے ہر دم ہو اے یار میں ہم	سے کبھی نہ ہوا کی طرح قرار میں ہم
--	-----------------------------------

<p> چہرہ خدا کے لیے جبکہ ہوں قرار میں ہم بزرگ صبر ہے پردہ قرار میں ہم ہوں بیقرار زیادہ جو ہوں قرار میں ہم چھپے ہوئے ہیں ابھی پردہ قرار میں ہم قرار کو جو ہوں تسکین تو ہوں قرار میں ہم اک اضطراب ہیں گویا تین شکار میں ہم یہ سودِ عشق لیے آئے ہیں مزار میں ہم دہکے ہیں تپ غصے یہ مزار میں ہم کہانے آگئے اوچھے ہوئے دیار میں ہم بزرگ اندازِ تسبیح ہیں شمار میں ہم ہزار شکر کہ اب آگئے شمار میں ہم </p>	<p> عیان ہوتا کہ تعلق یہ دونوں جانب سے ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی مثال آتش برہم شستہ کے بھوکین ابھی سے کہتے ہیں غافل تھے تم ہونا قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو یہ اپنے پہلو میں بے چینی لگی کہتی ہو صبا بھی پانوٹ کو یا بھونک کے رکھتی ہو گمان خانہ آتش ہو میری نسبت پر جو آئے میرے لطیف بھول کر تو یہ بولے جو دانا رشتہ دانا میں ہوں کونجھیں تو میں ہماری خاک کی تسبیح اوشے بنوائی </p>
--	---

ہم اپنا جامہ ہستی ہوتا کر کے احد

یہ پھیل بھیل کے سوتے ہیں لبِ مزار میں ہم

زنگن کے جاتان کو کرین کیا یاد ہم
 ہو گئے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
 ہیں ہفت ہم ناوکِ مرگان چشمِ یار کے
 اوڑتے ہی ہم آشیانے ام میں تیرے پھنسے
 مرغِ بمل کی طرح تنگے طہان ای جاچلن
 گھر میں وہ تشریف لا کر میرے فرمانے لگے
 ان گلوں کے عشق میں صدمے اٹھائے اسقدر
 کہتے کہتے رک گئے کیا سوچو ای جانِ مین
 مر کے زندہ اپنے چھٹینگے تو ریگے قبر میں
 عمر بھر باغِ جہان میں دل کو تو رونا پڑا
 بھولے بیٹھے ہیں ہم اپنی ہستے موہوم کو
 حالِ قرآن میں بہشتِ نکاح پر حکمِ عمل اٹھے
 وصل کی شب بگھلے مگر کے فرمانے لگے

صورتِ نقشِ قدم چھلکے ہوئے براہم
 اہ کھینچیں گے نفس میں جس گڑھی صیاو ہم
 دیکھتے رکھتے ہیں کیسا سینہ نواں ہم
 کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صیاو ہم
 بعد مردن بھی حید میں کر کے ٹکویا دہم
 خانہ ویران کو کرتے ہیں ترے آباد ہم
 دھونڈتے پھرتے ہیں خود اب خانہ صیاو ہم
 بے تامل کیسے کرتے ہیں جج ہوا رشا دہم
 بعد مردن بھی نہونگے قید سے آزاد ہم
 کیا چلیں گے اس جن سے اب بھلا دلشاد ہم
 رہو ان ملک فانی کو کرین کیا یاد ہم
 قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہو تاگر شداد ہم
 یاد ہیں اب بھی نہیں کرتے تھے جبریداد ہم

حلقہ کا تم بھلا حلقہ زنجیر کو
 لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی
 یاد آتا بیستوں پر جوش و شہت میں جو تو
 نالہ کرتے ہیں یہی کہ ککے ہجر یار میں
 جی نہ بھلا جا کے گلشن میں بھی اپنا ایک دم
 مجتمع ہیں خال باد و آب و آتش اس میں ب
 فوج کرنے میں تو فوج گرو چکو کوئی دم
 جاتے ہو عمر گریزان کی طرح سے روٹھ کر
 فرق حسن و عشق کا ہی میرے اون کے اس لیے
 مرغ بہتان شاخ گل کہتے ہیں بخش ہو کہ یہ
 جی میں ہو اب تیلوں کو تو ذکر ہو میں یا
 زلف میں دلو پہنایا تو یہ کہنے لگے
 ہار پہنا تو غیر دیکھے گلے میں لطف سے

یاد کیسوں میں جو کہتے ہیں کبھی فریاد ہم
 قیصر فتنوں کے ہوتے نہ پھر و اما دہم
 آب شیریں پر دلاتے فائز فرما دہم
 بھولے وہ بیٹھے ہیں کہتے ہیں جسے اب یاد ہم
 یاد کا مت میں ہے روتے تو شمشاد ہم
 یعنی اس پیکر میں ہیں اب پیکر اضا دہم
 دے چھری ہلو گلا کاٹیں ابھی جلا دہم
 بھولے بھی اب نہ نکو پھر کر سینگے یاد ہم
 وہ پری کھلائیں اور کھلائیں آدم زاد ہم
 باغبانوں کے ہیں گویا باغ میں و اما دہم
 کب تک کنج نفس میں پھر کرین فریاد ہم
 دم گھو خال لانے سے بنے صبا دہم
 خانہ بر بادو جن کچھ بھی ہیں چکو یاد ہم

<p>خاک کوئے یار کی لاکر بنائیں کعبہ اور لطف وہ اپنی پستی کا سب جاتا رہا</p>	<p>عالم ایجاد دین کچھ تو کرین ایجادِ دہم ہجر ساقی میں ہے مدتِ تلک ناشادہم</p>
<p>گلہڑے ہوتا ہو جگر دل ہی پہ بجاتی ہو بس ای واحدِ فرقت میں کہ تہ ہیں اسے جیادہم</p>	
<p>لو پیے نیٹے ہیں جانِ مگو نہیں گریادہم پہلے آسان جانتے تھے دل لگانے کو تو خواب میں جلوہ فرما کے یوں کہنے لگے فوج کرنا پیچھے آ پہلے گلے لگا مرے کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا منہ پہ باتیں بوسے لب کی جو لائے تو کہا بے ثبات تھے جہاں کو نہ کہتے جاتے ہیں پر عشق کے دیوانے کو بخیر نہ کرتا ہو فصد چار دن بھی سیر گلشنِ تھی نہ منت میں کبھی</p>	<p>سختیان کب تک اٹھائیں ای ستم ایجادہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہو گئے عشق میں بربادہم کرتے ہیں ویران سرے دکھوں آبا دہم عید قربان ہو ذراے لین مبارکبادہم بعد اس سیکش کے دیکھو ہو گئے بربادہم منہ لگانے کی سبب آخر ہوئے ناشادہم دیکھنے پر بھی ہیں اندھے مثل مادر زادہم تو ہی دیوانہ کہ ہیں دیوانے ای فضا دہم عمر بھر دیکھا ہے کیسے خانہ نصیادہم</p>

طائر جان نے تو پرواز کرتے ہی کہا
 اتنی فرصت ہمیں جلدی نکر تو قتل میں
 پانوں ان پھیلا کے تم سے تے رہے آرام سے
 قید کرتا ہو عجب تو ہم نہیں سننے کے بند
 تو تو تھا مخلوق خالق بن گیا کیوں کر بھلا
 یاد آیا شب کو گلشن میں جو دوسری
 ناشکیبائی سے اپنی عشق میں ہرگز کبھی
 خانہ بولیں ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
 باغ میں بھی ہم سمجھتے ہیں تے قامت کا یار
 جب اوٹھائیں سختیاں بھی صبر فرما دوس
 ہیں دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمیں
 مانگتے ہیں اور غیبت خدا سے ہم مان
 پھونکدین ہم اکدم میں گنج قارون بھی ہو گرا

اس قفس کو تو کیے جاتے ہیں اب پر باد ہم
 دیکھ لیں دم بھر نظر کھر کر اسے جلا و ہم
 رات بھر کرتے رہے یاں نالہ و فریاد ہم
 بیڑیوں کو توڑ ڈالیں گے تری حداد ہم
 بیٹھتے ہوتا اگر اس عہد میں شداد ہم
 رات بھر رویا کیے بیٹھے تہ نشاد ہم
 جان شیریں کو نیتے صورت فرما دہم
 رکھتے ہیں مضمون کو کو صورت اولاد ہم
 سرو کو ششاد کو بھی بندہ آزاد ہم
 عشق بازی میں ہوئے مشورت استاد ہم
 بے ستون پر نہ بیٹھتے ہیں تربت فرما دہم
 سختیاں کرتے ہیں نیری جب کبھی بھر دہم
 نمکون کے یا آئی ہوں اگر دما دہم

بوسہ لبے لیا باتوں میں تو کئے لگے	مانتے ہیں نکو بھی ای حضرت اُستاد ہم
جب اشروں میں کیا اون کے کما یہ آنے	سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلم فولا دم
وہ سو گورِ غریبان آکے یوں کئے لگے	رکتے ہیں کئے شہیدِ خنجر بیداد ہم
لیکے دل سیرِ اماؤ گے مجھے تم خاک میں	اُطرح مجھے تھے پہلے تھیں اُستاد ہم
عشق سے باز آؤ کتے ہیں وگر ز اِو احد	کرتے جائیں گے تھارے ساتھ اک بیداد ہم
پہلے اپنے وقت سے بس ناسخ و سوا گئے	کس سے مانگیں اِو احد اپنی غزل کی ادھم

ردیف نون

سہتا ہے رنج و غم جسا کوئی انسان نہیں	آفتابِ شہر بھی صبح شبِ ہجران نہیں
دلینِ جہان کے سببِ باقی کوئی ارمان نہیں	قابلِ حسرت ہمار چلن بھی ایجان نہیں
چاہتا ہوں جب علاجِ علتِ خودِ رفتگی	بخود ہی کتنی ہوشیاری کے یہ دران نہیں
تازگی کو نازِ ہوسم سے ترے اِو جانِ چلن	مازنینِ تجا زمانے میں کوئی انسان نہیں
مے الفتِ حسین ہو بس اِس مٹنا چاہیے	جسکو ہوا الفتِ انسان کی کچھ انسان نہیں
میری صحت کی طبیعتوں کو عیشِ ناب فکر ہو	درد و دکھتا ہو نہیں جلالِ دران نہیں

ربادہم

وہم

فریادہم

مژادہم

زادہم

وہم

ادہم

ماادہم

زادہم

تادہم

بادہم

برادہم

وہم

تیرگیِ بخت سے کیا خوب پانی ہو سزا	کب سیر و تیرا ای شام شبِ بجران نہیں
خانہٴ مول کو مے ویران نہ سمجھو ای بتو	دشتِ آباد جنوں ہو خانہٴ ویران نہیں
بال کو سکھلا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے	ابھل اس سرزمین پر ابرہی باران نہیں
سوزِ الفت بزمِ عالم میں ہر اک کو لین ہی	کون پروانہ ترشحِ رخ جانان نہیں
درد ہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی	خانہٴ دِلین کوئی انکے سوا مہمان نہیں
سب ہین گریاں قطرہٴ شبنم پر سارے لاشکین	گلشنِ ایجاد میں کوئی بھی گل خندان نہیں
زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تھنسیے بھی ضرور	لطف ہو کیا ابر کا اگر برق بھی خندان نہیں
چار درجِ زندگی کے کنگے سب بنج میں	جو مے انسان لہنی خسر کوئی انسان نہیں

چھوڑ کر تنہا کعبہ کیوں بنائیں ای واحد

اپنے پہلو میں وہ بت غارِ تگرایاں نہیں

خالِ رخ کو کب خیال چہرہٴ جانان نہیں	کون کتا ہو کہ ہندو حافظِ آں نہیں
وصل کی شبِ حالِ دل کچھ آپ پر پہنان نہیں	اب نہیں سننے کے کچھ ایجاں جان ہم مان نہیں
دشتِ دل رکھتی ہو قیدِ تعلق سے جدا	کب رنگِ بے گل جامے سے ہم عیان نہیں

میں

ابن

مین

ہیں

ۛ

ین

1

۱۰

۵

بن

۱۰

روتے ہیں دُزرات ہم یادِ دُخِ دلدارِ مین
 یاسِ ہواِ سرِ جُوبِ پُچھتے ہیں جالِ دل
 دیکھا ہو جسے حیران ہو جاتا ہو خود
 آہِ تِواؤ ٹھکر چلے جاتے ہیں پہلو سے مرے
 کب نہیں پیشِ نظر ہو جلوہ زنگِ بہار
 دیکھے گر غور سے تو مرے عشاقِ پُر
 کب نہیں جامِ درِ سسے دستِ محبت کو ہر شوق
 شورِ ماتم رہتا ہو برِ پادِ عشاقِ مین
 پھنس گیا کنختِ خودِ ادا میں بلکہ آپ
 صورتِ ہوا نہ جلتے ہیں دلِ عشاقِ مین
 اپنے کو ٹھہرے پردہِ مہر و صبح ہو جلوہ گر
 ہو کے عربانِ تو پھٹتا ہو تو گجانی ہو آگ
 صدقے تیرے ناز کے قربان تیرے انداز

ترہارا اشک سے کب گوشہ دامن نہیں
نہ مرادی کسی ہر دلیں کوئی لڑا نہیں
و خیال یار مجھ دو سرا حیران نہیں
پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی آجان نہیں
دامنِ نظارہ میں کب گلِ خندان نہیں
یاسِ مہر کے سوا کوئی بھی ان گریبان نہیں
چاک کب اپنا گریبان دیکھو مادام نہیں
کبتانِ دل چلے بے بختِ صفتِ گان نہیں
جسدا دنیا میں دلِ دان کوئی دان نہیں
پہنسی اچھی تھی شمعِ رخِ جہان نہیں
اسطرح بامِ فلک پر اختر تابان نہیں
شعلہٴ خوار ہو ایجان تنِ عربان نہیں
بے سے اب عینِ مہم بھی مجھے لیجان نہیں

حسرت دیدار ہو گر نگ جھاتی ہر پری
ہم بھی کیا دھونی سناؤ اور جہان نہیں

دیکھے گر غور سے تو ماتم عشاق ہیں
کب یہ پوش ایوا حد شام شمع جل نہیں

ہمارا آئی ہو جب شکے سناؤں جاتے ہیں
رخ رنگین کے جانب پہاڑ جاتے ہیں
تری اٹھکلیو نے خون کا جاتے ہیں
سناے کنش کے تیری دم رقرار گر کے
بت پر وہ نشین سے وصل اپنرات ہناہو
محبت کی نظر سے دیکھتے ہو دم دم جھکو
ٹھکر سبزہ خطا ہر طرف سے رنگین پر
سناو اور حضرت دل تم خیال ان جانے دو
سنا نا نقش ہستی کا ہو منظور نظر شاید
پریشان آہٹانے سے وہاں کتے ہیں گیسو کو
بلے جان شور عندلیبان ہوتے جاتے ہیں
ہزاروں گہرے میں مسلمان ہوتے جاتے ہیں
اسی نقار میں پال انسان ہوتے جاتے ہیں
فروغ صبح کو درخشاں ہوتے جاتے ہیں
دل یوس سے باہر ایٹان ہوتے جاتے ہیں
تھائے عاشق شیدا لہجہ ان ہوتے جاتے ہیں
تے سب نہ خدا کے نگہبان ہوتے جاتے ہیں
تھائے شاعر اب ہم بھی کریشان ہوتے جاتے ہیں
جو ہم پر روزِ ظلم کی چرخ گردان ہوتے جاتے ہیں
یہاں مجموعہ خاطر پریشان ہوتے جاتے ہیں

ہین	<p>مریض غم کے حق میں صلاؤ نماز زندگی ہو ہلے پاس لاتی ہو اوڑا کر نکلت گیسو تری رنگت کے آگے اسی بہارِ عارض جان ہزاروں نیم بسمل سیکڑوں بجان عالمین نہ کیونکر خار حسرت کی جگہ ہو غنچہ دلین نہیں صورتِ انہی کی کوئی اور چشمتِ حشر سواری اوس گلِ عنالی ہو گلشنِ آتی ہو</p>	<p>شبِ یمن کے لمبے آبِ حیان ہوتے جاتے ہیں صبا کے آج ہم منو حیان ہوتے جاتے ہیں پیشانِ لالہ و سرسبزِ ریمان ہوتے جاتے ہیں لگاوٹ سے تھے اوی تیخِ لہر ہوتے جاتے ہیں خزانِ بھولے پھل کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہیں مقفل خانہ زنجیرِ زندان ہوتے جاتے ہیں تھے مطلب تو اوی مرغِ خوش امان ہوتے جاتے ہیں</p>
ہین	<p>کہا لوگوں نے جب کراحد بھی مئے بہر تو فرمایا کہ کھدوانے ناوان ہوتے جاتے ہیں</p>	
ہین	<p>تھے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہیں بجز رخ کے منہ نہ کیا خوشی کا ہمائی ہو الفت تری اس طرح ہر نہ مئے بیان کا کھلا ایک عقدہ</p>	<p>مہ و مہرِ شل کتان ہو گئے ہیں جدا جسے بہانِ بان ہو گئے ہیں جدا پوست سے استخوان ہو گئے ہیں اسی فکر میں بہہ نشان ہو گئے ہیں</p>
ہین		
ہین		
ہین		
ہین		
ہین		

تصور تے تیر مرگان کے قاتل
 یہ کہتے ہیں وہ حالتِ غم کو سنکر
 دکھایا ان آنکھوں نے سیلاب کیا کیا
 یہ کہتی ہو غافان و کسرے قسمت
 تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا
 ہوا رشک تا تارِ بہت کو جب سے
 خدا کے لیے او کو موت چھوڑ قال
 کیسے نہیں چہنِ فرقت میں انکی
 کہا کرتی ہو خاک سے روح اپنی
 جھین بجکلا ہی کا تھا اپنے غرا
 رقیبوں نے کیا جانے کیا کہا ہو
 دکھائیں نہ کیوں بیخِ بدلے خوشی کے

مے دل میں نوکِ شان ہو گئے ہیں
 یہ قصے تو پہلے بیان ہو گئے ہیں
 یہ آنسو بھی آبِ روان ہو گئے ہیں
 تم ایسے بہت خاکِ بیاں ہو گئے ہیں
 کہ کمطرت بھی شعرِ خوان ہو گئے ہیں
 تھے بالِ عنبرِ فشان ہو گئے ہیں
 تہ تیغ جو پنجبان ہو گئے ہیں
 یہ دلبرِ اذیتِ رسان ہو گئے ہیں
 کیسے لیے بے نشان ہو گئے ہیں
 تہ خاک وہ بھی نہان ہو گئے ہیں
 کہ بی طرح وہ بد گمان ہو گئے ہیں
 کہ دشمنِ مے آسان ہو گئے ہیں

احد مجھے کہتا ہو وہ شوخ ہنسکر

ہست آپ تو ناتوان ہو گئے ہیں

<p>لطف تو ہوا بغ ہو کالی گٹھا ہو میں نہون</p> <p>روح کستی ہو وہ پابند بلا ہو میں نہون</p> <p>اویس کے کوچے میں بنواؤں بھی نمک ہو بھلا</p> <p>ہو دعا یہ حشر تک کیون نہوئے آسمان</p> <p>کیون نہو شوق شہادت نصیبی سے گلا</p> <p>میں غم دل کتا ہو تیسے بام پر اویس شاہ حسن</p> <p>سخے فرقت نہیں اوٹھتی زلِ بیتاب سے</p> <p>بلبلِ نالانِ گلستان میں دعا کرتی ہو یہ</p> <p>وحشتِ دل تیسے کوچے سے نکالے حیف ہو</p> <p>تو جو نیسے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو</p> <p>اویس خواہ زندہ و عالم روح بھی نکالے مری</p> <p>یہ دعا کر جب زمین کو کہہ جانان چٹے</p>	<p>دلے قسمت ساتی سحر ناما ہو میں نہون</p> <p>دل فقط زلفِ تباہِ گانِ تباہا ہو میں نہون</p> <p>جس جگہ پر سیرِ ساحلِ عا ہو میں نہون</p> <p>جس زمین پر اندامِ کج ادا ہو میں نہون</p> <p>مستوجبِ قتل پر قاتلِ اہوا ہو میں نہون</p> <p>بلبلِ ہر وہ ہو غفا ہو ہما ہو میں نہون</p> <p>ہجر میں بس روحِ غالبِ جدا ہو میں نہون</p> <p>یا اکی جیخِ ان کی بان ہو میں نہون</p> <p>کھر کیون کا جب نہ پڑا ہوا ہو میں نہون</p> <p>اویس سدا و دل کی جیتا ہو میں نہون</p> <p>وہ بہت کافر اگر مجھے جدا ہو میں نہون</p> <p>میرے سر پر آسمانِ غم کا ہو میں نہون</p>
--	---

ای واحد شرم گنہ وان تک مجھے جانے ہو
جب سیرتِ عدالت کبریا ہو میں نہیں

<p>سو خورشید جسکو دیکھ کر شرمندہ ہوتے ہیں بہر آتا ہی جو دل اپنا کبھی فرط محبت سے ہوے ہیں قل جو دستِ گارین سے سے قاتل گمان ہوتا ہی اک عالم کو اکثر شاخ مر جانکا ٹکاتے ہیں گلِ خسار کو اپنے جو خوش ہو کر عجب عالم ہی ہر فرد بشر کا تیری محفل میں نہیں سہتے ہیں اکسان ایک دین صاف نہ لک گذر ہوتا ہی ادخا قمر عاشق بر تو کہتے ہیں شرفِ قوت کے سمنے والوں کا یہ حال ہوتا ہی گلابِ عطر کی پانی میں بو معلوم ہوتی ہی نہ اپنی ٹہنی کے زمین سے صودے کھلے کٹا ہوا</p>	<p>اوسی کا فر کی الفت میں ہم نہیں جان سکتے ہیں فراقِ یار میں وہ دودھ پر چھپ چھپ کے روتے ہیں شہید و نہیں وہ داخل ہو کے زیر خاک سوتے ہیں وہ جہدم نہ پھر نازک کو دریا میں ڈبو جاتے ہیں دلِ دان سے حق میں کائنات آج مرنے ہیں بسانِ شمع جلتے ہیں مثالِ ابر روتے ہیں کبھی ہوتے ہیں خوش سمیے کبھی آنسو ہوتے ہیں ذرا ہو چھو تو اونسے آج کی طرح سوتے ہیں سو کو ادھم کے کائنات سے پہلے نہ کہہ سکتے ہیں بدن کو جگر میں رہا میں دل کھاتے ہیں قیامت کے کھد میں مینو لے لوگ ہوتے ہیں</p>
---	--

شبِ فرقت میں دیکھو آگے کیفیت ٹٹپنے کی
 صدائاتی ہو یہ ہر دم لبِ گورِ غریبان
 شکایتِ یوفانی کی نہ تم میری کہی کرنا
 نہ تھا جز فرش گلِ دنیا میں تیر جیتے جی جکا
 نہالِ عشق میں کہتے ہیں پھل گئے نہیں دیکھا
 نہ سمجھو سے رونے کو عبتِ او اہد موہر گز
 نظر آتا ہو عالم چشمہ جو انہیں ناگن کا
 وہ مثلِ موج لہرتے ہیں لہو کو جو دریا
 پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اذکے کو ہے میں
 یہ جان یہ دیکھنا پھر ادجگم یہ بھی نظر کرنا
 نظر آئیں جو روزِ نین تو جھک کر بندگی کرنا
 ہمارے خط کو دیکر یہ زبانی افسے کہہ دینا
 جو پوچھیں اسکا باعث کیا ہو تو پوچھنے کہہ دینا

کبھی سر کو پٹکتے ہیں کبھی اٹھو ٹٹکتے ہیں
 اسی منزل میں سر پہاڑ لگا کر لگتے ہیں
 کہ دیتے ہیں جانے لوگ ہیں طبعِ دھوئے ہیں
 وہ زیرِ خاکِ فرشتگانِ کس طرح سوتے ہیں
 عبتِ تو جمعیتِ مزیدِ دلین یہ پٹتے ہیں
 ہم اپنی چشم تر سے جامہ ہستی کو دسوتے ہیں
 لبِ طین پڑتے ہیں جب تکے بالِ طینت میں
 یہ گردِ ابلاب میں دیکھیں کس کس کو ڈبوئے ہیں
 سسکتے ہیں بلکتے ہیں تڑکتے ہیں کھوئے ہیں
 نمایان وزنِ دیوار میں بھی کوئی ہوتے ہیں
 جو پوچھیں تم کہانے لے کر کھانا کھاتے ہیں
 کوئی دم میں مہرِ نصرتِ عالمِ مافیٰ ہے ہیں
 تمہارا نام لے لیکر کے وہ ہر خط لکھتے ہیں

<p>نیکاتے ہیں نہ پتے ہیں کوئی لفظ سے ہیں تھاری مہربانی ہو تو پھر وہ اپنے ہوتے ہیں</p>	<p>نصو رہیں وہ سہے ہیں عجبات ہوا بے کنی جو کچھ ہوں نرم ان باتوں سے تو پھر صاف کیا</p>
<p>کما دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے تیار خدا جانے کہ وہ ہر خط کیون چھپ چکے روز ہیں</p>	
<p>جو غور کیجے زمانے میں انتخاب ہو نہیں نظر کے جو تو مشرین حجاب ہو نہیں نظر جو کیجے تو بس طالبِ نواب ہو نہیں زمین پر مسدود خورشید کا جواب ہو نہیں جو برقِ ہنسنے میں روزِ میں سحاب ہو نہیں ہوں غیر لطف کے خاطرِ عقاب ہو نہیں گناہگار ہوں اور قابلِ عتاب ہو نہیں جہان میں یا رخم و ساغر شراب ہو نہیں عجیب سے ہوں کیسا بظرباب ہو نہیں</p>	<p>بجب حال اگر چہ بہت خراب ہو نہیں گناہگار ہوں گر چہ بہت خراب ہو نہیں جہان میں کہنے کو گوندہ شراب ہو نہیں دکھا کے چہرہ پر نور کو وہ کہتے ہیں یہ چرخِ غلی کی عادت ملی ہو دو نو کو یہی تھاری عدالت کا مقتضا ہو جس بجایہ بوسہ لب پر سزا ملی مجھ کو نہیں غرض تھے دم تک کسی سے ایسا کے جو ذبح کوئی لٹٹے وہی لگائے</p>

نمود صورت فراد و قیس ہون و دونا
 جلایا آتش ہجان نے اس قدر مجھ کو
 زمین کو ہوتزلزل عجیب حالت ہو
 مری قتا سے ہزاروں ہون مچ زمین
 بوقت نزع یہ عزم مکان جیسا ہو
 رقیب حال سے کیونکر مے پتا پائیں
 کیسے مصحف رخ کا یہ صاف آیا ہو
 سوائے دوست کے گرا لاکھ سر ٹپک مارین
 اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سببے اب
 نگاہ اونگی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہو
 زبان سے پوچھو نہ احوال مجھے رونے کا
 بیونہ مجھ سے خاص اپنا بندہ تم
 کما صاف یہ روح القدس کے دلین تھی

جو کوہ و دشت میں پھر کر کھین اب ہونین
 پرستہ سینہ و دل صورت کیا ب ہونین
 پس قنایہ کدین پر اضطراب ہونین
 دکھائے رنگ طلسمات وہ جباب ہونین
 نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہونین
 خیال یار میں ہتا مثال خراب ہونین
 جو آسمان پہ سے اوتری مکتا ب ہونین
 نہ آؤں نہ میں غیر و نکلیا نکا ب ہونین
 کیکی بزم کی نسبت خیال خواب ہونین
 زندہ کھاتا ہو چکر وہ انقلاب ہونین
 چشم دیکھو تو بس چشمہ پر آب ہونین
 تھاسے مئے سے ایک کتا ب ہونین
 بلاق کے شب مراج ہر کاب ہونین

<p>یہ خاک بلے بت خوش خصال کتی ہو وہاں وہ برق کے مانند ہستے رہتے ہیں</p>	<p>فروغ دیدہ خورشید و ماہ تاب ہو نہیں مثال ابر بہان دیدہ پر آب ہو نہیں</p>
	<p>احمدیہ ہو مدفن مرا پس مرون نہ نصیب کہ خاک و رجناب ہو نہیں</p>
<p>شکلے مجھے نالوں سے جواب اکثر نکلتے ہیں مقابل میں تے جت کبھی دہر نکلتے ہیں چھپی بالونہن پرافقان جہین یاد آتی ہو جو جاتے شکوہ ہو تم بام پر پڑے بڑتے ہیں شب پیران میں دودل کا ایسا چھا گیا عالم نہیں انشان جہین کی اونکی چپ تانی ہو نہیں شب ہو ذرا سا بام پر آ جا کہ ہم اکثر تجلی پر درودن کی ایسے پتے نازان ہو نہیں جو زلفوں کے قصود میں خیالی تار و دندان کا</p>	<p>وہی شب فلک پر بنکے سا اختر نکلتے ہیں گئے اپنی نظر سے خود سہ و اختر نکلتے ہیں شب میں فلک جگمگ ہی اختر نکلتے ہیں تھی پر جان زینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہیں سیاہی کچھ لیے گرد و آبا اختر نکلتے ہیں گٹھا گٹھا ویرین چپ چپ کے اختر نکلتے ہیں نہی کو دیکھنے او غیرت اختر نکلتے ہیں چڑھاتے ہیں ہنڈ اختر کو بے اختر نکلتے ہیں تو کیا اس لاک پر دین بھی اختر نکلتے ہیں</p>

ارادہ شام سے اوٹکا ہو مجھے پاس آنے کا
 ہجوم و لہران اونکے نکلنے میں یہ ہوتا ہی
 رخ و دندان کو تیرے دیکھ کر شربت پی سیکر
 چڑھے تھے حسن کے زور و چاہ بیکس دیکھا کر
 بیکسٹا جانا ہوں جس شب کو میں راہ وادی افت
 مقابل میں رخ و دندان کے دو نوکوں کو جانا کر
 چمک بالونیش افشان چین کی ٹیکھا تیری
 نہیں ممکن مے خوشید رو کے سامنے ہیں
 چمک میں تھے دندان کی چمک جو نہیں پاتے
 مقابل سے گلہ رو کے کوئی گلہ و نہیں ہوتا
 فلک تیرے حاصل ہی زمین شعر کو اپنی
 جنوں اچلاہ گاؤں ناز شاہ کچھ ہتی باقی ہی
 تھے و حسن کے شمع سے جلائے تھے فلک کے

کہ صحرے طالع حشر کے اختر نکلے ہیں
 کہ جیسے گروہ کے سیکڑوں اختر نکلے ہیں
 بہم شرمندہ اور نادیم مدو اختر نکلے ہیں
 نگاہ خلق سے اترے ہو اختر نکلے ہیں
 تو اس شب فلک بھی نہیں اختر نکلے ہیں
 بہم اک جان و قالب و اختر نکلے ہیں
 لباس شب میں کیا تم زور اختر نکلے ہیں
 اترتے جب ہیں وہ کٹھے اختر نکلے ہیں
 کفن افسوس کو ملتے ہو اختر نکلے ہیں
 کہ جیسے شمس کے آگے نہیں اختر نکلے ہیں
 نکلے ہیں جو مضمونیکہ وہ اختر نکلے ہیں
 بچھو لے پاؤں زمین صورت اختر نکلے ہیں
 وہی فے فلک بجائے اختر نکلے ہیں

پھپھو لے پانوں میں آنکھوں میں آنسو غوغا ہے ہزار	مے طالع کے کیا کیا دیکھو تو ختر نکلتے ہیں
پرافشان تھی جبین کھر کے زلف اپنی لگے کہنے	ذرا دیکھو تو کیا اس رات میں ختر نکلتے ہیں
جو ثابت ہیں ستارے وہ عدد کو آج ثابت ہزار	جو سیلے ہیں سے بخت کے ختر نکلتے ہیں
شبقت کا عالم چا گیا ہو روز ہجران	سیرنجی سے میری نکو بھی ختر نکلتے ہیں
احد کچھ غم نہیں ہو کہ وہ خوش بلکہ ناخوش ہزار	عدو تک دست ہوتے ہیں خیر ختر نکلتے ہیں

دردن جان کے احد کھے ہیں مضمون

مے دیوان میں جو نقطے ہیں ختر نکلتے ہیں

جو ممکن ہو ہستی میں کبھی خود سر نکلتے ہیں	جا بونکی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہیں
گہڑنے پر بھی ہو کمو مرتبہ بننے کا حامل ہو	صبا کے دوش پر خاک کو بننے پر نکلتے ہیں
نکالے سے نہ نکلیں گے کالین لاکہ گرا نکو	کب اندر دے یہ غمیلے دل باہر نکلتے ہیں
دم تقریر تنگی دہن سے وہ ہیں تنگی میں	دہن سے حرف تک نہیں آئے بکر نکلتے ہیں
جیسی ہو شان آرایش میں کیا صورت نکلی	بکرتے لاگموں میں جو وقت بکرتے نکلتے ہیں
کہہ ہے کہ وہی تھی میں آنکھ اپنی آنکھوں میں	بخت یہ طفلہاے رشاک باہر نکلتے ہیں

صدا آتی ہو یہ فراداد و مجنون کی تربت سے
 قدم لیتی ہو آرایش بھی جھک جھک کے لانا کا
 شرارت کر نہ بیٹھیں کسی سے ڈرتا رہا ہوں
 مجھے وہ دیکھ کر بولے پتلا عشق ہیں دیکھو
 اتارا ہو یہی اوس ترک کی بانگ کی چوڑکا
 صفت میں بچو کی ہوئے رنگین کی ترے لچا
 ہوائے شوق گر جلوے دکھائے رومے رنگین کے
 نظر بھر بھر کے تجھ کو دیکھتے ہیں یہ سکتے ہیں
 اوجھیں بھولیں نہیں باکیاں دست نہا کی
 جو رکھتا ہوں تخیل انکے انکے رومے رنگین کا
 تصویر تیسے مڑگان اور خیر کے بھی ایسا قال
 رہائی کی فکر کہ امید ان کی زلف شکن ہیں سے
 تصویر ہو رہا باکی شرمندہ جو کرنے کا

عجب یہ خاک کے پتلے بھی نگر نکلتے ہیں
 عجب اناز سے وہ آن بنگر نگر نکلتے ہیں
 کبھی حج طفلہ لے اشک باہر نکلتے ہیں
 ہجوم باس حسرت کالے لٹکر نکلتے ہیں
 اجل سے کہہ دوائے لیکہ خنجر نکلتے ہیں
 مے ہر شعر میں مضمون می پکر نکلتے ہیں
 تعجب کیا ہوا پر تو پری پکر نکلتے ہیں
 تے سہل کے یوں رات خنجر نکلتے ہیں
 مری تربت کی جانب جو دو پکر نکلتے ہیں
 بھی سبغ امین بکر پری پکر نکلتے ہیں
 جو وہ نشتر نکلتے ہیں تو یہ خنجر نکلتے ہیں
 شکا تاس ام سے اول کہیں پکر نکلتے ہیں
 تو ہر شب باہم پر فکر پری پکر نکلتے ہیں

تو ناہ کسی پازیب کی جھکاؤ بنائیں	تو ناہے پڑا نر دیکھیں نہیں کیونکر نکلتے ہیں
نصو جو را کرتا ہو اونکے رے رنگین کا	مرے مضمون بھی انروزوں کی کی نکلتے ہیں
دم تھیر دیکھو تو یہ کیا شیریں بیانی ہو	بنات اسکو بھیجے پارہ شکر نکلتے ہیں

شبِ صلت گدل نکلتے گئے مجھے
احد تلاء تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہیں

سفر چشم سے کرنے کو جب ہو نکلتے ہیں	غضب کے مردم دیدہ بھی دوگر نکلتے ہیں
بڑحانی ہو گلون کے روبرو آبرو اپنی	بنین موتیہ کا عطر وہ ملکر نکلتے ہیں
خبر بد لے اب ای تسلی خانہ دل کی	نہیں معلوم طفل اشک کیونکر نکلتے ہیں
بسے دلبر بھٹے ہیں ہی ان نم رنگین ہیز	بزرگ مردم دیدہ بیابا پرور نکلتے ہیں
کیلی زیب ازینت باعث تو قریزیت ہو	قدم لیتی ہو آرایش جم وہ بکر نکلتے ہیں
قریب مرگ سبارمان دل پر پٹکے ہو	ابا دول بخسے لے ہم حجاب کر نکلتے ہیں
ہوا ہون جیسے جی ٹی میں ای جو سن پیا	رگونے خاکیری چاکر نثر نکلتے ہیں
مے رگماے تنہیں تو گئے تھے شوق سے لیکر	یہ کیوں ہوتے ہوئے انکھونے نثر نکلتے ہیں

قیامت میں بھی شہرت ہو تر شمع کی کھٹک	دبا کر پاؤں کو سب فتنہ محشر نکلے ہیں
نہیں معلوم صیادوں کی آف مچائی ہو	چمن سے آج مرغان چن نکلے ہیں
تصور تیری مرگان کے شہرت میں ایسا	رگ جان کے لیے ہر ایک نثر نکلے ہیں
دل اپنا کو چہ دلبر میں جدم شور کرتا ہو	کڑ کر راتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلے ہیں
گلو جاتے ہیں حرف مدعا سکروہ قاصد	ہمارے دکھار مان دیکھیں کیوں نکلے ہیں
کہاں یہ شوخیان عشوہ کر شہناز غریب	بتان ہنس کر فتنہ محشر نکلے ہیں
پتا ملتا نہیں فرقت میں دلہے کی گدڑی	جوا شک آنکھوں نے اپنی آج کھڑ نکلے ہیں
گلے پر پھیر کر خنجر مے کتا ہو وہ قاتل	چٹا دیتا ہوں خون تباہ کچھ جوہر نکلے ہیں
گلے میں ڈال کر باہر بولے وصل کی شب	تاؤ دکھار مان ہے تم کو نکلے ہیں
خدا جانے ٹھکانے کب لگی اپنی محنت یہ	تلاش یار میں ہست ہم مضطر نکلے ہیں

احد پاؤں احد کو تو پھر جانے زدوں گز

مگر مجبور ہوں اکثر میں نہ اکثر نکلے ہیں

برو نہیں ہم نے اچھو نہیں ہم نکلے ہیں

بہر حالت شریک بزم خیر و شر نکلے ہیں

شکستہ ہوتی ہو ہر شے جہ دم بھر نکلتے ہیں
 جگر بھی اردل بھی نون ہیں پڑ خرابی کے
 دوپٹا اوڑھ کر کتا ہوں کو نکلتے تو کتے ہیں
 اثر بھی کچھ کچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
 کیسی شوخی دستِ حنائی کے تصویر میں
 شفق بھی منہ چھالیتی ہو اپنا پردہ شبنم
 جوجی میں آتا ہو کتے ہیں ہم زندہ نکول جل کر
 قضا کا ہو مانا پڑ گا میں جان لیتی ہیں
 جو کتا ہوں نہ نکلتے ایک بھی ارباب سے اب تک
 اثر دکھلا یا اگر وہ نکی الفت نے پس نہ
 دم گلگشت گلشن کہتے ہیں غان گلشن سے
 تلاشِ یار میں اکثر جو سر کے بل چلتا ہوں
 وہ دزدیدہ نگہ سے دکھلا بکتے ہیں پہلو میں

بہارِ باغ فصلِ گل میں ہو کر نکلتے ہیں
 مے و شبنم سیرابی لہو پیکر نکلتے ہیں
 حیا میں پردہ غیرت میں ہم چھپ کر نکلتے ہیں
 خدا کی شان ہو میری طرح مضطرب نکلتے ہیں
 مری آنکھوں نے نیتِ دل لہو ہو کر نکلتے ہیں
 جو ہندی شام کو وہ اتھرتھرت نکلتے ہیں
 کبھی جو حضرتِ ناصح سو منبر نکلتے ہیں
 اجل سے بھی زیادہ یہ پری پکر نکلتے ہیں
 تو وہ کٹھن ہے بن سے کہتے ہیں کین کر نکلتے ہیں
 چڑھانے پھول تبت پر مے دہر نکلتے ہیں
 چمن میں آج سوچ ہوئی گل نہ کر نکلتے ہیں
 پھپھو لے پاؤں لکے مے سے پر نکلتے ہیں
 جنھیں باغیر بھگتے تھے وہی باغیر نکلتے ہیں

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوق شاد ہے	کر کھ کر جا سہستی کو ہم سر پہ نکلتے ہیں
غبار اپنے پڑے دامن چاٹنے کو بولے	کیسے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکلتے ہیں
پٹ جاتا ہی پاؤں سے پس من غبار اپنا	مری تربت کی جانب سے جو وہ چلے نکلتے ہیں
جدا ب سے نگہ بچی خرام آہستہ آہستہ	پیشانی قتل ناحی سے دیون ہونے پر نکلتے ہیں
بناوٹ سے ہماری قبر پکڑتے ہیں ماتم کو	نکھر کر سوگ کے پردے میں بھی نہیں نکلتے ہیں
غبار و زمین جو باقی تھی تنہا کچھ لٹپٹنے کی	گبولے کی طرح سے باز جھک کر نکلتے ہیں
کہا کر دھتا ہی دل اپنا احد کو کوئی کھوتو	سنا ہی وہ دو پاؤں کا لکڑی نہ نکلتے ہیں

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہیں
 جو اسکے گھر میں جلتے ہیں وہیں کو نکلتے ہیں

تباہین حال کیا کیوں اسی غافل تھے ہیں	ہیں تھا تا جس دہریے وہ دل تپتے ہیں
پڑے ہیں خاک پر حالت انہی اب ہر ای قابل	وقت سانس لیتے ہیں بھدکل تپتے ہیں
کیا قتل ایک عالم کو و لیکن وای بدوی	نہ کچھ مڑے تو نہ کس طرح بسل تڑپتے ہیں
فہین ہوں رفت جانا نہیں خالی ایک مضمطر	جگر بھی اور دل بھی لٹان مے نال تپتے ہیں

لگا ہر خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان
 شب نہ مین نہ مین پر دیکھ کر چلتے ہوئے تجھ کو
 مری پتائی کو وہ دیکھ کر گو کہ نہ بولے
 غضب کی دی خدا نے بے ملان ناز کو طاقت
 رہا کرتی ہو صحبت گرم وان نرات غیر تو
 گزرتے جاتے ہیں سب آشا اس بحر فانی سے
 اجازت جانیکی اندر نہیں ملتی تو باہر سے
 او وہر غیر و ن کے ملنے سے تجھے فرصت لگے تو
 عجب حالت ہو اپنی کج کل بس صورت بسمل
 تو وہ لیلیٰ ہو جکا شورا ک عالم میں ہو بڑا
 ستارے رات بھر گنتے ہیں ہنڈ آتی نہیں کہو
 تماشا ہو عجب اک آج اوس قاتل کے کچے ہیں
 نہ بڑ جائے کہیں تا داغ خون پھر تھے وہاں

کلیچہ نہ کو آتا ہو جب ای قاتل تڑپتے ہیں
 ستارے آسمان پر ای مہ کامل تڑپتے ہیں
 حصول دعا مشکل ہو لا حاصل تڑپتے ہیں
 زمین بھاتی ہو جھوٹ ای قاتل تڑپتے ہیں
 یہاں ہم بستر غم پر بحث ای دل تڑپتے ہیں
 ہمیں بیٹھے ہوئے بس اک سیال تڑپتے ہیں
 کیسی دیکھ کر آرایش محفل تڑپتے ہیں
 اوہر بھی بوسہ لب کے ترے سائل تڑپتے ہیں
 تجھے ہم دیکھ کر ای رونق محفل تڑپتے ہیں
 ہزاروں صورت مجنون ہیں محل تڑپتے ہیں
 تجھے ہم یاد کر کے بس ای غافل تڑپتے ہیں
 کہیں ہوا ان تڑپتے ہیں کہیں عاقل تڑپتے ہیں
 ذرا ہتیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہیں

مسافر وہ ہیں منزل تک پہنچنا جسکا منزل ہی	قدم اوٹھنا نہیں بس کھل کر منزل تڑپتے ہیں
لگا کر تیغ محلوئیں کے قاتل مجھے یوں بولا	سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہیں قاتل تڑپتے ہیں
عجب اوس جٹ کے کپے میں تاشا دیکھتے ہیں ہم	کہیں قاتل تڑپتے ہیں کہیں قاتل تڑپتے ہیں
سنایا روں کا آگے قافلہ منزل تک پہنچا	ہمیں پیچھے فقط اسی حسرت منزل تڑپتے ہیں
لگا کر تیغ لوگوں کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا	تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قاتل تڑپتے ہیں
وہ آغوش تنہا میں نہ آئی گئے کبھی اپنی	عبث ہم جان کو دیتے ہیں حال تڑپتے ہیں

نہ سر پہ کو نہ تڑپو تم احد کسنا مرا مانو
تعلیق لاکھ ہو لیکن کہیں قاتل تڑپتے ہیں

مرتے ہیں جسکے عشق میں او سکون نہیں	آہ جگر خراش میں بالکل اثر نہیں
ہم بھی طریق مہر و مروت سے پھرتے ہیں	دل میں تھکے جلے محبت اگر نہیں
خال سیاہ یار کی الفت میں زاہدا	کافر ہوے ہیں سجدہ بُت سے خد نہیں
پوچھو نہ ابتداء شب غم کا جسرا	وہ شام ہی کہ جس کو امید سحر نہیں
دریش راہ منزل معدوم سبکو ہی	وہ کو نسی ہو روح کہ جس کو سفر نہیں

حامل کوئی نہیں ہر خطا اشتیاق کا	ای مرغِ دل سوائے تے نامہ بر نہیں
کعبہ سبھکے توڑتے ہیں دل کو اور بھی	سچ تو یہ ہوتا توں کو خدا کا بھی ڈر نہیں

ہم تو احد میں خوفِ قیامت سے بے جا	
آرام سے وہ ہیں جنہیں محشر کا ڈر نہیں	

نہیں ہر عشق میں کچھ لطف اس زمانے میں	تمام عمر گزر جاتی ہو یہاں میں
ہزار دن بیچ ہیں لفونے دن بھلائے میں	کہ بال بال ہو تکلیف غم کے کھانے میں
پیہا ہی خون جگر عسک کو پہننے کھایا ہو	اثر دیا تھا یہی میرے آبِ دانے میں
دل و جگر کی طرف دیکھو وہ کہتے ہیں	اڑتے دونوں کو ہیں ایک ہی نشانے میں
تلے دل ہو تو تم بحثِ غریبوں کا	مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے میں
جو آئے پاس ہو میرے تو پھر بلے خدا	کر نہ شرم و حیا مجھ سے منہ دکھانے میں
کہاں وہ قد کر میں لطف اسی دلبر	ملازمِ جہنم سے منہ ملائے میں
گئے جو شوق سے منتقل میں تو یہ باعثِ ہر	ہم اپنی زلیست سمجھتے ہیں رکٹانے میں
پھر کل کے طائرِ جان میں گل ہی جایگا	جو آج بھی کہیں تاخیر کی پھر آنے میں

برہنیں

رہنیں

مازمین

لانی مین

نے مین

مازمین

نے مین

نے مین

نے مین

نے مین

نے مین

وہ مرغ ہوں کہ مین صیائے فقط ڈرے
 ہراک کے سامنے تحیر سے نہ دکھو تم
 شب وصال نہ آؤ تو پھر بہیں آئیں
 پھلانا پھل کوئی جز یا س و حسرت مرنا
 تمھیں بتاؤ کہ نکو ملا بھلا کچھ بھی
 اوڑا یا خاک کو کوئے صنم سے جو تونے
 اونھیں کے تیرنگہ کا ہون میں بھی اب نہ خلی
 جو قتل کرنا ہو کیجے گلا یہ ~~خراہو~~
 تو میں بھی جانب ملک عدم روانہ ہوں
 جو گڑے روز ہوا اور گالیان بھی جتے ہو
 ہر ایک بات میں لوگوں نے جو گڑے ہو
 یہ کالے آئے ہیں پیئے کو سمجھو آبِ حیات
 نہ توڑو اسکو وگرنہ بڑگی پھر دقت

رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے میں
 لیگا آپ کو نظروں سے کیا گرائے میں
 نہ جو خوف و خطر کچھ ہائے آئے میں
 ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے میں
 ہمارے کعبہ دل کے تو یہ ڈھانے میں
 ملا جبات تھے کیا اسکے پھر اوڑانے میں
 جو قتل کرتے ہیں عالم کو اکلم اوٹھانے میں
 کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے میں
 تمھیں نہیں جو توقف یہاں جانے میں
 بتائیے تو ہو کیا فائدہ ستانے میں
 جو گڑے جا بگاڑے تیوریاں چڑھانے میں
 وہیں پر زلف نہیں آئی ہو نہانے میں
 ہمارے شیشہ دل کے تو بٹانے میں

جو پاس آنا ہمارے ہی توحید ہے اور	کرو نہ بہر خدا عذر آج آنے میں
کہا کسی نے جو عاشق کو کیوں ستاتے ہو	تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے میں
جنون نے ساتھ پھوٹا جو تے تے مرے تک	تمام عمر کٹی خاک ہی اوٹانے میں

تمام خلق میں بدنام اور ذلیل ہے
احد ملا یہی بس ہکول لگانے میں

بارگاہِ چین میں آئی بریل ہکتے ہیں	بڑا صیاد کا ہو تم نفس میں سر پہکتے ہیں
شہادت کی ہوس ہو صورت پہل چکے ہیں	ازل سے ہم بیان کو پڑھ قائل سکتے ہیں
جو وہ گل و گہی گلشن میں جاتا ہو تو پھر ہر گل	سرا پا چشمِ حسرت بنے کس حیرتے کتے ہیں
زمین پر عکس اس غریدہ کو جبکہ بڑا ہو	شعلہِ مہر کی صورت ہر اک ذرے چکتے ہیں
ہوا ثابت یہ بعضی نصلٹ سے مجھے نصیح	بڑے بہودہ گوہر میں آپ کیا ہو بکتے ہیں
چراغِ الجاؤن کا شاید ارادہ آج ہی اونکا	جو پہلو میں نہ دزدیدہ نگہ سے دلوں کے تین
پس مردن بھی میری خاک سے شاید کدہیز	جو تربتِ بربری آتے ہیں دامنِ جکتے ہیں
جوابِ بد دماغی دونوں نے غاپنا کہا کیا	دلِ غ حضرتِ ناصح پھر اہر کو دے کتے ہیں

خیال تنگ آغوشی مرا جب او کدو آہو
جو پوچھا گیان دیکھئے کیوں ہم دل کو
بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آنسوے دل
ہوئے ہیں جسے ہم اونکی کر کے چاہئے والے
خیال مے تابان ہیں جو میں بیہوش ہوں
ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کھنہ
ٹھکرا ناگ کی الفت سے غرق زلف کر بیٹھے
نزاکت کے سب سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہو
نہیں بس میں قصور شعلہ رخسار تابان کچھ
نہیں بھولے تھی نکستہ خیانت بیا بیاں کی
وہی نام خدا سے ہو ابھی عالم لڑکپن کا
اگر بیان چاک لپٹے جامہ ہستی کا ہوتا تو
وہ دم رقارہ جھاہو انھیں انداز کیا طرہ

تو اکثر تنگی جامہ سے وہ اپنی جھکتے ہیں
لگا کر اگل میں ہم یونین مانی جھکتے ہیں
ترشمنیر قاتل اور ہم دم ہر سکتے ہیں
عدم والے عدم میں تب میری اونکتے ہیں
پسینا پونچھ کر اپنا مے منہ پر چھڑکتے ہیں
پٹے سوتے ہو تم اللہ سے ہم ٹکومتے ہیں
چلے جو راہ سیدھی چھوڑ کر تواب بھکتے ہیں
جوبل کھاتی بزلت اونکی تو وہ خود بھی چلتے ہیں
جھلک اس شمعرو کی دیکھ کر ہم خود لپکتے ہیں
نچے دست نہایا کر کے وہ جھکتے ہیں
پکڑتا ہوں جو میں اس قدر ایک جھکتے ہیں
پہنکر جب قبا سے ہست وہ بیٹھ سکتے ہیں
نزاکت بھی قدم لیتی ہو جدم وہ لپکتے ہیں

گما لوگوں نے حالِ زار کو میرے تو فرمایا	کوئی پوچھے تو جا کر اونے کیوں تھے ملکتے ہیں
خدا حافظ ہو بس ابِ زندگی چند روزہ کا	تبِ فرقت کی حالت بڑھ گئی اعضا دکھتے ہیں
بنے ہیں دستِ قدرتِ سراپا نور کی صورت	ہولے مثلِ موجِ شمعِ محفل میں چمکتے ہیں

احد اس گلشنِ ایجاد میں گر غور سے دیکھو
تو بس ہنستے ہیں اس ہستی پر جو غنچے چمکتے ہیں

تجھے ملے تو خوب شد ورنہ تو جان گنوائے ہیں	در پہ تیرے تو دل میں یہ موجِ سمجھ کے آئے ہیں
بزم سے اوکی اٹھکے ہم گھر میں جیسے آئے ہیں	حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ میں اپنے آئے ہیں
ہاتھ میں تیغ لیکے تو رک گیا کیوں بنا تو سچ	قتل جو کرنا ہی تو کر کر کو تو ہم بھٹکائے ہیں
وصل ہو تجھے دیکھیں کب شوق ہی ہو دل میں	ہجر میں تجھے بارِ غم سر پہ تو ہم اٹھائے ہیں
قصہ کہنے جانے کا جانے نہ دگا ہو جو ہو	شکرِ خدا مرے یہاں بھٹے سے آپ آئے ہیں
چھپنے کا حال یہ نہیں سچ کہو کام کیا کیا	ہاتھ میں اپنے کس کا دل آپ بھلا چھپائے ہیں
عذر نہ مانے کا ہو یہ آپ میں آؤں گا وہاں	مہندی لگا کے آج وہ رنگِ نیلا جو لائے ہیں
شوق سے آگے کوئی دم آنکھ نہیں کھلے بیٹھے	غیر کی بزم سے جواب ہاں کے مٹھا اڑھائے ہیں

اپنی کمان ابرو کو کھینچنے ان تون نے پھر
جانے اذکما آنا جب آئیں جو پاس ملا
ناز کو اونکے دیکھے آئے جو خواب میں کبھی
آنا ہاے پاس جو تہ نظر نہیں ہو آج
وہ جو گئے ہیں بلغم میں لطف کچھ چھوڑ کر
اپنا کہیں یہ حال کیا جو شہ جوئے فیض سے
آئے بھلا وہ کیوں یہاں بعد فنا ہے نصیب
تجھے بتائیں چال کیا ہونا تھا جو وہ ہو گیا

دلین جگر میں سینے میں تیر گم لگائے ہیں
جلوہ ہزار بار یوں خواب میں تو دکھائے ہیں
آنکھوں میں مگر کے ایک دم خانہ دلین آئے ہیں
مہندی ہانپنے کے لیے سنتے ہیں لگائے ہیں
پھلو لوئے دلین آج وہ کو کھل چکے ہیں
دماغ کمرق دماغ کو فصل میں گل کے کھائے ہیں
جذبہ دل سے سبب قہر تک وہ آئے ہیں
ہجر میں تھے خون دل آنکھوں سے ہم ہائے ہیں

دنیا کے لوگوں کو احد دوست سمجھو تم کبھی
کوئی کہ نہیں ہوا پنا یاں جتنے ہیں سب آئے ہیں

پھنسا کر دم گیسو میں دل ایجان جہاں سو
گلے مل کر کے غیروں نے منے لوئے دامن سو
اندھیری راتیں لوئے ہیں تو نے کاروان بر سو
تپتے ہوئے ہم بستر غم پریشان بر سو
زاق بارے نکل کمان خرم کر دیا ہم کو
رہا تقدیر کی صورت کبھی بہرستان بر سو

نہ عرض حال اپنا پاکے موقع کر کے آخر
 وہ کچھ سکر کے حالِ درد و غم کہنے لگے ہنسر
 اجازت کو چہ جانان کی حاصل ہو گی تب اسکو
 ہوئی حالت مری ای ترک شوق شہادین
 کہا ہر خواب میں اکدم کہیں تجلے وہ فرمائے
 اجازت دی ہر تپے سخاں نے مری پستی کی
 تب ہر صدم کی آتش افزائی را دکھو
 مری دیوانگی سے شور زندانین رہا برپا
 پھنسی جب دام میں بلبل لگی ڈو کے یون کہنے
 قصور بوسہ لب لبس اب موقوف بد خوئی
 شفیق شرف فرماینگے محشر میں او سے لاؤ
 زکھ امید ای دل اون سے جلدی وصل ہو نیکی
 چھپاؤ کچھ نہ باتیں بسے کہنا ہو جو کچھ کھدو

ہی بن نام کے خاطر مے منہ میں زبان برسوں
 نہو گی ختم شاید آپ کی یہ دوستان برسوں
 پڑھے گز بلبل نالان گلستان بوسان برسوں
 بدین مرغ بسمل کی طرح چٹپے ہی جان برسوں
 رہا ہر نام اوس غافل کا جب مری زبان برسوں
 کیا ہر لقرش پاکامے جب استخوان برسوں
 جلیں بعد فنا بھی قبر میں پڑیاں برسوں
 نہ سوئیں چین سے اکدم بھی پڑ کر پڑیاں برسوں
 قفس میں خون ولانے کا خیال آشیان برسوں
 سنائیں گالیان تو نے مجھے اوبد زبان برسوں
 گھسانے جبین سے میرا سنگ آستان برسوں
 ابھی تو منتظر رکھیا گناہوں کا بان برسوں
 تھکے تو ہے ہیں ای تو ہم ملازداں برسوں

نہ گھراؤ دل مضطر رہے گا شادمان برسوں	کئے جاتے ہیں دنِ فرقت کے دنِ صلیب کے آئینہ
ہے شکوے گلے کچھ اونکے یسے دریاں برسوں	خدا کا لاکرے منہ دشمنوں کا جھکے باعث
ہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسوں	نہ جایگا ہمارے دل سے لطیفِ صلہ تک
کنوئیں جھکوا یگا تکو خیالِ نو خطان برسوں	پھنسو مت عشق کے پھنڈین کہتے ہیں ابھی ہم
صبا لائی اوڑا کر بوسے زلفِ یاریاں برسوں	رہا مجھوس زندانین مگر شکرِ خدا پھر بھی
زندان کی محبت بھی جھکائیگی کنواں برسوں	نہ پڑاؤ دل تو اسکی چاد میں نہ سمجھ لے تو
نہ کھائیگا سگ جان بھی سیری ہڈیاں برسوں	میں وہ مردودِ درگا و خداوندِ دو عالم ہوں
تپ ہجر صنم نے مج کو رکھا تو ان برسوں	ہوا حاصل ہی بس ہلو اس دل کے لگاتے

احد بعدِ فناء اپنے یاروں کا ہوا عالم

ملا ڈھونڈے سے تربت کا انکے پھر نشان ہوں

تو نے عشق میں ایسے رہے ہم لامکان برسوں	نہ ڈھونڈے سے ملا اپنا کہیں اصرار نشان برسوں
خیالِ زلفِ جانا نہیں ہے آشفہ جان برسوں	شریکِ دم رہا آخر یہ سوئے گراں برسوں
ہے گلشنِ ترا پھولا پھولا امی باغبان برسوں	اوٹھائے لطف کے منے سیرِ بوستان برسوں

یہ باعثِ ہر ہے غم سے جو ہم کشفِ جان برسوں
 نہ ڈھاؤ خانہ دل کو ہمارے اسی تو ہم گز
 کٹیں راتیں بہت آرام سے جب تک بھانجے
 اونچین موقعِ بین اکدن پاکے خوفِ نظر ہو کر
 تصورِ رات دن ہنسنے لگا ان شعلہ رو یونکا
 میں وہ مقول ہوں جس کے لہو کے ذائقے پھر
 گس جاناں کے منہ لڑکے تب جاکے پوچھی ہر
 تب ہر صدمہ نے کی ہر ایسی آتش افروزی
 حقیقت تب کھلے تلوے دل کے تانگی
 نہیں ملتی کہیں جگہ جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
 صفت میں جو کی ہر گیسو خوار جاناں کی
 گیارہ دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشقِ جاناں کا
 رہا وخت کا اپنے سلسلہ زندان میں بھی باقی

خرم زلف و تارینِ دل رہا اپنا نمان برسوں
 اٹھانے سے نہیں اٹھنے کا کر کے کمان برسوں
 بغل میں آگے سو اپنے وہ آرام جان برسوں
 کمال میں ابھی ترساؤ گے بوسے کہ ان برسوں
 جلا سنگی ہیں پھر آتشِ عشقِ بتان برسوں
 تری تلو ارجاں کی بس اسی قاتلِ بان برسوں
 پیسی ہیں کیلے چرخِ مین جب ہڈیاں برسوں
 جلے ہیں شمع کے مانند مقرر استخوان برسوں
 کرو تم بھی کیسکو پیار جب اسی مہربان برسوں
 ابھی شاید پھر ایسا گاہِ دورِ آسمان برسوں
 رہا او لجا ہوا اپنا کچھ اندازِ بیان برسوں
 شریکِ دم رہا ہو کر کے یہ تکلیفِ حال برسوں
 صبا لائی اوڑا کرے زلفِ باریان برسوں

ادنی آکھو نکا اشارہ مری آکھو نہ ہی	مردم دیدہ کو چہار کرون یا کرون
وعدہ وصل میں دیکھو تو درد پر احد	سوچ میں بیٹھیں اقبال کرون یا کرون

رویف واد

نئے انداز کی شوخی سے کیونیت کے خواہاں ہو	او دھرائینہ حیران ہو ادھر تم آپ حیران ہو
وہ فریاد ہیں جیسے عاشق کیسے پہچان ہو	او داس ایسے احد کیوں صورت شام غریبان ہو
دوئی ظاہر ہیں ہر ہل میں اب جہاں کاسمان ہو	شل مشہور ہر الفت میں نہ تالبتن اک جان ہو
وہی ہنس ہو کمال الفت رخ میں جج نالان ہو	اذان سے جو کوئی کعبہ میں چھا اسمان ہو
کبھی تشریف فرما خانہ دیدہ میں ای جان ہو	تماشا پیلیوں کا دیکھو گراں گھر میں مہمان ہو
جو تو صحن چمن میں ناز سے ای گل خرامان ہو	قدم لینے کو تیرے قدم شش زمان ہو
صدائے آتی ہو کیوں غفلت میں تم ای ہل شان ہو	بزمائے گل اس باغ میں دوسکے مہمان ہو
دم گریہ تصور گر حسن لہذا کا جان ہو	قیامت ہو یا لیکن غریق بحر طوفان ہو
برنگ لئے گلے راز چھپ سکنا نہیں ہے	دہن کا رنگ مضمون گرچہ غم میں بھی نہان ہو
عجب بازار الفت کا بھی اول پٹا لکھا ہو	نگاہ ہو نہیں ملے جو جس موقع میں زبان ہو

<p>رہو بندے تون کے کہنے سننے کو سلمان ہو نظر آئے وہ کیوں کر جو نظر سے آپ پناہ ہو مئے لٹے کوئی یون اور کیسکا خال مان ہو بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک سلمان ہو خدا را چپ یہ کیوں ایسا کن شہر خوشاں ہو بارک جلتے ہو جاو تھیں سیر گلستان ہو زمین پر تو ہو خدا ان آسان برق خندان ہو طلسم دہر تم اس عالم امکانین ایجاں ہو سرور دل ہو تسکین جگر ہو راحت جان ہو گھٹے کیوں غم سے جب ہنہ کما تم لو تباں ہو</p>	<p>سُوسجہ چلا میں تو کہا یہ ہنکے اوس بستے شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھ وہ ان اغیار سے ہو گرم صحبت ہم بہاں پنا یہی مطلب عیان ہی صاف خال ملے جانے نشان ملتا نہیں ملک عدم کے جاو اوکھا گزنہ چشم نرگس سے خدا محفوظ بس رکھ مقابل ابرتر کے چشم تر ہی لطف ہو جسم زمانہ تک بھی تابع آپ کی نیز گلیوں کا ہو عجبت یہ پوچھتے ہو تم کہ بتلاؤ تو ہم کیا ہیں زمین پر سے چڑھایا آسان پر کی خط بستے</p>
---	--

احد جرات پھر عین رہتے ہو تو بتلاؤ

جہاں گینو شیرنگ میں لکے پریشان ہو

پر کیا غضب ہو کہ میری طرف نظر بھی نہ

رقیب مانگے جو ہو نہ تو کچھ حذر بھی نہ

اثر ہا ہی یہی عاشقی مین کیا یارب	تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو
جو پاس آکے کہین ایک دم ٹھہ جاؤ	تو پھر مجھے کبھی درود دل و جب گری بھی نہو
بڑا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا	جو جائیں محفلِ جانان مین تو گزر بھی نہو
جو خود وہ آتے نہیں مین تو کیا غضب ہی بھلا	ہمارے نالہ جانسوز کا اثر بھی نہو
وہ کام حضرت دل تسک کو چاہیے کرنا	نہو جو نفع تو کچھ اوسین چھنسر بھی نہو
نہیں وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یہ یارب	شبِ فراق کا تنہ کا لاہو بھی نہو
جو شب کو کیسے ٹھہرنے کو تو گریٹے ہو	تمام رات نکیو نگر پھر دسترس بھی نہو

بشر بہن وہ بھی شکایت احمدیہ بجای

بشر مین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

یہ شہادت ہی تھی کیا مٹھ خشتن کی آرزو	تھی مری قسمت دیر غایہ یغزن کی آرزو
کاٹا خود اپنے گلے کو جب اوس سے کٹ کا	بڑ گئی اپنے گلے اوس یغزن کی آرزو
زندہ جاوید مجھ کو کر دیا اک مرین	زندگی آئی تھی بس کہ یغزن کی آرزو
یہ بھکر کسے سر چاہیئے سیری لاش سے	روئی ہو کیا کیسا بلکہ یغزن کی آرزو

عشقِ ابرو بے سبب دلیں نہیں اپنے ہوا
سر کے جب تک سرِ بجا نگہی نہو گی غلطی
اس قدر شوقِ شہادت ہو کے اگر قتل وہ
خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہوں
میں نہ آتا بھوکو بھی جانِ پستی کبھی
سرفروشی کا بھی پر خاتمہ ہو سو چلے
پھر میں زندہ ہوں کسے وہ قتل یہ ہر انتظار
جب چلا قتل کی جانب میں تو ہمدردی نشی
قتل اکون ہو گا اب شک میں نہ لے سکے
ابرو قاتل کا اب رہنے لگا مجھ کو خیال
دم نہ سکے رات دن تڑپا کر دہن خاک
قتل ہونے پر میں آمادہ ہوں اور کسو پر گریز
مکڑے مکڑے لاش ہو میرا وہاں کی مٹی ہو

بنکے آئی ہو قضا اوس تیغزن کی آرزو
ہو گلے کا یا اپنے تیغزن کی آرزو
روح بجا لے ابھی اوس تیغزن کی آرزو
وے حسرتِ خوب نکلی تیغزن کی آرزو
کیجھنچ لائی ہو عدم سے تیغزن کی آرزو
رخ کر گئی پھر کدھر اوس تیغزن کی آرزو
تکتی ہو حسرت سے مجھ کو تیغزن کی آرزو
اتنی لینے کو مرے اوس تیغزن کی آرزو
بنگنی قسمت میری اوس تیغزن کی آرزو
گھر لگی کرنے ہو دلیں تیغزن کی آرزو
اب یہی شاید کہ ہو اوس تیغزن کی آرزو
کم ہو میری آرزو سے تیغزن کی آرزو
بانی ہو کیا کیا ابھی تک تیغزن کی آرزو

نہ بھی نہو
گر بھی نہو
لذ بھی نہو
شر بھی نہو
ر بھی نہو
س بھی نہو
بھی نہو
آرزو
آرزو
آرزو
آرزو

وہ قاتل ابرو خمار ہون میں ای واحد
مدتوں رو گئی محب کو تیغرن کی آرزو

ای جنون نگلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو	رگہئی غربت میں رُور و کر وطن کی آرزو
مر گیا میں اسکی گردش کا مزا جانا را	ملگئی سب خاک میں چرخ کُن کی آرزو
پہل لگا تلوار کا نخل تنہا میں مرے	خوب نکلی بوسہ سیب ذقن کی آرزو
پانی دیتا میں رہون یہ پاؤں کور کر اگر	مرتے مرتے تک تھی یہ زخم کُن کی آرزو
اس سمجھ پر تیری ای پر فلک تھر پڑیں	خاک میں تونے ملائی کو کُن کی آرزو
نامرادی کہتی ہو کیا ہوش و صلت اگر	بن کہیں بجاؤں اور ہٹا لشکر کی آرزو
شمع و کو حال سوز دل جو لکھنا ہو مجھے	ہو سوا دو دو شمع بچن کی آرزو
بلغ میں جائے تو دھو دھو بانو کو تھر پیڑ	مدتوں سے ہر ہر مرغان جہن کی آرزو
ای جنون دشت جنون بن ہنری مٹی غریب	مجموعہ غربت میں نہیں غل و کفن کی آرزو
انکیت زلف معین بن گئی بھو لو نہیں آج	خوب برائی عروسان جہن کی آرزو
سر سے پانک آتش فرقت نے پھونکا ہو	بن گیا ہون آج شمع بچن کی آرزو

<p>تو بہ تو بہ یہ ہو اوس تو بہ شکن کی آرزو خاک اور ایگی یہاں بسوٹن کی آرزو ہو خطا یہ ہو جو تاتا ر وختن کی آرزو نامرادی نگلی پیاں شکن کی آرزو بیکسی بکر کے آئی ہو وطن کی آرزو جان پر کھلی ہوئی ہو کو بکن کی آرزو باقی ہوا اتنی ابھی چسپن کن کی آرزو خاک بھلگی اسیران کن کی آرزو</p>	<p>بندگی بھی کیجیہ سجدہ بھی آکر کیجیہ دشت غربت میں مائیں کر کیں تو ہون زلف کے سوسے میں ہا دل پریشان چاڑھی وصل ہو گا خاک جہرست بھلا بھلا کی کیا وادی غربت میں بھی اسے بچھوڑا پناہ وصل شیریں ہونہیں تو جان ہی فتنہ دربر کرنا پریشان کر کے میری خاک کو جب یہی ہو حکم ہو دروازہ زندان بھی نہ</p>
---	---

<p>وادی غربت میں اپنی بیکسی سے ادا ہوئی ہو کیا کیا پلٹ کر کے وطن کی آرزو</p>

<p>غواش رخ ہون زلف شکن کی آرزو بیکسی نامرادی ساتھ اب چھوڑ بگی کیا کون کتنا ہو کہ آنکھیں مٹی صید لگن ہنیز دیرو کہے میں ہون شیخ و بہن کی آرزو غلام غربت بھگی صبح وطن کی آرزو اوس نگاہ آہو کش کہ ہو ہرن کی آرزو</p>

ن کی آرزو
 ن کی آرزو
 کی آرزو
 ن کی آرزو
 کی آرزو
 کی آرزو
 کی آرزو
 کی آرزو
 کی آرزو
 کی آرزو

باغین اکدن ہگل بھولے سے آجائے کہیں
 خاک ہونا ہی مال کا ہو جیسا ہر فلک
 بیکسی نے مجھ کو غربت میں یہ بیکس کو دیا
 سوز و گریہ مثل میٹھے چپیسے عاشق میں ہو
 نکمہ گیسو اوڑا کر کے کہیں لائے صبا
 کیونکہ غربت میں ہے ہر دم وطن کا اب خیال
 تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
 جب یہ سمجھے ہم کہ اک خاک میں بیگانگی
 نامرادی لے مراد میں تیری سب سے ہی ہو پزیر
 تو وہ شیریں ہو کہ تیرے شوق میں بعد فنا
 وعدہ کر کے وصل کا خود منحرف ہو گیا
 ہو بہا بلوغ کی بھی آنکھ فرش راہ آج
 دفن ہوں گلشن میں ایسی صبا وہم بعد فنا

ہو یہ مدت سے عروسان چین کی آرزو
 کسلیے آخر کرین تجھے کفن کی آرزو
 رو رہی ہو اپنی قسمت کو وطن کی آرزو
 ہو یہی مدت سے شمع انجمن کی آرزو
 ایک مدت سے ہو یہ مشک ختن کی آرزو
 جنگلی یاد وطن اہل وطن کی آرزو
 آنکھ فرشتہ ہے ہو یہ ہرن کی آرزو
 خاک پھر غل کی ہو یا گھنڈن کی آرزو
 قبر میں ہو یا تون لٹکائے کفن کی آرزو
 سر کو لپٹے بھوڑنی ہو کو کہن کی آرزو
 جنگلی قسمت مری جان شکر کی آرزو
 جانے کس گل کہ ہو سیر چین کی آرزو
 ہو فقط اتنی اسیران چین کی آرزو

بوسہ رخسار مانگا تو لگا کئے وہ شوخ

پہلے منہ نہواؤ تو نکلے دہن کی آرزو

ایک دن بھولے سے جانکلا جو سیر باغ کو

بڑے گل میں بس گئی اوس گلبدین کی آرزو

آج زاہد بھی ہے بدست پی پیکر شراب

خوب نکلی ساقی تو بہ شکن کی آرزو

قدردانانِ سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے

یہاں کرین ابائی احمد ہم کسب فن کی آرزو

رویف های هوز

وکیست اہواج کل وہ شوخ اکثر آئینہ

ہو رہا ہے وقت کا اپنے کندراہینہ

خوب حیران صورت اصلی کو ہوتا دیکھ کر

کاش لیجاتا کہ میں بھی کندر آئینہ

یہ حکم کے جلوہ ہے صلح روزِ ازل

هونکيون حيران نڀاري ڪندڙ آينه

ہم بد کے واسطے مقصود خود بینی نہیں

ہم ہین سمجھے اپنے دکھ کو اور کھنڈا آئینہ

ہونگے انسان دیکھ کر وہ بین اگر ہوتی خبر

وڑ دیتا ہاتھ سے اپنے کندر آئینہ

یہ کہتے ہیں غور سے کیا آپ اب اسکی طرف

دشاد وقت ہوا اور ہی کند آینه

عاش مجاہد تو کہدیا تون کو تو نے کیون

رویا خود بین بنا کر اسم کند آینه

ہر من اک آئینہ رکھ دینا تھا اسکی ضرور

یکہ لیتا بعد مردن بھی کند آئے

اسطح اقلیم دل پر کج حکومت تھی بھلا	کر دیا ہنسنے دکھا کر کے سکندر آئینہ
رکھ دیا ہوتا کسی نے تو کھدین بعد مرگ	دیکھ لیتا چشمِ حشر سے سکندر آئینہ
ای تو خود بینی پر اثر اتنا یہ اچھا نہیں	لگایا آئینہ بنا کر کے سکندر آئینہ
تو وہ نا ہنشاہ ملکِ حسن ہی ہوتا گر	باتھ میں لیکر کے دکھلاتا سکندر آئینہ
دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورتِ بعد مرگ	لیگایا ہوتا کفن میں گر سکندر آئینہ
صورتِ خالق ہو اس میں اور میں صورتِ خلق کی	صورتِ دل ہو نہیں سکتا سکندر آئینہ

ای احد رہتا ہی ہر دم روئے سے یار

اندون رکھتا ہی کیا بخت سکندر آئینہ

نیک ہو یا بد نہیں ہی کہنے پرور آئینہ	رد برو ہو کر کے کس دیتا ہی منہ پر آئینہ
مہربان وہ گلبدن ہی اب تو بھیر آئینہ	واسنِ نظارہ میں بھڑے گل تر آئینہ
اس ادا سے تو نے دیکھا افسوسِ فکر آئینہ	رگیا ہی چشمِ شوق دید بھکر آئینہ
لیگیا تھا خطِ مراوان پر تو رخسار سے	بکے آبا سائے بالِ کبوتر آئینہ
یہ نہیں ہی جلوہ دل از دل میں جلوہ گر	ہو گیا ہی پر تو رخ سے منور آئینہ

دیکھے گا کب تک آخر بندہ پرور آئینہ	انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہو یا نہیں
دیکھنے کو آئی ہو زلفِ مغرب آئینہ	بے سبب زلفِ سیاہ یا پرچہ پر نہیں
آئینے کو رازتا ہو دیکھو تپسہ آئینہ	سنگونی سے ترادل توڑتا ہو دل مرا
ایک جاہلین متعجب خورشید و اختر آئینہ	سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھیں اس کو آپ
آسمان سے مہر و مہ آ جاہلین نگر آئینہ	تو وہ ہو خورشید و گرد و گدے کا شوق ہو
منہ چھپائے مجھے خود پر دین ہو کر آئینہ	بے نصیب ایسا ہونہیں چاہوں جو آرائش کبھی
لڑا ہو کج کل تیرا مقدر آئینہ	بار کی اٹھون پہرتے لڑی ہتی ہو آنکھ
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ تپسہ آئینہ	دیکھنے کو کدو دیکھے کون اس کی شان ہو
آپ لیتے ہیں تو لین اس کو سمجھ آئینہ	سنگدل ہونا کیسا کیلے دل اچھا نہیں
دل کا میرے گربنائیں اہل محشر آئینہ	بے تردد صورتِ اعمال کو سب دیکھ لیں
کر لیا ہو ایک طوطی نے مسخر آئینہ	بہرہ خط یہ نہ سمجھو رو سے تابان کے ہو گز

وہ صفائی ہو یا نہیں میرے دیوان کو ۴۰

شاہد حسنی کا بھنگے مسخر آئینہ

وصل میں ٹوٹے نہ لڑکر سینہ ہو کر آئینہ
 تجھے رخ کے آگے جہنما ہو شہد آئینہ
 ناز سے دیکھا ہو کس نے آج رکھ کر آئینہ
 جھڑپ رخ آپکا ہوا وسط ہوجائے یہ
 ہاتھ سے اس کے چاب خط جو بازو پر بندھا
 سقف ہو دیوار ہو در ہو زمین صحن ہو
 تو نے دیکھا ہو نگاہ تیرے جو اس کو آج
 دیکھ کر کے جلوہ رخ را کو حیران ہو نہیں
 ہو تھکے رو برو منہ کے بجلائے منہ کہاں
 دیکھتے ہی دیکھتے خود ہنسنے خود دین کیا
 عشق کس آئینہ زو سے اس کو ہو حیران ہو نہیں
 اس قدر خود بینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے
 جب نہوا و بین صفائی صورت لدا ریا

دل سے کیسے گا فرا پہلو بچا کر آئینہ
 دل چڑا لیتا ہو کچھ پہلو بچا کر آئینہ
 بن گیا ہو دید کی صورت سرا سر آئینہ
 دل کا میرے گربنای بندہ ہو آئینہ
 ہو گیا از خود ہی بازو سے کہو تر آئینہ
 کرتی ہو ہر شو کو وہ چشم فسوں گر آئینہ
 کا پتا ہو رعب سے نخل میں تھر تھر آئینہ
 ہو گیا ہو محو جرت کیوں سرا سر آئینہ
 لیکے منہ تو دیکھلے خوشی شہد محشر آئینہ
 ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آئینہ
 جتو میں پھرا ہو کس کی گھبراہٹ آئینہ
 دیکھنا ابچا نہیں ہر دم سگر آئینہ
 منہ کی کیوں کھائے نہ پیش لب و لبر آئینہ

سبز خط کا نوہو چہرہ پر نور پر	ابو طوطی دیکھے گا ابرو پر وراہ
کچھ زمانہ ہو عجب جھٹلے اپنے ہن	زنگ ہن یہ بیٹھ بیٹھ اور نہ پرائے
ریشک سے اس بات کے یہ ہو مقابل ہن	کر رہا ہو ای پر پرو کا خجبر آہ
سانے آہنے کے بیٹھا ہو وہ حیران ہن	عکس ابرو یہ ہو یا باندھے ہو خجبر آہ
دیکھ کر کے آہ نہ کہنے لگے دیکھو احد	
ٹوٹتا ہو کیا مڑے اوپر ہی اوپر آہ	
دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آہ	صورت غنچہ ابھی مٹھی میں لے زراہ
دل سے میرے آپ بخش کا اگر چھین ب	تو کہدورت زور ہو جائے بنگر آہ
صاف طینت وہ ہن گرائے کہدورت بھی ب	بنکے جائے ایک دم میں یا نہ جوہر آہ
تو وہ دست ناز ہو پینے کی خواہش ہو گر	ہاتھ میں بنجائے تیرے آپ ساغر آہ
دیکھ کر کے عکس ابرو آہ میں کہتے ہن	خوب باندھی تو نے شمشیر دو ہیکر آہ
تو وہ بحر حسن ہو کستی ہن جو حین لک کی	آگئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آہ
تو وہ دست ناز ہو رکھ دے کہیں گرائے	شیشہ بنجائے ابھی دست ہو پر آہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

راہ

دیکھنے سے میرے اونکے دل میں آیا ہو غبار	گرد و امانِ نگہ سے ہو مگر آئینہ
عشق ہو مجھ کو جو اسکے سینہٴ شفا سے	خواب میں یوں دیکھتا ہوں شبِ آئینہ
سامنے آئینے کے بیٹھا ہو وہ حیران ہو نیز	عکسِ برویہ ہو یا بانہے ہو خیر آئینہ

اس صفائیِ بیان پر کیون سمجھیں احوال

صفیہ و دیوان کو یہ سہرِ سخنور آئینہ

تھی دل میں جو یادِ برو و خدا ہمیشہ	پہلو میں چلا کی مے تلوار ہمیشہ
خونِ نری پر قاتل کی مالِ طبیعت	بانہے رہا طفلی میں بھی تلوار ہمیشہ
گردنِ نہیں یہ نگہِ ناز ہو جو گلے	قاتل ہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ
ابرو کا تصویر کبھی جاتا نہیں مجھے	رکھتا ہوں میں دل میں تری تلوار ہمیشہ
حسرتِ زود وہ ہوں جو کینِ قتل کی جا	منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ
تیغِ نگہِ ناز سے کشتہ نہ ہوا میں	رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ
وہ گرمِ طبیعت ہوں کیا قاتلِ قاتل	خون تھو کے گی سنسے تری تلوار ہمیشہ
ابرو کو بنا کر تے صلح نہ کیا خواہ	خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

آئینہ
آئینہ
آئینہ

وہ سختی جان ہو کہ دم قتل عزیز و
منشی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل
وہ گریبان ہو قاتل مین اگر قتل کسے گا
کیا جانے کیا ہو کہ گلوے رگ جان
وہ سختی جان ہو کہ نہیں قتل جو ہوتا
خون گرم رگ جان کا بہت ہو مری قاتل
انداز پہا بانہ جو مرغوب ہو او کو
ویران جہان کے فقط گنج شہیدان
خون کرنے سے ناحق کے شہر مند ہوئی ہو
قاتل ہو مے مردم دیدہ کی یہ خوش
حسرت رہی مجکو نہ کیا نے کبھی قتل
جسپر ٹپنی وہ ملک عدم کو ہوا رہی
چڑھ جاتا ہو قاتل مین دم کا بھی دم قتل

منہ پھیر لیا کرتی ہو تلو ارہیشہ
بس خاک ہی چائا کی تلو ارہیشہ
خون روئگی قاتل تری تلو ارہیشہ
رکھتی ہو گلا وٹ تری تلو ارہیشہ
کھا جاتی ہو منہ کی تری تلو ارہیشہ
ڈر ہو کہ نہ ترے پے کہین تلو ارہیشہ
باندھے ہوئے سہتے ہیں تلو ارہیشہ
آباد کر گئی تری تلو ارہیشہ
سر نیچے کیے رہتی ہو تلو ارہیشہ
آنکھوں میں ہے آگے یہ تلو ارہیشہ
غیر وں پر ہی تیرے تلو ارہیشہ
ہو برق اجل آپکی تلو ارہیشہ
چلتی ہو جوڑک ٹک کے یہ تلو ارہیشہ

<p>مقتل میں نشان رہی تلوار ہمیشہ رقار بدل کر تری تلوار ہمیشہ دم بھرتی ہو قاتل تھی تلوار ہمیشہ قبضے میں قضا کے ہو یہ تلوار ہمیشہ چلتی ہو احد اپنی یہ تلوار ہمیشہ</p>	<p>خون کرنے سے ناحق کے ملاپل ہی قاتل مقتل میں جین لیتا ہوں چلتی ہو قاتل مقتول فاپیشہ تھا الفت کا ہاری قاتل کے نہیں اتھر میں ہو دست اجل وہ بیت بان ہو نہیں کہ میدان سخن</p>
<p>وہ کشتہ احد ہوں کہ عوض بھو لو کے قاتل تربت پر چڑھا جاتے ہیں تلوار ہمیشہ</p>	
<p>جان لیتی رہی حسرت دیدار ہمیشہ کعبہ اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ کافر اسے سمجھا کر بن دیندار ہمیشہ ملتی نہیں یون دست دیدار ہمیشہ باقی رہے یہ گرسے بازار ہمیشہ سکتے ہیں تھے اتھر خریدار ہمیشہ</p>	<p>پرٹے میں رہا جلوہ رخسار ہمیشہ اندے جاہ حرم سے نور ایسے فتح صاف ہو خال کی جا نہ دیکھنے کتا ہوں تو کہتے ہیں ہنکر آئندہ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا وہ غیرت یوسف تو ہو بازار جا نہیں</p>

<p> سوجان سے یوسف ہو خریدار ہمیشہ بحسبلی ہی رہی ہو نگہ یار ہمیشہ آنکھوں میں پھر اکی نگہ یار ہمیشہ سبھا کیے وہ سایہ دیوار ہمیشہ کرتی ہو پیا آپ کی رفتار ہمیشہ خون کرتی رہی شوخی رفتار ہمیشہ ہر فتنہ محشر تری رفتار ہمیشہ آغوش تنہا را گلزار ہمیشہ پھٹ پھٹ گئے ہیں اس گیسار ہمیشہ میں خاک نشین سایہ دیوار ہمیشہ رکھتے ہیں عصا مردم بیمار ہمیشہ </p>	<p> ہو حسن ترار و فنی بازار کبھی گر اس خرمن مہتی کے جلنے کو ہمارے آئندہ رمی تاثیر نظر تادم مردن حالت ہوئی افتادگی میں شخص سے ایسی عالم میں جدھر دیکھو بس اک فتنہ محشر پانوں میں جو ملے کا حنا کے تھا اونھیں نشو عالم میں پیا شور نہ کیونکر ہو مرد جان آمد کی خراو گل رعنا تری سنکر آئندہ رمی وحشت میں مری دست دراز دنیا میں جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے سرے کا نہ دُہنا لہ ہو کیوں آنکھوں میں لگی </p>
<p> معتوق احمد خوبی قیمت سے جو دیکھو ملتے ہی ہے مجھ کو ستمگار ہمیشہ </p>	

ہو قنہ محشر تری رفتار ہمیشہ
 دیکھو تو ذرا سختی بخت دم وصل
 جو کوئی گیا باد شہ وقت ہوا وہ
 سو گھانا کبھی ہڈی کو اکرمی اوسنے
 نالے نہیں کرتے ہیں ترے عاشق کاکل
 وہ وحشی ہوں فرق بین جو روتا ہوں تو نہ
 تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوجا
 وحشت زدہ وہ تھا میں کہ بھاگ کیا مجھے
 لمبا لے کہین مجھ کو تو یہ پوچھو نہیں اوس
 ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہیں نہ کمانا
 تاعمر را سلسلہ سخن پرستی
 کچھ فرق نہیں حاضر و غائب میں سمجھنا
 ہر وصل کی شب بربط لب دیجے مجھ کو

دل لیتی ہو بازیب کی جھنکار ہمیشہ
 سو جاتے ہیں یہ دیدہ بیدار ہمیشہ
 ہو غفل ہما سایہ دیوار ہمیشہ
 نفرت ہی را کرتا ساگتے ہر ہمیشہ
 کستی ہو یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ
 رکھ لیتا ہوں میں دامن کسار ہمیشہ
 جس جا پہ ہے سایہ دیوار ہمیشہ
 وحشی کی طرح سایہ دیوار ہمیشہ
 رہتا ہو کمان اوبت عمار ہمیشہ
 ایذا میں ہے اوبت عمار ہمیشہ
 ڈھونڈ جا کیے معشوق طحطا ہمیشہ
 ہو پیش نظر صورت لدار ہمیشہ
 رشتہ نہ یوں کیجئے انکار ہمیشہ

کار ہمیشہ	کس منہ سے زبانے میں کون شکوہ بیلو	پہلو میں دل اونکا ہو طرہ فدا ہمیشہ
ار ہمیشہ	پتھر اکٹبن یاں وتے ہی وتے مری آنکھیں	لیکن رہا تھ رہی دل یار ہمیشہ
ار ہمیشہ	ہم نیک کرین جان جہان یا کہ کرین بد	بر آپ کے آگے ہین گنہگار ہمیشہ
ار ہمیشہ	ہو آسرا یاں اور دان آپھی کا حضرت	چھوڑ گیکانہ داسن یہ گنہگار ہمیشہ
ار ہمیشہ	فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جا کر	
ار ہمیشہ	سنتا ہوں کہ سہتے ہین وہ بیمار ہمیشہ	
ار ہمیشہ	حسرت دینا رہی دینا کے ساتھ	ہم ہوئے اعمال اور عقبا کے ساتھ
ار ہمیشہ	مہر ہو باطنم ہو شکوہ نہیں	جا کے بھی ہین ساتھ ادویجا کے ساتھ
ہمیشہ	گھر میں وہ اپنے گئے یاں گہی	آرزوے و نقش پا کے ساتھ
ہمیشہ	جب کہا لنگے بلاے زلف کو	بوئے بکجاؤ گے اس سودا کے ساتھ
ار ہمیشہ	اس قدر رویا من راقی یار میں	بہ چلے آنسو مے دریا کے ساتھ
ار ہمیشہ	بل نہیں بڑتا فرا اس میں کبھی	کام ہوتا ہو جو کچھ شہر اس کے ساتھ
ار ہمیشہ	زلف کا لینا نہ سمجھ سہل ہو	جان بکجاتی ہو اس سودا کے ساتھ

جب نہ ساتھ اس بے مین کچھ چل سکا دل ہراک سبز ویسے لیتا ہے آج تم نہ سر بک بک پھر ادو اعظو چھوڑا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا ہو ابھی نام خدا نادان گر	رگیا بس چھٹ کے نقش پا کے ساتھ یہ خدا کا فیض ہو صحرا کے ساتھ جان جاگی بت ترسا کے ساتھ عشق ہو جب رخ زیبا کے ساتھ دانا بناتا ہو وہ دانا کے ساتھ
--	--

چھوڑ کر کہے کو بس اب ادا
چلے تھانے بت ترسا کے ساتھ

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہو تنے نیچے ابر و خمار کو دکھلا کے دھکتے ہن کج قتل کر ڈالو جسے چاہو ننگا دنازے دیکھتے ہی موت کو بھی موت اکڑا لگی قتل کن جرم کا ہو آج پھر نہ نظر یہ اشارہ ہو گلے کو کا لکر مر جائیے	کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہو تنے نیچے اسطرح کا بھی کہیں دیکھا ہو تنے نیچے پایا ادا برو کمان اچھا ہو تنے نیچے کس اداسے بار یہ بانڈھا ہو تنے نیچے سچ کو کس کے لیے بانڈھا ہو تنے نیچے خفا کے بت اسے بھجا ہو تنے نیچے
--	--

رویف

۱۷۷

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کلمہ نمبر

میں نے

میں

...



کس قدر چھوٹی سیجھ ہو صدقے میں اس فہم کے

تیغ ابرو کو احد سجھا کر تے نیچے

رویفٹ می تحمانی

صد ہجرت دناک ایسی ہے شور و شیون کی

بیانِ دوست کیا چاتی پھیلتی حاتی ہر دشمن کی

عیانِ دے گروے تجلیِ وے روشن کی

سگاہ دیدین صورت کھنچے بیاختہ پن کی

غضب کے تی ہو یا وہی شکایت خیر فرما

نہی کہات بھراؤ مشفق من آئے من کی

وہ تو میرے ایک بول کے پیدا کی کہ نہ ہو

اور اس حوالے سے روشنی رشتہ و فروع

نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اور نسخہ ہے۔

کے مرنے کے لئے جس کے لئے یہ ہے

ہیں یو جا روزون بھلے ہیں ارخو

چین پر دوسرے پیمان سی این بنی

کیلی حسرتِ دل دلیھے اب یوں نکلتی ہے

یہ فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۸۵۷ء میں شہرہ شہرہ کی

تو وہ گل ہوا اگر گلشنِ مینجھولے سے قدم رکھے

بہارِ خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی

جہانگت زبانی وہ کرین شکوہ نہیں اسکا

وہ خود مجبور ہیں جاتی نہیں جاوت لڑکپن کی

گلہ میں یکے انگریزی کو باہر ڈالتے ہیں

زیادہ عمر یارب اور ہو یا خستہ پن کی

ساموگ حکم یکم تا یکم یکم

تفاز اگر اساطفہ: یہ دہرہ چھوڑ کر

مینہ دیوانہ ہوں پائین پائین کے نہیں پاتی یہ جذب عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بول سوالِ پوسہ پر جھنکا کے جو آتا ہو کتے ہیں اسی سے مرنے والے انکے جی اٹھتے ہیں حیرت ہو جو مر جاتے ہیں ٹھوکرے جلا دیتی ہو یہ او کو کجی بل بے یہ ہر شانے سے بل کا نہیں جاتا وہ بولے آکے تہلا و احد یہ باجرا کیا ہو بھلا طبع رسا کیا باندھ لائے خاک مضمون کو	بنا کر ڈال دیجاتی ہو اک زنجیرِ مومن کی خدا را اب نہ غمزہ کیجیے کہتے کتبے سن کی ابھی نام خدا تو بھی نہیں لی لڑا کین کی یہ روحِ مردگان ہو یا ہوا یا رب ہو ان کی دوم اعجاز رکھتی ہو ہوا کیا تیرے دہن کی تھاری لف جب کیوں لبا کرتی ہو بچن کی کہ جیسے آمد آمد ہو کیلے گھر مین دوسن کی زمین شعر ہی جب نہ اپنے او احد سن کی
---	---

احد بزم سخن میں فیض آتش سے جھلنے ہیں

و کھاتے ہیں اکثر روشنی ہم طبع روشن کی

سحر کو گھر میں تھے روشنی سے بے روشن کی بہانیں کیوں بھلا شہرت نام طبعِ مانگن کی برکات کی تنہا یا رنگی سن ہی مین سن کی	سرا پا مطلع خورشید کی صورت ہو روشن کی بیاض صبحِ مشرق کی بجلی سے روشن کی نگہ دیکھیں نہ صبر پرتی ہو کتنے جی حق کی
--	---

نومن کی
بے سن کی
ڈپکن کی
ڈوان کی
ان کی
بھین کی
ن کی
ن کی
ن کی
کی
کی

تجلی بخش دلیں کل ہوا وں جلوہ افکن کی
ترنخو سکنے کی تحسرت دلیں ہوا قاتل
لب کو رزیدونے صدا آئی ہو کا نو نہیں
وہم آخر ہونی حامل است سخت جانی سے
برنگ حضرت ہوسی مجھے آما ہو خوش اس سے
حرم میں چشم بدو آہوین خمی ترپتے ہیں
تھائے دے انور پر نہیں عالم یہ بینی کا
غبار اس منشت تنابعد مردن ہوں
رقیب او کو ادبھائے پھرتا ہو سیر گستاخو
جدہ دیکھو صفین بانٹے کھڑے آہوین صحرائین
مقام نہیں عبرت کی جا ہو ہوشیار و نکو
وہ بلبل ہوں جس سے جب کسی میں ڈھکڑکھلا
ہٹائے خرمن ہستی پر اک بکلی گری آخر

عجبت خاہ کبھ میں ہئے شمع روشن کی
ازل سے چکپان لپٹی ہو رگ تھک پئی نون کی
لحد میں دھیمان اوڑتی ہیں کیا پراہن تن کی
کٹی ٹھنیر قاتل سے نرگ جہان پی گردن کی
نجلی طور کی ہو کیا تجلی دے روشن کی
نگہ دیکھو تو آہو کش ہو کیا اوجھ افکن کی
چراغ طور نے پائی ہو شی صبح روشن کی
کر دی جتھو سرگشتہ کیا کیا شمع پرفن کی
نصیب بستان انہو زدن بنائی ہو دشمن کی
نہیں معلوم آہو کہ ہو کس صیدا افکن کی
خبر بعد فنا ہوتی نہیں آسائش تن کی
منانے کے لیے سہے ہما تائی ہو گلشن کی
وہم گرہ جو یاد آئی تھلی مس شوخ بڑن کی

<p>تکلف بھی بلائیں لیتا ہی بیباقتہ پن کی غضب کی خانہ بربادی مٹی بخارہ تن کی حقیقت میں اگر جنون پر تین دین بھی بن کی</p>	<p>بناوٹ تک تصدق آپ کی اس دلی پر ہو پس مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کتنی ہو کہا گوگون نے دیوانے احد بھی ہیں تو فرمایا</p>
---	--

احد وہ رحم دل ہو جن کی فکر و ستان کیا ہو
 گوارا قلب کے ہوتی نہیں تکلیف دشمن کی

<p>ڈال دیتے ہیں گلے میں ہاتھ شرماتے ہوئے نا لہاے دل بھی مکھلے دلیں بختاتے ہوئے جی چراتا ہوں میں اپنے پن بھی کتے ہوئے خواب میں بھی وہ جھپکے ہیں تیرا آتے ہوئے اوں گاہ ناز یہ سفایاں آتے ہوئے ایک ت ہو گئی تلووں کوں کس سلاتے ہوئے بجلیاں کا زنگی کیوں چلتے ہو پاتے ہوئے سترہ دوپٹے سے چھپاتے ہیں شرماتے ہوئے</p>	<p>دیکھتے ہیں پیار میں جب مجھ کو بکاتے ہوئے دیکھو دست مجھ کو رنج و غم کھاتے ہوئے بڑھکے ہنسا رہے غفلت میں نہ حاصل ہوا اس قدر میری طرف سے بگانی ہو انھیں دل ہو اجروح جان پر پنگنی دم چڑھ گیا اگر جنون پہل مجھے خارِ بخیلان کی نظر بالے آخر کیوں تو بالاکیا کرتے ہو تم خواب میں وہ دیکھتے ہیں جب می بیباکیاں</p>
--	--

خستہ پن کی
بازن تن کی
بھی بن کی

غم نہیں اسکا کرم درکار ہو ہر حال میں انتہائے ظلم بھی ہو آخر کی جانِ جہان مرجا کی طالعِ خستہ ہمارے مرجا دل نہ باز آیا سر زلفِ تانے امی احد	گہری کو گنتی نہیں کچھ دیر جاتے ہوے ایک دم ہو گئی ہیر ستم ڈھاتے ہوے صبح او کو پاس سے ہو گئی آتے ہوے ایک دم ہو گئی ہو اسکو سمجھاتے ہوے
--	---

اسقدر آلودہ نصیبان ہوا ہوں امی احد
پاس آئی گئے فشتے پر شرماتے ہوے

رخ تابا نے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے باغ میں چلیے رقیون کو رو لاتے چلیے امشادات کی نہ جان باز نہیں حسرتِ رجاء آپ چلتے ہیں مے گھر میں نہ بخت کر مکھو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے آپ سے کرتے ہیں ایسا سحرِ بجا اب ہوا جاتا ہی پامال زمانہ صاحب	جلوہ عارض پر نور دکھاتے چلیے غنچہ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے تغ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے کوئی بتا بھی رقیون کو سنا تے چلیے قصہ درد و الم اپنا سنا تے چلیے گالیان او کو بھی دو چراتے چلیے ناز سے یوں نہ قدم اپنا اٹھاتے چلیے
--	--

اتے ہوے

پاتے ہوے

اتے ہوے

تے ہوے

تے ہوے

تے ہوے

تے ہوے

تے ہوے

گریحائے زمان آہے ہیں صاحب
 رونق افروز مرے گھر ہو جائے ہوا دھرم
 جب کبھی مین تے کوچے کی طرف چلتا ہوں
 بوسہ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے
 آئے وہ میری عبادت کو لگا کئے یہ ناز
 بلخ مین آئے ہو دکھلا کے بہار عارض
 یہ اشارہ ہو نزاکت سے بوقت رفتار
 ضعف سے منزل ہستی پہنچے ہن کبے
 آئے ہو قبر پر عاشق کی تو لازم ہو تعین
 بیٹھے نخل مین مین جی مین ہی ہوا کے
 وقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
 پیکر ذات مرید کے یہ ادا پر عاشق
 چشمہ دور نظر ہو نہ لگ جائے کہین

کشتہ باز کو ٹھوکر سے چلاتے چلے
 بخت خوابیدہ کو سیسے بھی جگاتے چلے
 دل یہ کتا ہو ذرا پاؤں اوٹھاتے چلے
 تھوڑی باتوں پر نیون آنکھ چراتے چلے
 دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلے
 گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی چکاتے چلے
 ہاتھ باز و مین ذرا آپ لگاتے چلے
 قافلہ دلو مین بھی تو اوٹھاتے چلے
 اپنے سر کی کوئی چادر بھی چٹھاتے چلے
 دل جو لہجائے کیسا تو چراتے چلے
 ہڈیاں بھی لگ جاتا کو کھلاتے چلے
 لب لعلین کو زندہ اتونے دباتے چلے
 بلخ مین آنکھ نہ زگر گس کو دکھاتے چلے

مازاو نئے ہی کتا ہی بوقت رقرار	چال وہ چلیے کہ نظر نہیں سالتے چلیے
مر گیا حسرت پامالی ابھی باقی ہو	میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے
خاک پاکو یہی جی میں ہو اٹھا کر اوکئی	سرے کی طرح آکھوئیں لگاتے چلیے
دشت غربت سے پھرا نا جو سمجھے ہو	تو دریا سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے

خوش ہے راہ میں وہ مجھے تو بولے ہنسکر	اپنے سینے سے احد جھکوا گاتے چلیے
--------------------------------------	----------------------------------

چاہنے سے کہا میں نے تو بھلا مٹا ہو	کہا میں تو نہیں سننا ہوں خدا مٹا ہو
سکرا اوکھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو	انھیں باتوں میں تو ملنے کا مزاج مٹا ہو
راہ میں بوسہ لب اٹھا تو بولے ہنسکر	مال ایسا کہیں ستے میں پڑا مٹا ہو
سکرا کر کے دکھاتے ہن وہ آنکھیں ہکو	اس گہڑے میں تو سنبھنے کا مڑا مٹا ہو
نہ چھپا لیتے ہو تو صاف میں مڑا ہوں	منہ دکھا دیتے ہو جیسے کا مڑا مٹا ہو
بات کچھ بھی نہوئی بار جو خدمت سے ملا	بندگی کرنے سے بندوں کو خدا مٹا ہو
جھکوا دیکھا جو دعا مانگے مسجد میں کبھی	ہنسکے کہنے لگے نلاؤ تو کیسا مٹا ہو

تے چلیے
اتے چلیے
اتے چلیے
پاتے چلیے
نے چلیے
چلیے
چلیے
چلیے
چلیے
چلیے
چلیے
چلیے

اک بوسہ وہ دودھ کے یوں ہنسکر
 سب عدم میں کہیں ڈھونڈھینگے سنتے ہیں بن
 جو کوئی جاتا ہو یا نہ طرف ملک عدم
 حلف نظارہ اوٹھائیں ترے عاشق کو کچھ
 چاندنی رات میں چھپ چھپ کے تو اکثر ہے
 بٹے مجھے جو پریشان تو او لہجہ بولے
 او نکو لپٹا کے جو بوسہ لب شیریں کا لیا
 مر گیا عاشق دگر ہوا قصہ تمام
 خون دل پیتے ہیں بانی کی نگاہم جو دم
 بوسے پریشان جو کرتی ہو تو دل
 حسن عارض میں خطا سبز ہو او کا لطف
 تیرے گیسو میں بھنسا تھا نہیں معلوم ہو کیا
 حال کچھ اپنا کینگے یہ تباہ ہے

خوش جو مالک ہو تو لگے سے سوا ملتا ہو
 کمر یا رکھ عفت سے پتا ملتا ہو
 نہ نشان ملتا ہو او سکا نہ پتا ملتا ہو
 آنکھ ملتی ہو تو پیغام قضا ملتا ہو
 سچ بتا کس سے تو ایسا مہلقا ملتا ہو
 جو کوئی ملتا ہو گیسو میں بھنسا ملتا ہو
 بولے ان باتوں میں کو بھی نصین کیا ملتا ہو
 دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہو
 غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہو
 تجھ کو ان باتوں میں کیا باوصا ملتا ہو
 خطا کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہو
 دل نلادان مرا پاس نہ ملا ملتا ہو
 میرا گھر بھی تجھے باوصا ملتا ہو

مجاہر حال میں غش لگے یہ بولے ہنسکر زلف کو چہرے پہ وہ چھوٹے بولے ہنسکر غم غلط اپنا کیا کرتے ہیں بیٹھے بیٹھے آج بکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہے	یہ مرابند ہے مجھے برص ملتا ہے ابر میں چاند ہے نظر میں چھپا ملتا ہے شعر گوئی میں بھی اک لطف بنا ملتا ہے نوع و سون سے کچھ انداز جا ملتا ہے
---	---

پاس دہ جاکے رقیبوں کے بیٹھے ایک احد
سایہ چند سے کب ظل ہوا ملتا ہے

کیونکہ ہونہ یار بافت او گیسوی چچان کی عجب نگہ ہے دیکھو تو گلے گلے جانان کی نہ پوچھو اندون حالت مریض و دہران کی کوئی پوچھے تو جا کر اونے کی بجائی کی خانہ بڑ گمیریں آنکھیں مرقد میں تو دیوانہ کرد و نگا تلاش یار میں ہم کہو گئے ہیں آپ ہی ایسے کھلے جانے ہیں خود مجھ کو خاطر کے شیر لانے	نہیں رہتی ہو باقی عشق میں تو قیر انسان کی اوڑی رہتی ہو سرخی اندون لعل خشان کی جدا کی مہم دم اب بے رہی ہو جسم سے جان کی خبر لیتے نہیں اگر جواب بھی و مری جان کی لے آئے ہیں اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی خبر دلی نہ جاگو ہر نہ کہو بھی جان کی خبر لائی ہو کیا باد صبا زلف پریشان کی
---	--

انہیں پھیلانے کے لئے صفحہ رخ کی یہ الفت کا
 ترقی اور ہوتی ہو مری محنت مزاجی کو
 عبت زشت سے چھڑانے کے لئے غصہ و غاہ کو
 ہر اک عضو و بدن کے لئے بے عشق آتی ہو
 یقین آئے نہ تلو گر مری محنت مزاجی کا
 یوہن فرقت میں دور دراز لیا صاف کتنی تھی
 بھلا ہر پوچھتے ہیں تہ سے یہ کیسے مسیحا ہو
 بوقت نزع وہ شریف لاکر جاتے ہیں لیکن
 جو آنا ہو تو آجا ورنہ مہمان ہو کوئی دم کا
 بچے منظور گر ہر قتل عالم کا تو ای قاتل
 خدا کے واسطے باتیں شریعت کی نکر زاہد
 وہ کہتے ہیں یہ کسکی لفت کے ہو جانے والے
 تا شاہد کھسا ہو تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر

خدا کی شان ہو کا فر قلم تے ہیں آن کی
 صد آتی ہو جسم کا نہیں مری غوش احسان کی
 تھے قصا و دینی قصہ تھی سب کی جان کی
 اسیران جن میں بات باقی ہو گلستان کی
 حقیقت ہو چھوڑ دست جو سچ جیو با مان کی
 گئے کیا قید میں سف کھلی تقدیر زندان کی
 خبر لیتے نہیں اب بھی جو تم بار ہجران کی
 نہ نکلی لے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی
 سنگراب یہ ہو حالت تہ سے بیمار ہجران کی
 جگہ تجویز کر لے پہلے ہی گنج شہیدان کی
 محبت میں نہیں ہو یا دیکھو بھی دین با مان کی
 بنائے رہتے ہو صورت جو تو صورت نشان کی
 نکلتی کس طرح ہو جان تہ سے بیمار ہجران کی

کیسے گیو شکون کے ہونے چاہئے والے
یہی تعبیر ہو شاید مے خواہ پٹیشان کی

نہو مضطراحت شب کو تھلے پاس آینگے

قسم کھا کر کے جاتے ہیں تھلے جسے چم گریان کی

قاتل تری گنہین بین وہائی ہو نظر کی

بگڑی ہوئی جنون نظر آتی ہو نظر کی

آنکھوں میں جگہ سکتے ہیں اوس نو نظر کی

کسے نگہ گرم سے آنکھوں پہ نظر کی

اسد بجائے مجھے برجھی سے نظر کی

حالت تری ایجان ہو آنکھوں میں نظر کی

کتنی ہو قضا بھی کہ وہائی ہو نظر کی

گریبان ہوا جسے مری حالت نظر کی

اک روز بھی تھے رعنائ سے نظر کی

کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہو نظر کی

اسد خبر لے مے دل اور جگر کی

کچھ راز نہیں کھلتا چڑھائی ہو کہ ہر کی

قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدہ تری کی

بی طرح مزاج کی آنکھوں کا ہو بگڑا

سکتے ہیں وہ پہلو کو تو کتا ہو مراد ل

جلوے کو تھے دیکھے جب کہ ہو آئی

چلن کے پریشانت پر منتا ہوں میں اکثر

وہ غمزدہ اس خیم جانین ہو نہیں ایجان

پوچھا کہ کبھی حال دل عاشق محزون

بر باد کیا عشق میں قسمت نے پھنسا کر

کہتے ہوئے محشر میں کھدے یہ ادھیڑ لگے
 مجروح ہیں پر یان ہن ملایکٹن کہ انسان
 اسدے تیری نگہ ناز کی تاثیر
 جز سوز نہیں شعلہ رخو نے سین حاصل
 پایا نہ ٹکفہ گل رخسار سا ایجاں
 رکھتے ہیں جگہ تیسے لیے مردم دیدہ
 بیت پر مری آگے قضا کہتی ہو مجھے
 تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے
 کس قمر کی چتون ہو بس اسد پچائے
 تصویر کو آنکھوں نے لگا لیتے ہیں تیری
 بجلی کی طرح رہتا ہو بیتاب مرادل
 جسے کہ تو او گل چین دہر میں آیا
 تیغ نگہ ناز نے کشتہ کیا سب کو

مارتی آنکھوں نے دوہائی ہو نظر کی
 کس کے ہو سینے میں جگہ تیری نظر کی
 بجلی گری جس سمت کو بھولے نظر کی
 پروانہ پر کب شمع نے الفس نظر کی
 گلشن میں جو بھولون کچھ بجے نظر کی
 جسطح جگہ آنکھوں میں رکھتے ہیں نظر کی
 یہ کارروائی تو ادا کی ہو نظر کی
 لو چاہیے کیا اور بن آئی ہو نظر کی
 مارا او سے بے موت جھڑتے نظر کی
 آنکھوں میں کی پاتے ہیں جب نظر کی
 کسے نگہ ناز سے پہلو پنہ نظر کی
 بیل نے کبھی گلے نہ بھولے نظر کی
 عالم میں جو ہر دیکھو دوہائی ہو نظر کی

یہ بے تحاشی

190

پا مال ہوا کو چہ کاکل میں مراد ل
 جیتے رہے اب تک مجھے بچ گئے کیونکہ
 جب صلح قدرت نے ترا نقشہ بنایا
 پوچھا بھی کہیں حال دل عاشق مخزون
 بے صید کیے دل نہ حرم والوں کا چھوڑا
 مارا اوسے بے موت قضا کو کیسا اہنام
 دینا کے موقع میں جو پایا تھے کیتا
 دل کو کیا بیتاب مے یا کہ جگر کو
 مئے پر جو جی جانے کا دھڑکا تھا اوسے کچھ
 ادراک سانی بھی سخن سخن میں رکھتے
 شہین ہر نافرہم کی کب لائق غمین

تے کبھی بھولیے بھی اسپر نہ نظر کی
درپردہ یہی مجھے شکایت ہو نظر کی
حسرت نے اوسے دیکھے سر پہ نظر کی
تے کبھی بیتابی دل پر بھی نظر کی
اسد ری رسائی بت کا فراقی نظر کی
تو نے جہد و ترک ستیگار نظر کی
تو دیدہ حیرت نے بھی حیرت نظر کی
ایمان بھان سب یہ غایت ہو نظر کی
قاتل نے پس مرگ بھی مڑنے کے نظر کی
ہم دیکھتے ہن آج نظر اہل نظر کی
تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احد فیض سے فیاض سخن کے

تأخیر امکان رسانی بہ نظر کی

پھر کو چڑکا کل میں سنائے نظر کی
 مست پوچھو کہ کیونکر تب فرقت میں ہر کی
 کتا ہون موبھے تو فرماتے ہیں جاؤ
 کچھ حال کون اس سے تو کیا خاک کو نہیں
 دکھلا کے رخ و زلف یہ فرماتے ہیں مجھے
 کھو کر کے جوانی کو یہ پریمین بھی غفلت
 کتا ہون شب وصل یہ گہر کے میں ہر دم
 خود بھی جلی پڑنے کو بھی تو نے جب لایا
 بالونین چھا کر رخ روشن کو یہ بولے
 خوشبو تھے گیسو کی اوڑالائی یہاں تک
 در پردہ شب وصل اسے مجھے تھی رنجش
 اندر سے غرور اسنے کبھی یہ بھی نہ پوچھا
 اوشم جلا نا نہ تھا غم کرنا اگر تھا

مٹی ہو بر باد کین باد سحر کی
 شبنم کی طسح ہننے بھی ور کے سحر کی
 کتا ہونین شب کی تو وہ کہتے ہیں سحر کی
 سنتا ہون کہ سننے نہیں کچھ باد سحر کی
 یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی
 شب کا ہو نہیں خواب یہ ہی نیند سحر کی
 آواز سنائے نہ خدا مع سحر کی
 کیا بات ہوا اوشم جیون تو نے سحر کی
 صورت ہی چھپی ات کے گھونٹ میں گج کی
 ہو عمر فزون او حسد باد سحر کی
 یہ وقت مؤذن نے اذان می جو سحر کی
 بیمار شب ہو جرنے کس طسح سحر کی
 ماتم میں جو پروانے کے روئے سحر کی

سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی
سحر کی

ہر باد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
 کس شوق نے روزن سے سحر پہنتی ہی جانا
 سجدہ کرینگے صبح کو پیش رخ جانان
 کہتا ہوں عشق سے چمن کسی کا
 ہنسے ہوئے اوس گل کو ضرور اسے ہر دیکھا

غارت کین مٹی ہو خدا باد سحر کی
پیدا ہو تجلی جو قیامت کی سحر کی
کعبے میں نازا تو ادا ہو گی سحر کی
پڑانے سے رخصت ہو بس اشع سحر کی
بجلی کی سی جو چال ہو اب و سحر کی

کیا قبر گلی ملے تھسا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہواب مرغ سحر کی

فرقت میں دعا ہو مے دل اور جگر کی
آنکھوں نے لگاتا ہوں تو کہتی ہے یہ تصویر
لازم ہے بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
پہلے تو فقط نام تھا انسان میں ہمارا
ملنے نہیں گروہ تو شکایت نہیں اسکی
الفت سجود کیا انھیں تو بولے کہ دیکھو

آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی
دیکھو تو یہ تصویر ہی تصویر بشر کی
عاشق جو بشر پر ہو تو ثابت ہی بشر کی
حق تو یہ ہی انسان بنے الفت میں بشر کی
خلقت تو جدا کا نہ ہی ہر ایک بشر کی
جاتی ہی انھیں باتو میں بس جان بشر کی

<p> آئی جدہ آئی یہ طبیعت ہو بشر کی نہ کھوے کسی بات میں طاقت ہو بشر کی ہوتا ہو وہی جو کہ ہر قسمت میں بشر کی الفت جو کہ اسے حماقت ہو بشر کی قسمت بھی جدا گانہ ہو ہر ایک بشر کی بڑھاتی ہو آخر کو محبت بھی بشر کی الفت میں نہیں رہتی ہو تو قیر بشر کی دیکھو تو پہونچتی ہو کہاں فکر بشر کی دیکھو تو خدا وادیاقت یہ بشر کی </p>	<p> ماصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہو اب کیا ہو خلعت وقت ہر کام میں تیرے گھبرانے سے ہوتا ہو بھلا کیا دل مضطر لازم ہو حسینوں کو سنگار بھی ہونا ہم تڑپے بیان اور منے لوٹے کوئی ان ملکر کے گلے وصل میں فرمانے لگے وہ انسان کو لازم ہو نہو عاشق انسان ماعرش گئی فکر تو یہ بوسے فرشتے پڑھتا ہوں جو اشارتو کہتے ہیں فرشتے </p>
---	--

شرمندہ احد حورو کو جنت میں کہیں گے

تصویر لیے جائیں گے ہم ایک بشر کی

<p> جیسے کہ تھامے رخ روشن بہ نظر کی ہرست نظر آتا ہو اک جلوہ غور شنید </p>	<p> اوتری ہوئی صورت نظر آتی ہو فکر کی آمد ہو مے گھر میں یہ کس شک فکر کی </p>
--	---

شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی
شرکی

دیکھا ہوتے جلوہ رخسار کو جب سے
جلکہ کے یہ داغ ہو خورشیدِ فلک پر
راتوں کو سوا بام پر پھر نیکے نہیں شوق
اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دور
دیکھا ہوتے بام پر چڑھتے ہیں جیسے
ای چارہ گرد بے مین اس چارہ گری کے
کھاتا ہو یہ کیوں نہ کی اسے دیکھ لے اکثر
تیسے رخ روشن کے مقابل میں پرورد
فرماتے ہیں آئینے میں نہ دیکھ لے اپنا
دینا کے مرقع میں جوابا سا نہیں ہو
ای اشکو ٹلاتے ہو پھلا دیکھو تو کس کو
اد غیرت خورشید تجھے دیکھ لے اکثر

غم سے گھٹا جاتا ہو یہ حالت ہو قمر کی
صورت کبھی دیکھے جو مے رشکِ قمر کی
عادت جو مے ماہ نے پائی ہو قمر کی
حسرت نہیں کچھ دلیں اب رشکِ قمر کی
اد قمری ہوئی صورت نظر آتی ہو قمر کی
تصویر دکھا دو مجھے اس رشکِ قمر کی
اعلیٰ تو بہت شان تھی او چرخِ قمر کی
توقیر نگاہوں میں نہیں اب ہو قمر کی
ہو میسے مقابل کہیں طاقت ہو قمر کی
تصویر ہو بے غل مے رشکِ قمر کی
تصویر ہو آنکھوں میں کسی رشکِ قمر کی
شب بھر رہا کرتی ہو نگہ بھی قمر کی

پہرے ہیں احداث کو ہوا کیسے

گروش میں ہر تقدیر کی رشک فری

جب سوے کر زلف تری سر سے ہر سر کی	عالم میں ہوا شور کہ ہو خسرو کر کی
کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہیں کھنچ جائے	پسے کھنچے غفکے جو تصویر کر کی
ہوں بعد قافو سہ لب کاتے خواہان	حسرت ہو جو مر نیلے لیے خسرو کر کی
ڈرتا ہوں کہ بوخون تنہا کی نہ پھوٹے	او دل بڑی حالت ہو جدائی میں جگر کی
چھوڑ گئی نہ بے خانہ تن کے یہ جلائے	یہ طرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہو جگر کی
پیناب ہیں دونوں نہیں اک حال پر دونوں	ہو برق کی حالت مے دل اور جگر کی
تو قیر ہو درگاہ شہ ملک عدم میں	ہو بال ہی بھرا در سائی جو کر کی
غنجے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا	در پردہ مگر باد صبا نے خیبر کی
یہ ضعف سے حالت میری ای جانِ جان تو	لیکر کے چلی جھکا ہوا آئی جب صر کی
کچھ سے نکلائے گئے طرہ ہوا و سپر	شہرت ہو رقیون کے لیے شہر بد کی
بولے کہ نہ سواد تو سونے دیا صبر کو	ٹلے میں ہو کہنت کے کیا چیز اثر کی
کہنے نہ گیا چھوڑ کے میں کو چہ جانان	قسمت میں نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی

<p>کتنے ہیں کہ ہوگی ہیں تکلیف سفر کی وقتی ہو شب انجیر سراج سفر کی مٹی ہوا یہ گھر جو کہیں تو نے سفر کی اودل خجے کچھ فکر بھی ہو زاد سفر کی ایمان کی طرح دل میں جاگتے ہیں کی</p>	<p>ٹالے بھی نکلتے نہیں دل سے مرے باہر اب سوے عدم روح مری ہوگی وار اگر روح روان اس غم خاکی کو نہ توجھو ہستی سے شو ملک عدم جانا ہوا کہ برہم نہوں گیسو کی طرح خوف ہو مجھ کو</p>
---	--

اس طرح احدا راز دل اپنا ہوا مشہور
 جس طرح کہ شہرت ہو زبانوں پہ خبر کی

<p>ایام زبست کم ہوئے جیون جینے ہے شکر خدا کہ دیکھ تو ہم بھی کرے ہے چھیر و نہ نقش پاک کی طرح ہیں پڑے ہے موتی ہیں گو باطل میں پر چڑے ہے در پر تھے گدا کی طرح ہیں بٹے ہے بولے ہوا سلیے مے در پڑے ہے</p>	<p>طفلی میں گھنڈیوں چلے پھر ڈھکھے ہوئے وہ تیز ترن جہا نہیں جو بسے بٹے ہیں ہم خاک میں لینگے اوٹھانے سے اور بھی لب کو دبا یاد اتونے اسے گمان ہوا مے ہکو اپنا جلوہ کو دیو ارشاد حسن دیکھا جو مگر غریب کو پھر ساکلیصال</p>
---	---

دنیا میں قاعدہ ہی سنگین دلون کا ہو
دیکھا جو تیری قاست موزون کی چال کو
ہو گا خال کے سامنے اوس سے سامنا
لوئے شکست کے طبیعت کو دیکھ کر
اسدے رعب شوکتِ حق جالِ یار
پوچھا کسی نے جگو تو ہنس کر دیا جواب
جگو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو
ہم نرم یار میں ہے در پر نشست کے
میں تو تڑپ تڑپ کے عاشقِ دید میں
دیکھو بچہ شرم غور تو عبرت کی ہی یہ حبا
ہے گریز کر کے تو جا بیگا اب کمان
بچ فراقِ حسرت دنیا بجالِ حشر
موجود جسمین ہمارے تھے عیش و نشاط کے

دیکھا جسے ہر نرم زیادہ کڑے سے
لئے ادب کے سرو گلستان کھٹے سے
جسدن او ٹھنکے قبر سے مڑے گئے سے
فوجِ الم سے خوب ہن یہ بھی لڑے سے
دم بھر نہ پاس پٹھ کے اوٹھ کھٹے سے
میت ہوئی او نہیں تو گلے اور سٹے سے
ہکو تو اپنی جان کے ہلے پٹے سے
لئے بھی لوگ بیٹھے بھٹی ٹھہ بھی کھٹے سے
بالین یہ وقت نزع نہ آ کر کھٹے سے
کیا کیا حسین ہن خاک کے ازر گئے سے
سایے کی طرح ساتھ ہن ہم بھی پٹے سے
کیا کیا گلین ہن خانم دلہر جٹے سے
دیکھا تو وہ مکان ہن او جٹے بٹے سے

اور اق تھے دلیل جو فصل بہار کے	دو دکنے بعد دیکھا تو بھین جھٹے ہوئے
صحرایں وہ غزالوں کو بولے یہ دیکھ کر	آنکھوں کے یہ سکار بھین اپنے ترے ہوئے
بل بے غرور حسن کہ دیکھا نہ مٹکے پھر	مشتاق دید کتنے بھین پیچھے کھٹے ہوئے
ایغار بزم یار بھین بیٹھے مزانے کیے	مانند شمع جلتے رہے ہم کھٹے ہوئے
بھین قید وہ بھی میری طرح فرق پر یہ ہر	بیڑی کے بولے پانوں بھین اونکے کھٹے ہوئے

بہار عشق سنکے وہ لوگوں سے بول اوٹے
دیکھو میان احد کو کہ کیوں چٹکے ہوئے

کب پاپے جنوں بستہ زنجیر نہیں ہو	کب مہکوں سر زلف گر گہیر نہیں ہو
کچھ کار گرا دی دل تری تدبیر نہیں ہو	سنا ہوں کہ ملنا خط نقیر نہیں ہو
باتو نہیں کیا کرتے بھین مرد و نکو وہ زندہ	اعجاز میسا ہی یہ تقسیر نہیں ہو
سن سکے مئے نالو کو فرتاے بھین اکثر	کیونکر کہوں اب اس بھین کہ تاثیر نہیں ہو
ہوں نقش کتابی کا تے محو تاشا	عالم ہو طلسمات کا تحسیر نہیں ہو
لو میں بھی روانہ طرف ملک عدم ہوں	گر آپ کے اب جانے میں تاثیر نہیں ہو

کچھ سوز جگر پیدا کر ائی بلبلِ نالان
 عالم ہو ابھی زلف کا چہرے کی طرح
 لوگوں کو بنا دیتے ہیں بت بات سنا کر
 کب خاک میں تونے نہ جو انوکھو ملایا
 بل بے شبِ فرقت یہ تری جاگدازی
 کس دن مری آنکھوں کو نہیں شوقِ تانا
 فزاتے ہیں دکھلا کے یہی حلقہ گیسو
 کیا بزم میں آئیں تے امی شوخِ سنگر
 پھانسی ملے الفت میں تری لف کی کجگو
 کس دن مجھے ابرو کا تصور نہیں رہتا
 شکوہ نہیں بجانِ بھان عشق میں تے
 ہم کہتے ابھی سے ہیں نہو عاشق کا کل
 جب قتل کیا تیغِ اداسے تو یہ بولے

نالو نہیں ابھی تک تے تاثیر نہیں ہو
 گردن ہو جو ان ات ابھی کچھ پیر نہیں ہو
 گویا ہو طلسمات یہ تقریر نہیں ہو
 کاوش تھے کب امی فلک پر نہیں ہو
 تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہیں ہو
 کب پیشِ نظریار کی تصویر نہیں ہو
 کیوں دامِ بلا حلقہٗ تسخیر نہیں ہو
 غیر و سکے مقابل مری تو قیر نہیں ہو
 اب نعش کی کچھ حاجتِ تشہیر نہیں ہو
 کب اپنا گلہ بھی پر شمشیر نہیں ہو
 اپنا ہو تصور آپ کی تقصیر نہیں ہو
 پھر دیکھو نہ کہنا مری تو قیر نہیں ہو
 کچھ اتھہرین دیکھو مے شمشیر نہیں ہو

اب مجھ کو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا	باقی کوئی خواہش فلک پر نہیں ہو
کب کشتہ نظارہ سفاک نہیں ہو	کب پارے سینے کے یہ تیر نہیں ہو
عالم ہو جوانی کا لڑکپن کی ہن چالیں	اسد سے تلون ابھی تاخیر نہیں ہو
ابرو کی ادا مجھ کو وہ دکھلا کے یہ بولے	اوصاف ہیں سب نام کو شیر نہیں ہو
ہو لاش کو کو چنیں پھرانے کا ارادہ	کیا قتل مرا یہ پے تغیر نہیں ہو
جو صید ہو ہی صید ترے دام ہلاکا	باقی کوئی اب ڈھونڈھے پھر نہیں ہو

کیون وعدہ و صلت احدا زان ہو اس

یہ یار کا خطا ہی خطا ہے تیر نہیں ہو

بجرتی مین جاب آکر چلے	زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے
وہ جو ہیں پہلو سے دل لیکے چلے	کدواونے کوئی یہ کیا کر چلے
جانب ہستی جو تم د لبر چلے	ساتھ لیس کر فتنہ و محشر چلے
اب جینگے کس طرح سے ہم بھلا	دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے
گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے	کوچہ کا کل مین جو بچے چلے

تیر مرگان کا تصور جو رہا
 چھوڑ کر دینا کو عقبے کی طن
 فصل گل آئی ہوا جوشِ جنون
 آئیے تشریف رکھیے کوئی دم
 ابر باران دیکھ کر نادم ہوا
 تھے ہاتھوں سے بتِ سفاک اب
 آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم
 تیر مرگان کا نشانہ کر کے وہ
 قتل کس محسوس کا ہو یہ نظر
 طوئے راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی
 مین و دیوانہ تھا میری خاک سے
 رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا
 تین دن کی زندگی میں ہوا

رات بھر سینے پر بیانِ خنجر چلے
 تھے دم پر ساقی کو تر چلے
 پھر گرجان پر مے زشت چلے
 بے سبب یہ کیوں تھا ہو کر چلے
 اس قدر آنکھوں نے اشک چلے
 ہم قضا سے پہلے ہی بس چلے
 لیکر اک اعمال کا دفتر چلے
 تیغ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے
 سچ کو کس کر کر کس پر چلے
 گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے
 جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے
 ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے
 حسرتِ رنجِ خم و الم لیکر چلے

<p>ابر کی صورت بچشم تر چلے بگڑے کیوں ہے جو تم نگر چلے تیرے در پر شافعِ محشر چلے پھیر کر وہ مجھے منہ نہ کر چلے دور سے ہم دیکھ کر مانگر چلے بیٹھتے ہی آپ جو اٹھ کر چلے</p>	<p>اُنے مثل برقِ دہر میں سیر گلشن ہو بارک جانیے حق سے اب میرے گنہ بخشائیے دغاے وصل جب میں نے کہا تیرے بیٹھانے کے جانبِ ساقیا میں خفا کچھ آپ شاید اُجکل</p>
<p>چھوڑ کر عشقِ تان کو احو احد کہے کو تجھانے سے کیونکر چلے</p>	
<p>تو نے پہلے ہی راقصا سے نہ باز آئی گئے ہم مہر و وفا سے جلا دو تم لبِ معجزِ ناس سے خطا کی اولیٰ مجھے جزا دے قصار و کریم کہتی ہو ادا سے</p>	<p>کہو نگا حشر کے دلِ خدا سے ملو ہر چند تم جو روجفا سے جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے بچو گے حضرتِ دلِ اس سے کیا بذا نامِ مجھ کو مارا تو نے</p>

نہ او بھواؤ کی تم زلفِ فتلے	بچو ای حضرت دل کنا مانو
ہمارا خون مشابہ ہو حنا سے	لکڑا ب شوق سے تم دستِ پائین
کہا مڑتا ہی بٹے پھر بلا سے	کسی نے حال جا کر میرا دُسنے
گلے کٹے ہیں اب تیغِ اولے	ستم ڈھاتے تھے پہلے ناز کے وان
بہت پیغام بھیجا ہو صبا سے	خبر مل جائے اوس گل کی تو جانین
شکا گرفتار تھ شیرین بتا سے	دلالتیے ہیں رنج کو کہن پر
چھپاؤ منہ نہ اب شرم و حیا سے	خدا کے واسطے ہو وصل کی شب
تو کچھ تو ڈر واپس خدا سے	نہ ڈھساؤ کعبہ دل کو ہمارے
ہوئی زلفِ او کی جب ہم ہوا سے	مسطر ہو گئے سب گل چین بین
عیان شوخی ہو چکے نقشِ پا سے	اویکی چال سے پامال ہو دل
پہا محشر ہو گھنگر و کی صدا سے	ہزاروں جی اٹھے قبر سے مرو
رہا کرتے ہو کیون مجھے خطا سے	خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ
ہماری زبیت ہو بادِ صبا سے	اوڑا کر زلف کی بولاتی ہو یہ

اُدھر بھی دیکھو صاحبِ دل سے	ہٹنے سے غیرونگے جو فرصت
کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے	پکٹا مرغِ دل ہو سرفس مین
نہو گے اچھے تم ہرگز وہا سے	مریضِ غم سے یوئے اطبا
بشرِ خالی نہیں جھڑو ہوا سے	جو لیکر بوسہ مانگا اور لے
خدا سب کو بچائے اس بلا سے	نہو عاشق کوئی زلفِ دو تا کا
جھکا کر سر کو بھی شرمِ ویا سے	دبا کر بانو سے دامن کو اپنے
بہت ہو شربتِ مصلحت کی پیاسے	لگے کہنے یہ ہنسکراؤ احد تم

احد یہ اپنے جی میں ہو کرین گے

تو ن کا شکوہ مٹھریں خدا سے

نہو کیوں سانا شہجے بلا سے	دل دلجھا ہو تری زلفِ دو تا سے
قضا کو موت آئے جس ادا سے	دکھاؤ بانگین بہرِ خدا وہ
ہما سے خون کے تم کو یوں پیاسے	ارادہ قتل کا کس جرم پر ہو
نہیں اُفت زلزلے میں قضا سے	نہ دیکھا جس نے اس ناز و ادا کو

مے دیوانین گردیکھو تو اکثر
ہے تابان کیکا اختر حسن
مرض غم وہاں ہوتے ہیں اچھے
سوال بوسہ پر جھجلا کے بولے
پڑتے عشق کے پھنڈ میں اڑل
تھائے حسن کے جلوے کا ایجاں
زبانی کہنا یوں احوال قاصد
وہ شاہ حسن ہیں میں پیوا ہوں
زمانے میں وہ ہوں برگشتہ طالع
تنفر او نگو مجھے اس قدر ہی
پھنسا کر زلف کے پھنڈ میں دلو
نہ پوچھو میرے سوز دل کی لٹ
بے ہر حال میں غم کی پکے ہوئے

بندے مضمون تو فکر رسا سے
قیامت تک فقیر و غنی ماسے
ترا گھر کم ہو کیا دارالشفاسے
بہت تنگ آئے ہیں ہم گیس سے
جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے
اشہرہ دل پر اپنے ابتدا سے
نہ واقف مدعی ہو مدعا سے
ملینکے کیوں وہ مجھ ایسے گدا سے
نخواست آتی ہو غلّ ہما سے
کہ آئے خواب میں نا آشنا سے
یہ کافریتے ہیں بس دعا سے
بھڑکتے شعلے ہیں یا ابتدا سے
جو بنے ہیں وہ ملتے ہیں ضلّا سے

<p>چلے کعبے کو ہم بھی کر بلا سے نظر آتے ہیں یہ بھی بتلا سے پتا کر پوچھیے میس پتا سے ہمارے خون کے ناحق ہوتا سے پتا اونکی کر کا بھی پتا سے یہاں بھی داغ و لیلین ہوتا سے دعا یہ مانگتے ہیں ہم خدا سے کسی صورت تو چھوٹیں اس ملا سے نظر آتے ہیں جو یہ آشنا سے نہیں مٹتے ہیں کچھ روز جزا سے</p>	<p>خیال زلف تحاب عشق رخ ہو مجھ وہ دیکھ کر لوگوں نے بولے تامل ہو تباہی میں اوسے بھی عبث یہ تیغ ابرو کیچھتے ہو بت پوچھا نہ پایا ہے لیکن مثال لاہ فرقت میں ہیں کیوں شبِ فرقت میں ہاتھ اپنا اوٹھا کر وہ آئین یا کہ بیت و م ہی نکلتے احدا احوال از روزوں عجب ہو یہی کینت ہیں در پردہ دشمن</p>
<p>احدا اپنا عقیدہ بس یہی ہو محمد نور ہیں نور خدا سے</p>	
<p>یا الہی بر طاعتوں سے یہ قرآن میں ہے</p>	<p>دل پر داغ خیال رخ تابا نہیں ہے</p>

گل کی خوشنم دل بل نالائین ہے
 جب تک رنگ خانی گف بن ہے
 وقت ادا ہوا زلف دراز جان
 کیا مازی ہر تری او کشش دست چوں
 یوسف مصر کو پونچھے وطن میں باز
 عارض خط کے تصور میں ہوئی عمر بسر
 ہو یہی اپنی خوشی اب کہ مثال شانہ
 گو ہر اشک کے دانہ کی بنائی تسبیح
 چلیسے دل سے نہ نکالے کسی یوسف کی شبیہ
 بڑے رنگ کا ساقی نہ کبھی دور تھے
 پاکہ امن کے لیے بھی ہر مصیبت لازم
 توجہ او غیرت گل جاکے گلستا میں ہے
 پایمالی کی ہوس خن شہیدان میں ہے
 بکتک یوسف دل چاہے زخما میں ہے
 تار باقی نکوئی اپنے گریبا میں ہے
 فرش ابدہ یعقوب کا کٹان میں ہے
 یاد کا فرین ہے یا کہ سلمان میں ہے
 دل بھی اوجھا ہوا او گیم چان میں ہے
 رات بھر ذکر خیال درو دنیا میں ہے
 روح گو قالب خاکی کے نہ زندان میں ہے
 جب تک ساغر و مومخل زندان میں ہے
 کچھ دنوں صف صدیق بھی زندان میں ہے

گل کی خوشنم دل بل نالائین ہے
 جب تک رنگ خانی گف بن ہے
 وقت ادا ہوا زلف دراز جان
 کیا مازی ہر تری او کشش دست چوں
 یوسف مصر کو پونچھے وطن میں باز
 عارض خط کے تصور میں ہوئی عمر بسر
 ہو یہی اپنی خوشی اب کہ مثال شانہ
 گو ہر اشک کے دانہ کی بنائی تسبیح
 چلیسے دل سے نہ نکالے کسی یوسف کی شبیہ
 بڑے رنگ کا ساقی نہ کبھی دور تھے
 پاکہ امن کے لیے بھی ہر مصیبت لازم

شیفۃ ہو کے یہاں اک بت کا فر کا احد

عمر بھر حلقہ زنا پرستان میں ہے

کاکلِ مشکین جانان صبا فگنِ بنگی
 شہسواری کا کیا اوڑک تو نے جبے نو
 سینہ پر دغا پر جب ہاتھ رکھا بار نے
 کام آیا عشق تیرا قبر میں اوروے بار
 صاف دیواروں پر عکس نور آتا ہو نظر
 نکلت گلِ بنگی سے قبلے یار میں
 ہو گیا دورِ فلک سے حال دنیا کا خراب
 جان بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے
 زخمی تیغِ نگہ وہ ہو گیا دیکھا جسے
 تھے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر
 حسن نے چمکائی ایسی آتشِ خسارِ با
 وصفِ قامتِ مین تے سب لٹھے سہی
 آج کل ہو گندل کچھ ہر سے غصے بار

دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردنِ بنگی
 تب سے سحرِ عاشقِ دیگر تو سن بنگی
 شلخِ مرجانِ ببلِ ل کی نشین بنگی
 یاد تیری روشنی شمعِ مدفنِ بنگی
 چادرِ مہتابِ وکی کج چلن بنگی
 سے گھر دکا بہارِ باغِ دامن بنگی
 جلے شادی جس جگہ تھی جلے شیون بنگی
 ہم غریبوں کی نگاہِ یارِ دشمن بنگی
 قاتلِ عالم تری اوڑک چوں بنگی
 دفعۂ سب آتشِ حجازِ گلشن بنگی
 بزمِ عالم میں بکایک شمعِ روشن بنگی
 باغین گویا زبانِ برگِ سوسن بنگی
 شیشہ دل توڑنے کو بھی آہن بنگی

<p>روح جدم غالبِ خاکی مین آئی احمد گلشنِ ایسا و مین مرغِ نازنِ نگلی</p>	
<p>سنتے بہن کہ بل بھی نشین مین نہیں ہو وہ نور مے دیدہ روشن مین نہیں ہو اکتا بھی باقی مے دامن مین نہیں ہو یہ سلسلہ شیخ و برہمن مین نہیں ہو آواز یہ آتی ہو کہ مدفن مین نہیں ہو پھر شیخ مین ہی کیا جو برہمن مین نہیں ہو</p>	<p>آمد گلِ عنا کی جو گلشن مین نہیں ہو یوسف کو مذکھا تو کیتی تھی زلیخا اس طرحے وحشت نے ہو کی دستِ رازِ با دیوانہ تراد و نو طیف سے ہو باہر دیوانہ کا تربت مین جو کرتا ہو تجنِ بس جب دو نو کی خلقت ہوئی اک کن کی صفا</p>
<p>ہر بار احد دل کو پھنسا لیتے ہیں گیسو وہ کون ہو فن جو بت پر فن مین نہیں ہو</p>	
<p>ای شاہ حسن حور سی طاعت کو دیکھے قارون کے ساتھ کیا کیا دولت کو دیکھے بختِ تلے اور ج کی ہمت کو دیکھے</p>	<p>آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھے ہر باد ہو گئے نطع مال و زر مین لوگ بعد قناری لاشِ مری دوشِ بار پر</p>

سوئے ہیں او سکی زلف کے جب سر کیجیے	نازار کو کبھی کبھی تہمت کو دیکھیے
ہمے شبِصال پہ چھتے ہیں کسطح	اب آج اونکے پردہ عفت کو دیکھیے
جوڑا جو گل بڑا تو کوثر تک چمک گئی	اوس ماہر دے ناز و نزاکت کو دیکھیے
بیٹھے بٹھائے عاشق کاکل میں ہر گلیا	سو دیکو دیکھیے مری محنت کو دیکھیے
ارمان بکے دلبین ہر دوزخ میں جہنم	اکبار چمکے صورتِ جنت کو دیکھیے
پونچا لگی صبا تو کہیں سے شیم زلف	خاموش ہو کے رختِ تربت کو دیکھیے
دیکھا جسے شہید کیا تیغِ ناز سے	ان قاتلوں کی چشمِ عنایت کو دیکھیے
غیرت و وسع تو ہو نام آپ کا	چمکر مریضِ عشق کی حالت کو دیکھیے

مسکن جو ہلو باغِ ارم میں نے جد
ٹھوہا کے بے یار کی قامت کو دیکھیے

نہ کیونکر آبِ خمر گردنِ بل تک آئے	تسلے شہادت میں درِ قاتل تک آئے
جہانے کردیاد م میں پریشان لے ناگہ	جو بے گل بھی ہو کر ہم ترسیں تک آئے
ہوئے بیتاب و ٹٹے اسطرح شوقِ شہادت میں	ہتیلی پر لے سر کو چہ قاتل تک آئے

<p>بچین گرداب عصیانے آئی تادم آخر اگر مجنون سنے حال درودناؤ ملی ہزاروں آفتیں بنے اوٹھائیں اہل فتنہ</p>	<p>سلامت کشتی عمر روان ساحل تک آئے تو دل ہاتھوں سے کپڑے پر مچھل تک آئے گھٹے جب غم سے تباہی کی منزل تک آئے</p>
--	---

تصور چھوڑ دو کہتے تھے تے اونکی ٹھکانکا
 احد آخر یہ خار غم تھلے دل تک آئے

<p>اوس سیمانے اگر شکل دکھائی ہوتی نقش پا پر تے ہم سر کو گڑنے احویت پاتوں کو سرکہ عشق میں رکھتے نہ اگر آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ رسوا ہوتا شام سے ہوتا اگر کوٹھے پر تو جلوہ نما تلخ مرجان نظر آجاتی ابھی نیل میں جلوہ فرما جو صنم خانو نہیں ہوتا وہ بیت</p>	<p>موت بھولے سے مرے پاس آئی ہوتی تیرے در تک جو کیس طرح رسائی ہوتی فوج غم کی مے دل پر نہ چڑھائی ہوتی روح کی خانہ تن میں نہ سائی ہوتی کاش ایجان تری صورت آئی ہوتی بام پر ماہ کی انگشت نسائی ہوتی تیرے گیسو میں جو انگشت خانی ہوتی دیر میں جمع ابھی ساری خدائی ہوتی</p>
---	---

دیکھتے جلوہ خلاق دو عالم کو واحد
دیر سے کہے میں تقدیر جو لائی ہوئی

<p>حسرت اپنے دل میں ای تو تقدیر آدھی گئی نیم راضی ہو گیا منت سے میسے وہم نیم جان تب تڑپتے ہیں گلی میں ہم دل دو بھکر زلف پر خم سے کل آیا مرا ساتھ غیر و نکلے جو دیکھا راہ میں کل پار کو خانہ دل کو بسا کے مے ویران کیا کیا کہیں ہم کم نصیبی بخت کی اپنے ولا خط شوقِ یار میں یہ ہاتھ اپنا ٹھگلیا کیا غضب ہو جمکو دعویٰ اپنے تھا گفتار کا آئے وہ سے خزانے پر جو پھر بعد الصلوۃ سکے حال مرگ ہکا یا رقیبوں نے انھیں</p>	<p>وصل کی لڑی جوتھی تدبیر آدھی گئی ہاتھ جٹے تو پھر تقصیر آدھی گئی جسے تجکو خواہشِ مخیر آدھی گئی پاؤ نہیں پڑ کر مے زنجیر آدھی گئی خواہش دل ہو کے داس گیر آدھی گئی اس مکان کی ای تو تعمیر آدھی گئی واوی وشت میں بھی جاگیر آدھی گئی کہتے کہتے اک قلم تحریر آدھی گئی سانے اوس شوخ کے تقریر آدھی گئی تب گے فرمانے کیا بکیر آدھی گئی میسے مرنے کی ولے تشیر آدھی گئی</p>
--	---

<p>ہر ہی باعث نہیں آتا ہو جو تو گھر مے کھینچ سکی تیری کمر کی جٹ مانی شبیہ</p>	<p>تجو و الفت ایسے پیر آدمی گہنی ہو کے حیران بول اٹھا تصویر آدمی گہنی</p>
	<p>دلین تھا یہ بار دوش اپنا و اما یے لحد کیا کہین پر تیزی شمشیر آدمی گہنی</p>
<p>مجھے اوشعر و الفت جو آگے تھی اب بھی ہو سسکنا ہو وہی ہر دم وہی دنا بلکنا ہو وہی ہو ساقِ سیلین مرتقِ سین ہی اوشکا وہی سر بین سایا ہو خیالِ کجکلا ہی بھی وہی فضلِ انہی ہو شریکِ مجرمان ہر دم وہی ہو کو پھر گردی اور وہی صحرانوردی ہو دکھاتے ہیں اک گوشِ مینِ آنکھیں گے دوشِ ساغر چمکتا ہو بدنِ جامے کے باہر صاف اوس بکا ہنسنا ناخیز دولا چمکتا و نہیں آتا نہیں اب تک</p>	<p>تجھے اوشعر و الفت جو آگے تھی اب بھی ہو دلِ برباب کی حالت آگے تھی اب بھی ہو اوشعر حاصل وہی دلِ جٹ آگے تھی اب بھی ہو تو نکو عادتِ نچت جو آگے تھی اب بھی ہو وہی شیش وہی حمت جو آگے تھی اب بھی ہو دلِ وحشی تجھے وحشت آگے تھی اب بھی ہو وہی سستی کی کیفیت جو آگے تھی اب بھی ہو وہی کندن کی سی نگاہ آگے تھی اب بھی ہو دلِ آزار کی مروت جو آگے تھی اب بھی ہو</p>

یہی گئی یہی گئی	وہی فضلِ خدا سے ہر شبابِ یار کا عالم نہیں گنتی ہر دم بھر اکھڑاؤں کے سونے وہی ابتک تھکے حسن کا چرچا ہو عالمِ بین بچنے مرنے سے میرے ہر اگر انکارِ عالم منہاجِ یار میں ابتک ہی دشمنِ نوازی ہو شبِ صلت لگے لگے میرے وہ کتے کتے کر تو بہ ڈرو کتے ہیں تم اتنا تانیسے	وہی شکلِ دروہی صورتِ آگے تھی سب بھی ہو بلے جانِ شبِ قیامت آگے تھی سب بھی ہو سینو نہیں وہی شمرت آگے تھی سب بھی ہو مجھے تو خواہشِ وصلت آگے تھی سب بھی ہو رقیبوں سے وہی صحبت آگے تھی سب بھی ہو ذرا بتلاؤں سچ الفت آگے تھی سب بھی ہو تو اسد میں قدرت جو آگے تھی سب بھی ہو
یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو	بہت جاتے ہو گھر انکے ذرا بتلاؤ تو ہے تمہاری اور احدِ غرت آگے تھی سب بھی ہو	
یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو یہی ہو	مجھے ہونی ہو کون خطا منہ سے بولیے ہے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے نہ کہو اگر خیال مرا کچھ نہیں مرا بل بے غم و آئین بھی نہیں کہیں	یہو کہ کیوں خفا ہو ذرا منہ سے بولیے کیجے غمِ غمِ ہر خدا منہ سے بولیے دل کھو دیا کہاں مرا منہ سے بولیے جن ایک اسد پر چڑھا منہ سے بولیے

<p> دلو کو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے جھکرا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے لائیگی بیچ زلف و تا منہ سے بولیے سودا یہ کہے سر پہنچا منہ سے بولیے بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے چھائی ہر کیلے یہ گھٹا منہ سے بولیے کیوں اب نہیں باہو ذرا منہ سے بولیے بیٹھے ٹھکانے کیا یہ کسا منہ سے بولیے چلے جو باغین تو ذرا منہ سے بولیے </p>	<p> فرماتے ہیں آئے جو شب کو تارے پاس خنجر لگا کے سینے پہ بولے وہ ناز سے حالت کو غیر دیکھ کے کہنے لگا یہ شوخ کہتے ہیں نہ کہتے تھے آغاز عشق میں کہے ہوے ہو عاشق رخسار بار کے ہمسے شب وصال گلے ملے کہتے ہیں بجلی گرائیے گا جو ہو زلف چہرے پر ملے ہیں لطف ملے کا مٹا نہیں ہیں کہتے ہیں کیوں یہ عاشق زلف دوتا گل کاں کھوئے شائق مع کلام ہیں </p>
--	--

سرد صد نہ شب ہجران کو جانے دو

جو کچھ ہوا احوال ہوا منہ سے بولیے

نہیں ہر فرق پر یہ مانگ خاک کشانی ہو

نہ سمجھوے انورا کو مہر آسمانی ہو

اٹاٹے کر رہی ہو یہ درازیِ مُشت کی
 تقدیر کھینچ لایا ہو عدم سے ملکِ ہستی ہیز
 ادھر تو شوقِ نظارہ سے دم آگھوئیں آگھو
 رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کٹا
 دو پٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روزِ کٹا ہو
 کبھی میرا بھی کر آتا ہو جو افسانہ گویندین
 خزان آکر حسنِ مین سطر سے روزِ کٹا ہو
 کھڑا ہو تیغ کو کھینچے ہو جسے لاش پر
 او سکی جستجو میں مہر کی صورت ہیں گردن
 غضب کیا ہو گیا ہو دیر کا جانا بھی اٹکے
 پھر اہکونہ او صاحبِ یکبارہ روکنے کو ہے سے
 کیسے شعلہِ رخسار کی الفت میں بس اکرن
 مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب بھی ڈرائی ہو
 سوار تو سن عمرِ روان نے خاکِ جہانی ہو
 ادھر ہر دم وہ پابندِ صلے لن ترانی ہو
 ہمیں پھر خرمنِ ہستی پر اب بجلی گرانی ہو
 شہیدِ ناز کی تربت ہے چادر چڑھانی ہو
 تو وہ غصے سے کہتے ہیں جب جھوٹی ٹکائی ہو
 مجھے اکرن کن پر بلبلوں کے خالِ ڈرائی ہو
 ابھی قاتل کو شاید طاقِ باز دکھانی ہو
 کھنچی جکے لیے ہر جا رولے آسانی ہو
 بتو کے عشق میں جان آفتِ بھائی ہو
 ابھی سولے گیسو بھی بلا سر چڑھانی ہو
 مثالِ طور آتشِ خاندن میں لگانی ہو

بھکا دیجے احد گردن کو پیشِ بروجان

اگر شوق شہادت میں تھیں تلوار کھانی ہو

جیسے کہ پیش چشم رخ گلنڈا رہی	نظارہ جلوہ گاہ شبیر بہار ہی
بعد فنا پیش رخ گلنڈا رہی	اپنا غبار سر نہ چشم بہار ہی
جیسے تصور رخ و گیسو یار ہی	مسکن کبھی حلقہ کبھی پتھر تار ہی
ابرو مکان ہو اور ہی صیاد ترک چشم	میں پنج رخ تیسرے گم کا شکار ہی
صحرایں گرد باد کو چکر ہی بطرح	شاید شریک ایمں ہمارا غبار ہی
آنکھیں پس فنا بھی نہیں ہوتیں اپنی	اے شوق دید کس کا تجھے نظار ہی
خالی خلش سے پایا نہ دنیا میں کوئی	دیکھا تو گل کے ساتھ نہیں بھی خار ہی
ماں کا جو اونے بوسہ اپنے کچھ بھی	یوں وہ ہنس کے آپ ثابت رہی
شاید پس فنا بھی کہرت ہی کچھ نہیں	یہ جو بلوں ناپا کدہ غبار ہی
دم بھر کو ملتا تو ہی آئے نہیں ہر دم	اے انتظار کس کا تجھے نظار ہی
اے جو حسن اپنی یہ حالت ہو بد رنگ	اے کہ نہ حجاب ہمارا غبار ہی
تو دیک چشم سبز خط کا نو نہیں	ان آہوں کے چمنے کو اک تراز ہی

صحرے کے جھونکے میں
 اندسے شوق و شربتِ یار کا
 نادان نہیں جو کچھ کمال میں جاننا
 بہر خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے
 بعدِ فنا بھی درِ پرتو تیرے قبر ہی
 وہ ناتواں مرا ہوں نگیرن کو تپا
 دامن سے آنسو پوچھ کے بہاؤ کیے تپا
 سینے پر رکھا ہاتھ تو کچھ سنکے ہوئے
 وہ ناتواں ہوں مژدہ صوفیوں کی غنیمت پتا
 دشتِ جنوں میں آبلے یہ شامِ حیم ہوں
 عاشق ہوں مکی مژگناں خاصہ ہوں
 فرمایا دیکھ آؤ احد کو کہ سنتے ہیں
 وہ گل نہیں تو گل بھی گستاخ ہوں
 آنکھوں میں ہنسا کے بھی آنکھ ہوں
 اندھیر قیج اور وہاں مارا مار ہوں
 دتے اپنے پہلو میں دل تیار ہوں
 اے گردشِ فلک نہیں اب بھی قرار ہوں
 ملتا نہیں کفن میں کہاں جسمِ ناز ہوں
 اشکو کے ساتھ دل بھی مایاں قرار ہوں
 دیکھا یہ نخلِ حسن بھی کیا میوہ دار ہوں
 مجھے چھپا ہوا یہ مرا جسمِ ناز ہوں
 مژگان کی جاہر ایک خطِ لکھا خار ہوں
 دل میں ایک غم کے بھی مجھے خار ہوں
 جاری ہیں اشکِ شرم سے دیاں قرار ہوں

شاہِ دل اپنا عشق میں خن ہو گیا احد

جو قطرہ اپنے اشک کا ہی رنگداری

چشمِ ست یار کی زندانِ بینِ تاثیر ہو
بعدِ مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہو
ضعف سے یہ حالِ زندانِ بتِ بے پیر ہو
موت کس دیوانگی زندانِ دنگیر ہو
سمے کا دنا لہ ہو چشمِ سیار و یارین
جاتی ہو دم سے میرے رونقِ زندانِ و
ابتداء سے سلسلہ ہو زلفِ جانان سے مجھے
اوسیم صبح تو چھو لو نکو یون جھونکے کد
جانے کس شعروے کو لگی ہو دل کو پھر
پوچھنا لو گوئیے یون قاصد نشانِ قضا
باز ملے کیون نہیں مضمونِ زلفِ یار کو
ہو کے پرے میں نہیں کے دل چاہا ہو مرا

قلقلِ مینا سے مہرِ نالہ از بخیر ہو
موجِ دودِ دل سے اپنے پائونینِ بخیر ہو
جسم پر اپنے گمانِ نالہ از بخیر ہو
آج ماتم خانہ ہر اک حلقہ از بخیر ہو
یا کوئی خوش چشم آہو بستہ از بخیر ہو
پائون پڑتی اسیلے وحشتِ بینِ بخیر ہو
پائونین روزِ ازل ہی سے پڑی از بخیر ہو
موجِ بے گل کسی کی پائونین از بخیر ہو
موجِ دودِ دل کی صورتِ پائونین از بخیر ہو
لکے دروازہ بین زلفِ حور کی از بخیر ہو
پائون او فکرِ رسا کیا بستہ از بخیر ہو
اب گلے مرغِ بسل حلقہ از بخیر ہو

یاد آ جاتی ہو زلفِ یار اسکو دیکھ کر	باعثِ وحشت ہمارے پاؤں کی نینچ ہو
واہری تاثیر خاموشیِ دل بے ضبطِ عشق	جو صدا دیتی نہیں وہ پاؤں نہیں نینچ ہو
عشق میں گیسو کے ہم زنجیر رکھتے ہیں	اندون وحشی کو تیرے بےعت نینچ ہو
تیری فرقت میں مجھے زندانِ اودھائیے	حلقہ گردابِ عنسم ہر حلقہ زنجیر ہو

سلسلہ ہی زلفِ جانانے مے دکھو

ہاتھ میں از و زون اپنے عرش کی زنجیر ہو

میں وہ وحشی ہوں مئی محبت میں یہ تاثیر ہو	جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہو
شکوہ کیا غیر ونگ کھنچنے کا بیان کچھ کیجے	خود کھینچی مجھے ازل ہی سے مری تصویر ہو
اشکو تم بچ چکے مٹکھوٹ بجائے کہیں	آنکھ کی ٹپلی کے اندر یار کی تصویر ہو
بہزادی میں اس قدر مجھ جالِ بار ہوں	جس طرف میں دیکھتا ہوں بال کی تصویر ہو
جسے کی ہر جلوہ فرمائی تری صورت کے یا	شبِ بے دل اپنا اک آئینہ تصویر ہو
جب لگا تا ہوں تری تصویر کو آنکھ نے میز	کھتے ہیں دیکھو کسی پیش کی تصویر ہو
خاک کے پتے کو دنیا میں نہیں بیان	صورتِ انسان جہا نہیں اک گلی تصویر ہو

تو وہ گل ہو دیکھ کر سکتے مین تجھ کو ہو گئی	آج بیل بھی چمن مین بلبل تصویر ہو
گو جدا مجھ کو کیا جل جگہ تو نے از فلک	شکر ہو دل مین ہمارے یار کی تصویر ہو
جب نکیرین آگے پوچھینگے تو کہد گائیز	ہوں اویکا بندہ جسکی دلین تصویر ہو
گر مرقع مین جہانکے غور سے دیکھو اسے	سے پاتھک صورت مجھون میں تصویر ہو
دیکھتا ہو جہاں تری تصویر کو کتہا ہو یہ	کس بلا کی کس غضب کی شوخی تصویر ہو
کہتے ہیں ذی فہم دیوان کو مرے یہ دیکھ کر	سے پاتھک سین مین کی کھنچی تصویر ہو
گاہ آنکھوں سے لگاتے ہو گھسے سینے سے تم	ہاتھ مین کسکی تھارے ای واحد تصویر ہو

ہم تھین سے پچھتے ہیں ای حدیج سچ کہو

یہ غزل ہو یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہو

تشہ لب ہوں عشق ابرو اپنا د انگیز ہو	باعث تسکین فقط آب دم شمشیر ہو
روکے جب مینے کہا اب موت انگیز ہو	ہنکے فرمایا کہ یہ بھی غوثی قدیر ہو
حیدر اکو کا ہوا ہو شوق پیدا بار کو	آنکھ اوس غش چشم کی از روزن آہ کیر ہو
دھونڈتا پھر تا ہوں خم و مین خاں صبا کو	اسقدر شوق اسیری مہکود انگیز ہو

آج مقتل میں انا شاریخ قاتل کا یہ ہو

اس قدر نادوم مری قسمت کو لکھ کر کے ہوا

کیون نہ تڑپے رات دن پہلو میں ادا بروکمان

اک طرف مشغول ہوں تیر و وصل بازمین

کیون رگ گردن کو ہوا الفت قاتل تیغ

ضبط نالہ جس قدر ممکن ہو اسی دل چاہیے

لاکے کہتا ہی یہ مجھے نامہ بر خطا پار کا

کاٹ ڈالیں لیکے قاتل غم و گلے کو آئیں

کیون نہ طبع رسا کو شوق مضمون بلند

زخمی تیر نگہ ہو کر کے ادا بروکمان

وصل کی شب اس قدر قاتل مژدن ہوا ادا

گرد و عارض سبز خط و کھجور کہتے ہیں لوگ

سوخیل اللہ سے مت ڈھا دیوٹھے کھنڈ

ای پیا سو اس طرف آئے دم شمشیر ہو

خود کفِ افسوس تما کا تب تقدیر ہو

تیر مرگ کان کا تے دل اندون پنجیر ہو

اک طرف نکلتی مرا منہ خود مری تقدیر ہو

خود رگ جان نقشہ آب دم شمشیر ہو

فائدہ نالے سے کیا جب نالہ تباہ تیر ہو

دیکھو نامہ نہیں یہ نامہ تقدیر ہو

تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہو

اندون ملک معافی میں می جاگیر ہو

دل مرا پہلو میں مضطر صورت پنجیر ہو

نعرہ اللہ اکبر فوج کی تکبیر ہو

مصطفیٰ رخ کی خار بجان میں کینہ تیر ہو

کہہ دل امی ہو اللہ کی تعمیر ہو

دیکھ کر بخود ہوا میں یا کہ ہوا کا قصو	کسی آخر ای ہجوم بخود ہی تقصیر ہو
جب کبھی گھر کی طرف آتے ہیں وہیں سے	نالہ کے نالہ کتا ہو مری تاثیر ہو

کون پر بخنی میں مجسا ہو گا دنیا میں صد
 جسکی قسمت لکھے نادم خامہ تقدیر ہو

صلے لب زخم بسمل ہی ہو	جگہ لوٹ جانے کی قاتل ہی ہو
نغمہ کا تے یا بسمل ہی ہو	ازل سے تڑپتا ہوا دل ہی ہو
جو نکلا وہ لیکر کے تیغ ادا کو	مری جان تڑپی کہ قاتل ہی ہو
کشش سے کہو اب تعلق سے کہے	نہیں مٹے وہ دوری دل ہی ہو
ادانے کجی یہ سکھائی ہو تگو	بہت بل کی لیتے ہو مشکل ہی ہو
پ زخم سے مر جا کی صدا ہو	اشارا ترا تیغ قاتل ہی ہو
ہمین سے اب الٹی چپاٹے ہو نگینز	ان آنکھوں کے لڑنے کا حال ہی ہو
سبھل قدم اپنا اواز رکھنا	نہ نقرش نظر پر ہو مشکل ہی ہو
روان بحر خون آب شریں سے ہو	مے غسل کا گھاٹ قاتل ہی ہو

نہ پوچھیں تو مر جائیں اور طلب ہیں	بہت قرب اور بعد منزل بھی ہو
دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ	سنا ہو گا استادِ کامل بھی ہو
نذیکو حقارت سے اسکی طرف تم	کے جو جگہ دلیں وہ دل بھی ہو
سنانے کا شکوہ جو کرتا ہوں اسے	تو کہتے ہیں اب خواہشِ دل بھی ہو
روئے عشق کی سخیمان یہ سنی ہو	نہ چلنے سے طر ہو وہ منزل بھی ہو
سبب پوچھتے ہو مے رنجِ کا تم	زبان سے نہ کچھ نکلتے مشکل بھی ہو
روئے کعبہ لیں اب روئے درِ جھوڑیں	ارادہ مرا حضرتِ دل بھی ہو
غمِ یار کی عسمر زیادہ ہو یا آؤ	مرا اندنوں مشفقِ دل بھی ہو
غزل گوئی آسان ہے لیکن کر کیا	طبیعت نہیں لگتی مشکل بھی ہو
مجھے دیکھ کر اہلِ مروت یہ بولے	
ٹھہرے احلِ پسی منزل بھی ہو	
عمر بھر مجھے پھری میری قسمت ہی تھی	مکھو نے کی فقط پار سے حسرت ہی تھی
لاکھ کہیں پہننے محبت کی بھی باہن لکڑ	تکھو ایمانِ جہان مجھے عداوت ہی تھی

<p> کیا کرین اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی ہی آئینہ رویہ نہ کو جب کیو کہ ورت ہی ہی نہ دکھانے کی نہ خستہ چین مت ہی ہی اک نہ اک پر مری تا عمر طبیعت ہی ہی سر پر اک وز مے کن اک آفت ہی ہی اس جفا پر بھی مجھے آپسے آفت ہی ہی </p>	<p> تازہ بیا بھی او ٹھایے تھارا ایجان لاکھ ہم نے صفائی سے ملے بھی لیکن بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے لاکھ چاہا کہ چاہینگے کیسوا ہی جان عاشق گیسو چپان ہوے جسے ایجان اپنے گرچہ مجھے صدہ بیا بھی نہ </p>
---	--

اگے آغوش تنہا میں نہ بیٹھے وہ احد

خوبی بخت سے تا عمر شکایت ہی رہی

<p> کیا وہ نہ آئینے تو قضا بھی نہ آئینگی اب لیکے بوسے زلف صبا بھی نہ آئینگی ٹوٹے گا اس طرح کہ صدا بھی نہ آئینگی چھوڑے گا میں تو شرم و حاجتی نہ آئینگی افسوس ہے زلف و قضا بھی نہ آئینگی </p>	<p> کہتے ہیں وہ کہ میری بلا بھی نہ آئینگی سنتے ہیں وہ کہ چہ کاکل کی بندہ ہو اک وز اپنا شیشہ دل سنگ جو نام خدا شباب ہو تلخ جلتے ہیں قدغن یہ ہو کہ ہا و صبا کا نہ گذر </p>
---	--

<p>ان ظالموں کو یاد دہنا بھی آئیگی سرتک ہمارے تیغ ادا بھی آئیگی کیا او کو یاد میری نا بھی آئیگی</p>	<p>کچھ غم نہیں ہو جان کے جائز کاغذ کو قاتل نگاہ لطف اگر ہمسہ ہو ہی پختہ نیکے وہ ہاتھ کو مل سکے سے بعد</p>
<p>او کی طرح سے روٹھ گئے یہ بھی ادا پیغام لیکے باد صبا بھی آئیگی</p>	<p>ہوا نکلی ہو عنبر بزیہ اوس گل کے دامن سے گیا نغمہ میں ہر کسبت پر ہر شومی ہو تنا کہمت لاف و تاکی تھی جو چھو لو نہیں چھری صیاد نے پھیری مگر مطلق بلبل اسیرانِ قفس اسی سو مکابِ عدم ہونگے مزا کیا ہو اگر تنہا جلی ادا بلبلِ نالان تیری زلف و فاسکین نے یہ گل کھلائے ہر تمہارے کبسو شکن کی کمرت جبکہ ہی نہی</p>
<p>نیم نو بہاری پھر گئی آکر کے گلشن سے خبا ر خاطر فرست میں کلابکے گلشن سے نکل آئی ہو موج بے گل نبر کے گلشن سے صبا کیون جاں اوڑاتی آنکھیں مکی ہو گلشن سے سلامِ آخری کہنا صبا باران گلشن سے جلائے آشیان بھی آتش کھلائے گلشن سے پلی آئی ہو موج بے گل بھی آن گلشن سے جڑا کر دم کو اپنے لئے گل ساگی ہو گلشن سے</p>	<p>نیم نو بہاری پھر گئی آکر کے گلشن سے خبا ر خاطر فرست میں کلابکے گلشن سے نکل آئی ہو موج بے گل نبر کے گلشن سے صبا کیون جاں اوڑاتی آنکھیں مکی ہو گلشن سے سلامِ آخری کہنا صبا باران گلشن سے جلائے آشیان بھی آتش کھلائے گلشن سے پلی آئی ہو موج بے گل بھی آن گلشن سے جڑا کر دم کو اپنے لئے گل ساگی ہو گلشن سے</p>

<p>صبا بکر کے آئی ہو مسحا آج گلشن سے ہم ایو سیر چین بازے گلشن گلشن سے طلسم دیدہ حیرت بنے ہیں سیر گلشن سے خدا جانے صبا کیا کلمی گلے گلشن سے سے کو ناما مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے بہارِ باغِ گل لے اور بھی روز گلشن سے بہارِ باغِ گہرا کر نکل آئی ہو گلشن سے</p>	<p>اسیرانِ قفس کچھ دو بار زندگی بخشی جو گل کھائے ہیں اوس گل کی محبت میں کافی ہیز جدھر دیکھو دھر اک قدرتِ صانع نمایاں ہو خزانِ آئی نہیں تا ہم پر کھلائے جاتے ہیز کما صبا دسے بلبل نے رورہ کرتے دم خزانِ آخر حلی آئی ہو لیکن کچھ لکڑی کو وہ بلبل تھا قفس میں بھی مرنیکی خبر نکر</p>
--	---

نہو جب پاس وہ گل تو بھلا کیا اطف ہوا
بہلتا ہو کہیں پنا احد دل سیر گلشن سے

<p>نکل آئے ابھی قمر کی صورت کی سی اسیری روئی ہو کیا کیا پلنگر موت کی سی لگا کر تنہا بیتا بگا قاتل سیری گردن سے نکل آئی ہو اب تنہا قاتل بنے گردن سے</p>	<p>تنہا اسیری گر کسے خواہش مے تن سے جنون جسم چھٹی ہو روح ہی جس تن سے نہو بھلا عاشقِ جا بنا ز پیدا دوسرا ہو گا لگاوتِ روح کی دیکھ لگا کر تنہا جب کبھی</p>
---	---

غضب کی سخت جانی ہو نہیں قتل ہو باز بوقت قتل محنت نے عجب بحث دکھائی ہو یہاں تک روئے ہیں مچ خوبی کی محبت جو کیفیت کسی تھی ایک دن بخانے میں اپنی بھکے گرجہ و دشمن تھی بھجائے ہیں ہلوس رہائی پر خون برسوں بادبٹا اسیری کا بوقت فوج ہستے ہیں ہمارے زخم یہ ڈرو	پٹ جاتا ہو جھلا کر کے قاتل میری گونج گر بہانِ قضا کو چھا کر نکلی ہو گرد گونج ملا ہو حلقہ گرداب دریا طوق گونج صد اقل کی اتہانتی ہر شیشے کی گرد گونج جو دیکھا تیغ میں خم تو لگایا اپنی گرد گونج ہیں سمجھا کیے قیدی نشانِ طوق گونج نکل آئے نہ اچھو بنکے آب تیغ گرد گونج
--	--

نہیں اونکو محبت تو احد آخر یہ پھر کیا ہو
میں رونا ہوں تو ہنس کر وہ لگا لیتے ہیں گونج

نہ سمجھا دوست مجھ کو جالما اوس شوخ پر غصے شبِ منتاب میں ہنس کر کے یہ شوخ کہنا کر بسانِ آبیادانہ ملا گردشِ مونی حائل تین سنے ہیں غم دیدہ گالیان ہم چھیرا کر	خدا اس دل سے سمجھے لیکار یہ کیسے دشمن تماشا دیکھیے کو مذی ہو بجلی سے کے خرمن مجھے آتا ہو چکر دانہ رزق معین مزاجِ ناز کر ہم پوچھتے ہیں اونکے جبین
---	---

بوقتِ شانہ یرخ سے نہیں بٹتی ہر زلفِ انبی
 سمجھ کر اس نظرِ جہنیش چلیے ورنہ
 وہ ناکام تمنا باغِ عالم سے گیا ہو نہیں
 جو ایذا غیر کی چاہے وہ خود گردشِ مینِ بڑیا
 تواضعِ لاکھ دشمن سے ہو پر غافل ہو نہی دل
 تپسے پاس آنے میں یہ ڈر و حلیے ہو
 ضرور اس شہسوارِ حسن کا ہو گا یہ دیوتا
 کہانیکِ آخرتِ عصیانِ نازِ آخری پر ہے
 غضب کی تیرہ ہفتی ہو جو کھینچوں دم بھر کر
 سلامت کو چہ کا کل سے پھر کر گیا دل
 بزرگِ آسیا گھر بیٹھے روزی بگولتی ہو
 خیالِ خانہ بربادی سے تھا جو بکھنے دم
 پس مردن بھی باقی ہو اثرِ بہ نالوانی کا

کھنرہ کر رہی ہر غلتِ شب و روشن ہے
 چراغِ زندگی ہو جائے گالِ باد و ہنس
 مری افسردگی ظاہر ہو میری شمعِ مرقم سے
 یقین جسکو نہ ہو وہ پوچھنے لگ فلان سے
 خمِ شمشیر کا مطلب سمجھ تسلیم دشمن سے
 نہ جھانکے مردم دیدہ کہیں گانگی حلیں سے
 مہ نو کا بنے کا طوق اکدن نعلِ توسل سے
 وضو کر کے دلِ نادان تو آبِ تیغِ آہن سے
 نخل آئے و صوانِ یحیاں چراغِ روز روشن سے
 خدا کا شکر گرا چھا بجا نابوے دشمن سے
 خدا بھر دینا ہو منہ و اُنہ رزقِ معین سے
 بے فکرِ روح کیا کیا روئی ہو غلٹ سے
 کھمراؤ ٹھکر بیٹھ جاتا ہو گبول اپنے مدفن سے

وہ ہونین نم دل جا بک بیان تذکرہ کیا کہ
احد تکلیف ہونی ہو مجھے تکلیف دشمن سے

غزل گوئی نہیں بنی احد جادو بیانی کو
تغش و گلو میرے ہو جو چشمِ شمع پر نس

کبین جھانکے جو تو اگر پر واپنی چلن سے
نہ چائے رہائی کی تانا تا اسیر و نین
کبھی ٹھٹھے قصرواوانکے لیے باننگی ہین
ٹھکڑے پہلو سے ہوا ہو ہنشین اوسکا
سو صحرا آئی کونسا خوش چشم آیا تھا
جو آتا ہو اوتھا کر آنکھ کے پردہ میں آجاؤ
کیا ممنون منت ہندو شمشیر قاتل نے
صدا بازیب کی پہلو جو باد آتی ہو دندنا
نہیں بھولے سائے ہن خوشی سے اپنے جائے
چھاؤ لاکھ سندھ و اہن سے لکین چپ بیکرا
نخل آئے ابھی خورشیدِ موشمے روز سے
بنایا ہو قفسِ صیاد نے تلخِ نشیم سے
وہ ان اک نام کے نگین گشتراک دشمن سے
کبھی غفلت امی دل چاہیے پہلے دشمن سے
ہرن آنکھوں کو ملے ہن نشانِ نعلِ آسمان سے
چلے آؤ جھپٹتے کیا ہو تم مرنے کا مکی چلن سے
صلے مرجا آتی ہو اب تک اپنے دشمن سے
تو بھلے ہن دل کو نالہ زنجیر آہن سے
بہت تنگ آگے ہن اندرونِ اپنے جوبن سے
عجائب ہو طور کا شلہ چرل غریب دہن سے

ہماری آرزو سے دل تنگی وصل کی تھی	خدا شاہو شک پوچھ لو اس رخ پر فریج
خزانی کی مری ہر دم یہ دلیاتیں کھاتا ہو	خدا محفوظ رکھے مجھ کو اس ہلکے دشمن سے
چھپے یہ خونِ ناحق حشر میں مکن نہ پنا	نکل آؤنگا خونِ نیک کے بر قاتل کے دامن سے
نہیں ہلکے کے رخ سے پشت پر یہ آگے لگیو	تماشا ہو کہ جاگی غلط شبِ روز روشن سے
مجھے تر دامن پر بھی اسے ناصح یہ رہے ہو	فرشتے آنکھ ملاتے ہیں اگر کیسے دامن سے
جو ہم زندانیوں کا امتحان اُسے لیا اگر	کڑے نکلے کر دی سسکے ہم زنجیر آہن سے
جو ہیں طامع اور خبیث جن سوز و غم دولت کیا حاصل	فیصلہ میں جلن ہوئی ہو زیادہ جس و غن سے
تھی حسرت کچھ اُسے کچھ قتلِ ناحق کا تصور تھا	عجبات تھی جب قاتلِ جلا تھا بے مدفن سے
گلِ فہل نہیں اشعار میں اپنے فقط مضمون	وہی سمجھے گا جو واقفِ احد و خوب اس فن سے

نیکو نگر شاعری کو نامزد ہوں سے احد میر
فصاحت اور بلاغت مجھ کو حاصل ہو کر کہیں سے

خط کو پھر پڑے گا پہلے حالِ مضطرب کیے	طسارِ سیاب جو اپنا کبوتر دیکھے
لکے آغوشِ تنہا میں ہے ہورات بھر	منہ تو اپنا آئیے میں بندہ پرورد دیکھے

پھنسکے دل فونہن اونکے دیکھے کتاہو کیا	سر چڑھا ہوں کسکے میں ہر امتد دیکھے
چھوڑ کر زلفِ دوتا کو زچہ کتاہو وہ شوخ	شب کے پرے بن باض صبح خوش دیکھے
بے بہت تانہن مون خوبی قسمت ہو یہ	بنگنی ہو گردش تقدیر چکر دیکھے
گوش تک پونچا حسینوں کے بڑھایہ تر	گوشہ تجرید میں رہ کر کے گوہر دیکھے
صاف دل ہر نیک بد کو دلیقہ ہیں گل	خانہ آئینہ میں مہمان ہو کر دیکھے
اسطرح چٹک ہو آنکھوں میں طلائی رنگ	جس طرح لڑتے ہوں دغلس پڑ دیکھے
جانیے گانٹھیں یہ آخری دیدار ہو	ہوں جابجہ ہر کی صورت میں دم بھر دیکھے
تو وہ ہو صیاد تھے صیدا کثر دھوپ تہ	سایہ کرئے ہن اپنے پرے تجر دیکھے
قیدی زلفِ دوتا شاید چلے سے عدم	خانہ زنجیر میں ہو شور محشر دیکھے
یہے مرنے سے رقیب کو ہوئی ہو یہ خوشی	عید کا سامان نظر آتا ہو گھر دیکھے
دوتا تک تک لڑا لاتی ہو تو	ای صبا اسکا ہو سر دھیمے ہی دیکھے
جگہ پاس آبرو ہو وہ او بھتے ہن کما	موج کب دیتا ہو آخر آب گوہر دیکھے

ای احمد جانا نہیں کہ مہلجی موت کا بیجا

را دن سینے پر یہ رہتا ہو تیر دیکھے

حضرت دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھے
حلقہ نقش قدم ہو مجھ کو لنگر دیکھے
رگہئی تقیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھے
عمر و روزہ میں این یہ بار سر پر دیکھے
حلقہ ماتم ہو اب زنجیر کا گھر دیکھے
شع لیکر ہاتھ میں خورشید حشر دیکھے
خون ناحق آغوش ہو کیکے سر پر دیکھے
سر چڑھی ہو آپ کی زلف مغنبر دیکھے
کعبہ دل ہو تو اس کا گھر دیکھے
مے رہی ہو گردش تقدیر چکر دیکھے
ترنہیں رشتے کو کرنا آب کو ہر دیکھے

کو چہ کاکل میں جاتے ہو تو بہتر دیکھے
ہا تو انی کے سبب پاؤں بھی اوٹھے نہیں
بیٹھ کر پہلو سے اپنے اوٹھکے تم روٹھکر
عشق بت باد خدا فکر معاش نیومی
تھا وہ قیدی مجھے دم تک تھی خوشنہ بھی
لاکھ ڈھونڈے آپ کے مانند ملنے کا نہیں
مانا میں نے شوخے رفتار نے مارا مجھے
بل کی ہر دم عاشق جاننا سے لیتی تیر
مٹ سے ڈھاویہ پھر گر کے اوٹھے کا نہیں
کہتے دل ہو نہیں گدا اب غم میں سبب
انگھا دلیں جگہ غفلت کو دین پر کیا حصول

خاک چھانی ہو جو اک مہر کی لفٹین صل

پانوں کے چھالے ہیں اپنے مثل آخر دیکھیے	
یون نہیں ممکن کہ تیرے انور دیکھلے تیرے دانتوں کے مقابل کجے بازار میں سرفروشی کے لیے حاضر ہیں سائے سرفروش پھر نہ تڑپے دم بخود ہو جائے اک سکتا ہوا	پہلے منہ آئیں میں غریدہ محشر دیکھلے آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے بیقراری کو مری گرسیدہ مضطر دیکھلے
ہو زہین شعر کو رہے غلک کا احوال اپنے وہ بان میں ہر اک نقطے کو آخر دیکھلے	
تقریظ و بلندیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزا پور رئیس شہر مہلی	
احمد الاحمد الذی لم یکن لکھنوا احد۔ اعلیٰ علیٰ حبیبہ الذی لاشبه لولا لہ۔ انسان عید الاحسان کا اقتضایہ ہو کر تیرے کوئی احسان کہے تو ہم اس کی خدمت کریں۔ ہو کوئی رحمت نے تو ہم اس کا شکر کیا و اگر زمین میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا عید اللہ صاحب شریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ میں تھی میں نے پوچھا کیا ہو مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ میں دیر سے رکھا مولانا کا روان اردو ہو۔ میں نے اس کو پڑھا اور صرت حاصل ہوئی اس صرت کا شکر کیا و اگر کوئی تو کفران رحمت ہو۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے خوش آمد سے تھی۔ کلام کو ایک دیکھنے کے بعد کہ خوش میں روان ہو۔ ایک ایک زمین میں گئی گئی غزلین اور ایک سے ایک جو ہر پھر مضامین آخری اور ان کا خیالی جہان احمد جوت و ذہنی اور استعداد کا سرمایہ ظاہر ہوتا ہو۔ اگرچہ مولانا کی	

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ میں بسر ہوئی ہو اور منطق و فلسفہ و ریاضی معانی و ادب نقد و طب خاصہ یہ کہ مقبول
و منقول میں شہرت حاصل ہو لیکن نظم و نثر فارسی اردو میں بھی وہ مرتبہ عالی حاصل کیا ہو کہ حیرت ہوتی ہو تہنیتیں سال
سال کی عمر میں ان کمالات کا جامع ہونا ہزاروں بلکہ لاکھوں سے کسی ایک کو نصیب نہیں ہوتا ہو۔ و ذلک
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ اب اگر مولانا کی شان میں یہ کہا جائے کہ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہیں۔ تو امید ہو
کہ یہ شاعرانہ بالغہ تصور کیا جائیگا۔ احد مخلص کتنا موزون ہو۔ اور مولانا کی عرا و فنون عربیہ کے کمالات پر مینا
کر کے ادو شاعری کو اس تہہ عالی پر پونچا یا بیشک عبدالاحد ہونے کی برکت ہو۔ نام یکتا کی کے لیے کتنا شایان ہو۔ فقط

تقریظ جناب محمد عبدالرحمن خاں فیضی عن متوطن خان فقط آباد عرفیت علی بھیت جال کمرٹ ایک شہر مزار پور

پرستاران شاہ وہم و خیال شغرا۔ و نظار گیان حسن جمال صورت و معنی کو فروہ ہو۔ کہ شاہ شوخ مزاج سراپا نادینی
دیوان مجربیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احد کہ آبادی کا بصداد و ناما زیر سر جلوہ ہو۔ چشمہ شاعر مزار غنیمتوں کا
تذکرہ۔ اور بحقیقت دستور اعلیٰ شغرا۔ اس دلبر رعنا کو گلشن گہماے راز و نیاز اگر کیسے تو بہت بجا ہو۔ یا مینا شہ صبا
ناما و انداز قرار دیجیے تو نہایت زیبا۔ گلزار سخن میں بلبلوں کی زبانوں پر ہر سو یہی صدا ہے۔ ان نخل کہ از
چشمہ جان رستہ کہ گشت است بہ دین خطا کہ دہیاد و معجز کہ نوشت بہ ہر سطر و لغز بہ ایک نخل ہو خیالات نگین کا
آؤ ہر صفحہ گلشن تازہ ہمار ہو بختا میں کا۔ ہر بیت نخل بہت ابرے میں جینان ملکہ مضمون۔ اور ہر مصرعہ بیان
قد مجربان موزون۔ سر سے ہانگ ہر مقام پہناؤ کہ شہر گرام جلوہ فروشی۔ اور انداز و عشق و شائق ہم آغوشی
سے زرق و برق شہر کا کدی نگرم کہ شہر اس دل یکشہ کہ جانیاست و شوخی ترکیب و جہتی بندش و غلبہ
بیان لطیف و عتاب موضع استعارہ و اسلوبی کلاہ یا شاہ احد اس شاہ طراز کے مشاہدے سے جناب سودا کا
سودا ہی ہو جانا و حضرت آتش کا آتش حسد سے جلانا اگر جو دہوتے تو بید نہ تھا۔ یہ میرزا زہی جو صاحب
زینت ہے اگر نصف شہر لے جاتے تو اس کلام نثر نظام کے مقابلے میں اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد میں اگر

شاعر نظر ساقی قدردان ہوتا تو ذوق وغالب ہوسن خان کا کوئی پریشان نہوتا۔ جیسے غور ہو کہ قطرے کو دیا اور دھڑ
کو آفتاب بنانا۔ ہر شخص کا کام نہیں سخن سخن اور آئینہ انداز انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے نہیں
تو گویا عجز میں گفتگو کریں لیکن سحر کے قرار دینے میں کچھ تامل نہیں کر سکتے۔ خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سبب
کی زبان سے آئینہ اور ایسے حسان زمان کے بیانیوں جلوہ نما ہو۔ جناب احمد کو اسم ہائے شاعر کیا قرار دینا
کیسے طبع نمایاں نہیں بلکہ کسر شان ہو۔ یہ وہ وجود باجوہ ہو کہ جہاں فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز
اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہو جب سحر بیانی اور آتش بانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی ثنا و صفت کا کب
خیال ہو۔ سچ ہو کہ ناقہ روانی زمانے نے نقشہ طرازی اور سخن پردازی کو مزاوار کر دیا ہے۔ ہزاروں ہا ہزار
ہزار آہنگ فردہ ساز ہو کہ جس ٹھنگ کا گوشہ دل داغ نشو و ہو۔ او سکھو و سیاہی خط و داغ ہو۔ جیسے لے جائینگے
اور پھانے والے پچھانینگے کہ مولانا احمد کی توجہ نے اردو سے ملی کی توفیق کو کس قدر بڑھایا اور کتنے کی آبرو نے کیا پایا
خوش ہوش دل آرزو مند تو یہ ہو کہ یہ دلبر بہشتیال و دوازندہ غریب اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا۔ اور بخدا اسکے شان معشوقی
اور صفت و لربانی کو ہر دل عزیز اور ہر جانی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع ضحیٰ سے میں دم بخود
کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینوں کا فرمان ناز بردار و نکاح ایان ہوتا ہوا ہی فروغ نیا دلکش نگہ
کہ مدت سے دلدادہ ہو چکا ہوا ہو۔ بھر تسلیم درضا چارہ نہیں۔ عرض کر کہ۔ رضائے ماہمہ آنست کان رضائے
شماست۔ لہذا دست بدعا ہوں کہ بابر اس نازنین پر پھر کو مطبوع طالع جہاں و جہانیاں اور مقبول طہار
و لہذا کان و دلربایان کیچھو۔ اور حاضر ہوں اور کلمہ چھوٹی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھو۔ بالنون والصلوات فقط

تقریر و لیلہ ریجناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزا پور شاگرد مصنف منظر

حمد لمن مخلق البریہ۔ و اما فی اعلیٰ الرتبہ العلییہ۔ و اما فی اعلیٰ الدرجہ السنیہ۔ و اما فی اعلیٰ التہمی السمریہ۔ و اما فی
الجمعی الدار التی لیس بامنا اللہ و اللہ و اللہ۔ و اما فی اعلیٰ حشہ قضیہ و صلواتہ علیٰ سیدی السمری الہدیٰ المصلیٰ

وسیع نظر علی سلاح الدعوة الرضیة۔ و سلاماً علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا العقود الدینیة۔ اما بعد شائقون کو
 خروہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ نظا گینا معنی کا جمال۔ از خود فنگی کا تھا۔ مضمون آفرینی کا قبلا۔ صفائی کا جام
 بہمان نام۔ معاملہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعہ سخن کا شیرازہ۔ محبوبین کا
 مذاق۔ فرادہ نشوونگی چاشنی۔ حیدہ یاران انجمن سخن کا نور نراکت کے دیسے کی تپلی۔ صفایان کا سرسہ یعنی یون
 مولانا و استاد مولوی محمد عبدالاحد صاحب مظلہ کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نور و یگان معانی کا خوش الفاظ
 میں ہانسی کر رہے ہیں۔ دہریز زادان معانی بگاہ فرویدہ بھر و سگ سے نظم کے جھانک رہے ہیں۔ شاہ نراکت معنی کی
 گہرا الفاظ سے بھکی جاتی ہیں۔ ہوشان شوخی آب آویزہ رفتہ ہو کر بند شوخی چلین سے سر کا لگ رہا مانگ سرفروشی
 کر رہے ہیں۔ ایک ایک مصرعہ پیچیدہ کی وقت میں ہزاروں عربی و غافانی ایسے نانات بیچ غیرت میں مبتلا ہو کر
 یہ چاہتی حیرت میں بیچ کمار رہے ہیں۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق میں سیکڑوں فردوسی و انوری ایسے گھر
 بھول گئے ہیں۔ ہر ایک غزلوں میں وہ ترنازی ہیں کہ دماغ چوبین سے عطسہ ریزی کرتی ہیں۔ آستانہ
 الفاظ پر طیور معانی کا باقرہ بیٹھا مکان و کلین کا رابطہ ہو۔ ناظرین کا استیجا و مصنف یعنی مولانا صاحب کے
 کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنیٰ وصف یہ ہو کہ ان علوم متحدہ یعنی معقولات و مقولات و
 فن شاعری و کتابت و غیر دیگر علوم میں ایسا دسترس رکھتے ہیں کہ اوسکے بیان کی سکوت و رزی عین ہائیہ
 شناسی ہو۔ فرادہ کھینے انصاف کیجیے اعتقاد چھوڑیے کہ باوصف حادث سن و عواقی زبان ان علوم میں
 یطولی لکنا علق بشری سے بعید ہو۔ الامانا اللہ ان باتوں سے حساد کے شعلہ نے اشتعال پایا ہو گا مگر
 اسد ہو کہ حاسد محمود کی نسبت بھکا ناظرین حق و ہلال میں تیر کر لینے حتیٰ مولانا صاحب اس زمانہ میں
 ادب تیر پائنتوں سے ہیں کہ اگر کوئی ادنیٰ ہم چنگی کا دعویٰ کرے تو اس کا ادعا محض ہو۔ و علی ہذا
 دیوان مولانا مدوح کا اور وادین کے مقابل میں یہی نسبت رکھتا ہو۔ مولانا مدوح کے حق میں جو تین
 کمی گئیں ہیں ان کو اطلال و عراق پر محمول کرنا میری دانشت میں بڑی نادانستگی کی بات ہو فقط

اور رزم و کتایہ اور چھڑ چھار عاشقانہ غرض یہ کہ جو بابتین شاعر کے واسطے لائق ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں
 جسطرح نگاہ ادھماکر دیکھیے۔ ایک جھڑ حسینان اور پرزادان معانی کا کس پر ساختہ بنی اور بے تکلفی کے ساتھ
 نظر آتا ہو۔ کہ نظر نگارہ کرتشہ و عنودہ بن میں ایک کیفیت چکا چوندہ اور حیرت کی چھاجاتی ہو اگر وہ ان نگاہ گرد
 کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوه نظر آئے کہ حضرت سلیمان کجاوہ و باجلہ بھی زیادہ کچھ جلوه نظر نہ آیا
 ہوگا۔ حوران جنتی کی شان میں گو حدیث صحیح میں یہ مضمون وارد ہو۔ و کذا ان امرؤ من نساء اہل البیت طلعت
 لالاضات ما بینہما و نصیفھا علی راسھا خیر من الدنیا و ما فیہا۔ لیکن میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ اگر کوئی پرزادان
 معانی سے عالم فطانت اور زیرکی کی طرف جھانکے۔ تو وہ روشنی اور جلوه پیدا ہو کہ کبھی خوشید حشر اور
 برق طور نے بھی نہ دیکھا ہو۔ جس شعر میں مضمون وارد ہو۔ وہ ان بیشک خون فضا ہو۔ جہاں عشوہ پردازی
 اور معاملہ نگاری ہو۔ وہ ان عالم اور طلسم سحر سامری ہو جہاں چشم فسون پر داز کا بیان ہو۔ وہ ان غنائی
 است بر کہ صرف مستان باوہ روز ازل ہو۔ جو مطلع ہو وہ جام جہان ناہو۔ جو شعر ہو وہ پہلہ شعر ہی
 نمودار میں نمودار مضمون نموداری خطائے راز و نیاز میں خطائے غنائی۔ غرضی اور غنائی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا۔
 کیونکہ اس وقت اگر ہوتے تو سوا مفصل اور نام ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا۔ میں اہل بصیرت سے اس قدر کہنا ہوا
 کہ یہ باتیں میری سبائے پرمجمل فرمائی جائیں۔ البتہ اس مقام پر یہ میں ضرور کہوں گا کہ یہ دیوان بیشک فیہ
 یومین اور حامد میں غار ہو اور نصف مزاج کی نگاہ میں گلزار۔ یا کسی جہنگ دلیہ سخن موج زن ہو یہ وہ شاعر
 ہمیشہ آویزہ گوش حسینان جہاں دوسرا یا آبرئے سخن سخاں ہے آئین خم آئین و آغوش و آواز ان کہ صد بابا

تقریباً جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص کتبہ شاعر و نصف مخلص

یادیں تہید عنوان جو صمد شاعر کبریا	مدد امر غامہ قدرت کہ طبع کتبہ پر دہو
چراغ علم و صرف شعلہ نطق سخاں دہو	فضائے گردش غامہ میں رقص حق مضطر دہو

فلک کو رفعت شان سخندان سے یہ چکر ہو
 کمان ثابتگی خرویدہ گوئی مجھے ممکن ہو
 ہوا گلدستہ وہ دیوانِ جهان میں شہرت کا
 مسرت خاطر دوران کو ہی ترتیب دیوان کی
 زبانِ نطق سے گویا ہوشی بلاغت یوں
 یہ جلوہ ہو خدا یا حسن تو شیخ معانی کا
 بیاض صفحہ پر جوین ہو سطح آبِ جوان کا
 تماشے سوادِ سبیل سطرِ سلسل سے
 یہ کسے رشیدِ ابر قلم نے دی ہر اریسی
 حسینو کی ادایا جستی بندش کا جوین ہو
 جناے عشوہ معنوق ہو شوخی عبارت کی
 غدوبت استعارو کی با عجاز سخن پیدا
 درمکون مضمونِ علو کی یہ درخشانی
 شبِ خطین یہ جلوہ چہرہ پر نور سنی کا
 روانِ مصرع بزرگ منش ابرے خوابان سے
 ہو اس دیوان کی خوبی نصف دیوان کی کتا
 ہوا یہ ایہ نفسِ سخن تقدیر سے حاصل
 غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہو یہ مجموعہ
 گر جامد کہ کیا سونجھے یہ ہو کس رنگ کا دیوان

تحریر کا ہو عالم عقل کل کی عقل ششدر ہو
 گر بسم اندہ احسان ہر اک اہل سخن ہر ہو
 رگِ گہلے صفوت جہاں ہر اک تارِ سطر ہو
 دیا و داد و مایوس کو پیغام دلبر ہو
 کہ بیشک نصف دیوانِ قدرتِ امکان سے باہر ہو
 کہ غورِ شید ضیاء طور کا ہر لفظ خا و رہو
 دمِ نظارہ چشم دید مقصود سکندر ہو
 نمایان عالم سربستہ زلفِ منبر ہو
 کہ اسی بتان میں ہر ہر کاہ خطِ شکستہ ہو
 سخندان عاشقِ مضمون کا دل حسینِ سخن ہو
 روانی جسکی رفتارِ بیتانِ ناز پرور ہو
 زلالِ خضر سے ملو کفِ عیسیٰ میں ساغر ہو
 شہ کے زینتِ تاجِ سر سلطانِ نامور ہو
 دلِ غلامت میں گویا فرخِ صبحِ مشہد ہو
 سر پہ خواہ بہم ارتقا ہم زخمِ خنجر ہو
 کلامِ آتش و ناسخ کو بھی درکس تو اکثر ہو
 پراس سے سخنِ کفیت پر گشتہ مقدر ہو
 بزرگِ باطنِ صدیقی کہ کبر نور پرورد ہو
 الف آغاز کا چشمِ حد کو نوکِ نشتر ہو

همدانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت میں کرتے افسوس اسکا مسترض اپنی طاقت پر ذریعہ نام استاد احد ہی فخر و عزت کا میں اب خامہ و مالک بعد ہوتا تاریخ بھی گفتی سے یہ روح و خلش خدا یا اپنے جو بن پر	مصنف حق تو یہ ہو کہ اپنا آپ ہمسر ہو نہیں سمجھا مصنف کا سجدان کون ہمسر ہو کہ شاگردی کا رتبہ عجبو ای کتبہ نیست ہو بیان وصف دیوان صرف بہت فزون تہو گل خورشید سے گلزار جب تک چرخ انصاف ہو
---	---

تاریخ در فارسی

چو گلزار احد رنگین ترین است قصا گفتہ کہ نفس تر از پیہم بعضوفش معانی آری سید و بیان نظم گہماے فصاحت چو اتق و دیوان فرخ کتاب است	بہارش رشک فزودیں برین است قدر سہ بر زود فرمود این است برلے صید دلہا در کین است چو خوشبوئے بزلطف ہمین است گفتا گوہر غلطان ہمین است
--	---

ایضاً در اردو

چشم نصیف جسکی گلزار تھی مگر تاریخ کی تو امانت نے	نکتہ دیوان اب ہوا اور نصیب گوش دل میں کہا کلام عزیز
---	--

تاریخ طبع از جناب محمد جان خان صاحب الہ آبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

ہم رتبہ گشت دیوان احد	پیش ما آورہ گفت لے یار سن
-----------------------	---------------------------

انچہ کروم نالہاے دل خرمش گر پسند آید ترا تو ہم بشو سال نقش از من جرت چو غمت	بشنو از من موس و غمخوار من نغمہ سنج ایو بیل گز از من گفتش گو گلشن چمن ارمن
---	--

ایضاً در اردو

خیابان زار ہی یہ نظم نگین ہزاروں ہی گل مضمون ہیں اس میں لگا و شوق جو اسپر نڈالے ہوا جسکو ہوا اس بوستان کی مناسب ہو کہ اسکا سال تاریخ گو جرت قطع منہ بقیہ زیادہ	مگر کا تبار برے چشم بہ ہر پے اول سخن یہ مستند ہو خفوروہ نہیں اہل حد ہو مذاق شعر سے وہ نابلد ہو لکھا جائے مصنف کو یہ کہ ہو ہزار باغ دیوان احمد ہو
---	---

تاریخ طبع از تاریخ انکا جناب لوی محمد عبدالغفار صاحب متخلصین اکبر عظیم گدڑیہ صنف مظلمہ

در عربی

یا قاضی بصری بصری یا قاضی بصری ہذا کتابی اور اعلیٰ اہل الکمال یا صاحب ششم اشارہ ششم الشوق مبینہ لا تفتت قضا الی من شکک من حسن مقالہ تسا علی من منہ سقا سقا من نہ	شیو الی انکار من قدس از خیر القائل یروغل ویر قن قائلہ شد ویر القائل دا صغ اعلی اتوالہ وانقرہ نظر الکامل وانرغب الی بڑا یہ لائش منقش القائل واکمل من و نہ بصری کل القائل
--	---

لما رأيت كلامه وانصرت حسن فغابره
نادى بصوت جهور انصرت عدداً باتن

لما الى تارخه فازمعت از رخ اکابر
فاظلم ضياء تارخه بر و من لا بجل العاقل

ایضاً در فارسی

مرتب کرد دیوان را چه استاد احد کینا
و فور حسن او غار نگه حسن بتان گشته
بیا س فاختره در پر کشیده حسن تیش
دزد و باد بهاری اگر چه لیکن جد شکینش
یقین کردند از باب سخن که بر او ام کش
علاقتان او خود از کلاش میشو و غا هر
بکف شمشیر مضروبش بهالم سب بر آورد
دو عالم را گفتارش این چنین پیش کش که دن
اگر خوانم بگشش شمر از حسن روح او
کوسه شهرتش از قدم بر گنبد گردون
اگر ای مایه بین کن کن چه غفلت
خداقت را چه بنواهی طنانت را چه بی روی
دلا از دام روح او را می که بر و لیکن
صنایع را که در نظم و بیت و در شمر و غن
از آن هر صریح ثانی می میشو و غا هر

بر سر داد بکشا دند مرغان چنین لها
رخش پر نور خیره کرد چشمان حسودان را
سر را باشد مصلی لفظ او از زبور معنی
نهاد از نکست خود بر سر او تلج غفلت را
سختور باید و نازک خیال زیر کمر وانا
مزار او احتیاج زیبای زینت شاه فریبا
در اقلیم معانی هست او گرد کش اعدا
کجا آن گوهر کینا یک این وایه او فی
رسد بر نشخو نظم نغمه خوان هم ببل شیدا
رسیده صحبت اقباش کنون طالع علی
بیا بشنو گوشتش خوش مضروب ناله نازک را
گراد که داری بر سر دیوان بان بکشا
غرضنا لیکه داری بر سر او کن نمان گویا
بحرین درین هر شمر و ان اسم صنف
بود و هست زعفران آفرین بر او لیکن پیدا

<p>وے از بہر فصلی ای و ضیا گو صبح یکست چرخش دیوان خندہ از بولوی عبد اللہ پیرا ۱۹۳۳</p>	<p>حصول سال پوری از تعلق ثاقبان کنی بخوان از حرف و قوت علی بحد و کلمہ و اکنون مردی عبد اللہ صاحب ۱۹۳۳</p>
--	---

ایضاً اور اردو

<p>یا گلشن سخن ہو یہ خندان ہمارے پر یا نغمہ خوان ہو مرغ چمن شاخسار پر یا نازنین ہو کرسی زرین نگار پر یا بوسے زلف ہنستی ہو شکستہ تار پر آہادہ لکھناں بھی ہو اس دم شمار پر جیسے کہ خط سبز ہو رخسار یا پر اور نظم خل پر دین کے ہو کس بہار پر سبزے ہوں لعلاتے لب جو بیار پر زندہ ہوں مرنے پڑے گراؤ سکھو خار پر قربان دل ہو اس سخن آہد ار پر کیون شان او ملکی ہو نہ برامی ہو ہزار پر کے نظر تو اپنے کمال دو قار پر بصر مرکا دور چلتا نہیں اس بہار پر حق گوہی ایک ہوا ہو غالب ہزار پر فانان ہوں کیون اس کریم بیگار پر</p>	<p>دیوان ہو یا کہ شمس ہو نصف النہار پر یا شلخ سرور ہو یہ قسمی ترانہ ریز یا جام جم ہو یا کہ سکنہ رکا آئینہ عنبر ہو یا عبیر ہو یا عطر یا گلاب اس کے سطرین او کی ہین کیا جسکو دیکھ کر کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوش نما آخر ہین نقطہ دئے ہین مہر و ماہب ہین جد و لون کے گرد سطور ایسے جھلجھل مضمون عاشقانہ مین او کے یہ ہو اثر کسی طرح کی تلاش ہو کیسی زبان ہو صفا اس طرح سے صفائی ہو جبکہ کلام مین لب کو لے کا قصہ جو رکھتا ہو پہلے وہ عائد کے رشک سے بھلا کیا غوفی اس کی پر خوشبوئے مشک چھپ نہیں سکتی ہو سج ہو یہ ہو فیض سے او کے جو ہوں اس طرح غن</p>
---	--

تاج طبع کی ہر بجے فکر اس لیے از بہر سال عیسوی ہفت نے یہ کہا رکھو سر ہوس نہ ضیا کھدوس ہی	ہو سیرا نام بھی درق روزگار پر کسو اسطے ہو بیٹھے در آفتاب ر پر ہو بلغ یہ زمانہ میں ہر دم ہر ہر
---	---

تاج طبع از جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب فاساکن عظم گڑھ شاعر و مصنف مظاہر

چون مٹی شدہ بزدل و طبع یعنی دیوان نادر و یکتا بے نظیر این شہر و ادین ست چیت دیوان ناخ و آتش لفظ او مثل دوج پُر گوہر پے تاج گفت ہفت غیب	رنگ دہ ہوشان نبتائی یافت شہرت بلک یکتائی در صفائی و طرز زیبائی ختم بروے شدت گویائی سینش ہرچہ در یکتائی ہرچہ شاعر داتائی
---	--

ایضاً در اردو

اگر توبہ ہو یہ دیوان احمد شائع کیا ہے گلے غار ہو غم سے سینہ مادن کا پاک پاک دوستوں نے شاد ہو کر کہا راحت ارواح یہ دیوان ہو فکر جب تاج بھری کی ہوئی	دوستی جی جلی تکہ جنتو سیر کر لو آکے ای فرخندہ دل ہی دل میں جوش کاتا ہو لو تو بہارک ہو برائی آردو اہل فطرت کو ہر اسکی جنتو ہمکان ہفت نے کی رنگ
---	--

بنت کے سہ کو بڑھا کر کہہ دیا سن سبھی کا اگر ہو دے خیال	اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو سر ہر اک صبح کا لب کھڑو
---	---

تاریخ طبع از جناب موسیٰ محمد سلامت احمد صاحب سیف ساکن عظم گڑھ شاکر مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن جانی مضمون شہر آیش تاباں مئے غویان ہر نخل تقیہ آیش با طرز نو دیدہ از بہر سال طبعش با تفت بہ سیف گفتم	از شاعری کہ تلاش کس نیست در زمانہ حادث چہ لب کنایہ از بہر عیب و طعنہ ہرگز کہے ندیدہ ز زبان درین زمانہ بلکہ از فرق آختہ گواختہ ز زمانہ
---	--

ایضاً اور اردو

مرتب ہو گیا دیوان استاد معلیٰ زیور مضمون سے ہر شعر صفائی مضامین پہنچنے دیکھی ہوئی جب فکر جمع کو سال تاریخ سر زانہ کھٹاکر گفتم دوا سیف	مبور شک دو پنج جنان ہو یہ دیوان ہو کر شک ہوشان ہو کہا بیشک بنا یہ بوستان ہو کہا با تفت نے کیا تمیز ان ہو یہ کیسا عمدہ گلشن بہمن ان ہو
---	---

تاریخ طبع از جناب موسیٰ عبد کلیل صاحب متخلص بنو قی باکر جدید آباد شاکر مصنف

ترتیب داد دیوان استاد من بلکہ چندہ ز شاغز آیش گھماے عیش ثانی	پیشتر فلک ندیدہ نے گوش ادب شنیدہ نقش و چشم حساب ملاز وہ نقش علیہ
---	---

تازک خیال چندان باشد کہ در دیوان مضمون آبدارش اشعار پر بہارش ذوقی چو سال طبعش جستم ز آفت آندم	گوید چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ تا نظر شدہ مشارش و زبان دل گزیدہ باغ ارم مزید در گوش من رسیدہ
---	--

ایضاً از محمد صدر الدین صاحب تخلص بہ قمر برادر زادہ مصنف ام فیضہ

شہ دیوان اکنون شد مرتب بکام ماسدان گردیدہ خفیل قرچون سال طبعش منکر کردم سروش غیب الہامیہ گفتہ	کہ رشک افزای فردوس برینست برے شائقان چون آبینست کہ طر ز یادگار من آہینست شہنشاہ دوا دین گوہینست
--	--

ایضاً در اردو

کیسا عود ہو یہ دیوان غور سے تو دیکھیے اوسکی ہر اک سطر ہن شل خیابان بہشت ہو کمان جرات کہ ہو ہر شخص اوسین غزلان طبع کی تاج جب سوچی قرنہ و فتنہ	جسکا ہر اک شعر شل گوہر نایاب ہو اور مضمون دیکھیے تو موجزن سلب ہو دارے کا حلقہ رشک حلقہ گرداب ہو بولان خنک رود دیوان نہیں غیب قلاب ہو
---	---

ایضاً از جناب مولوی اصغر علی صاحب تخلص با صغرا کن من زاپور شاگرد مصنف

بر سلسل سطور این دیوان شاعری ختم گشت براستاد	ہو شد صد قد سنبلی پیمان ستند چون بنا شد این دیوان
---	--

چون نسا ز دہسار نظارہ بر لطیف الیانی و تحسیر مرجا مرجاز ہے طالع دوستا نازگست مضمونش آسمان گردنت مبعز نہاد باقص غیب گفت تاریخش	شاہ ہے است ہمدین بستان چون نیاید سلام از رضوان خوب مطبوع گشت این دیوان دشمنان راست خنجر بران گشت اصغر چو طبع این دیوان نغمہ راز با من خوش خوان
--	---

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احد کا ہمدین دارون پر چو خط کے غور کرے بختے حاسدین آج یا احد صفر پر آئینہ تار کرے اپنے استاد کا چھپا دیوان اس روانی نظم پر صفر غیب مرغوب یہ کی تاریخ	پھر دوا دین کا کیون نہ افسر ہو اور بھی آسمان کو چنگر ہو تغ کینے کی اونکے سہر ہو پھر جو پیدا کین سکندر ہو سینہ حاسدان کو شتر ہو پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو غنیہ مہر پھر نہ کیونکر ہو
--	--

ایضاً از جناب لومی عبد الباق صاحب مخلص طبیب یا کرن ہمارے شاعر و مصنف غلام

چو دیوان و گلش بحسن و لطافت ہو طبیب و رآمد صدائے زلف و زلف	کہ ہر شعر شری و نغمہ زمین شد کہ تاریخ آن پاک شہرین زمین شد
---	---

م فیضہ

منف

ایضاً در اردو	
چچا دیوان احد کا شائع ہوا وہ آئینہ ہو وہ دیوان نگین ہوئی رخت بقا چھنے کی تاج و عاتیب کی ہو بھان سے اپنے	کردار مان پورا غوب دل کا کہ حسین و کیلو محبوب دل کا بھان نے جب کہا مرغوب دل کا ہے تاشیرہ مطلوب دل کا

Checked
1987

ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد تاج بخش صاحب متخلص شفا کر فیض آباد فاکٹر پوسٹ پال
شہر مرزا پور شاگرد مصنف عم فیضہ

شہر مطبوع چون دیوان استاد شفا پر سید تاج بخش ہاتف	بفضل ایندو بیچون حلاق اشارت کرد گو خورشید آفاق
--	---

ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب آبادی متخلص ہر شاگرد مصنف مدظلہ

برلے سال این دیوان استاد بصد ناز و ادا فرمود ہاتف	چو طاہر از زمانے گشت نکرے سپر حسن را تابندہ ہرے
--	--

ایضاً از جناب مولوی محمد سحاق صاحب ہاری متخلص ہر شاگرد مصنف مدظلہ

کس صفائی سے یہ چچا دیوان خبر سے سال طبع ہاتف نے	بجئے دیکھ اول او سکا شاد ہوا کسدا غمگین مراد ہوا
--	---

ایضا از جناب محمد خان صاحب محظوظ و فخر کچری سپر نڈی مہاراجہ بنارس متخلص بحسن

مکرم معظم جناب احد مرتب یہ دیوان جب کر چکا ضیاء معانی پر نور سے پے سال ترتیب و تاریخ طبع نہ آئی ناگاہ یہ غیب سے	کہ تسلیم معنی کے ہیں وہ امیر ہوے شادمان سب صغیر و کبیر اوسے شمس کہتے ہیں روشنفیر حسن نے کیا جبکہ غور کثیر احد کا بھی دیوان ہو بے نظیر ۱۳۰۳ھ
---	--

دیگر در فارسی

مولوی احد بفکر سلیم نزد اہل حسد و درین چہ سخن چون حسن جست نام تاریخ	نہ دیوان نو مرتب کرد ہست این نسخہ در وادین فرد ملہم غیب گفت نفسہ درد ۱۳۰۴ھ
---	---

شکوہ پاس بیاس نہ اذ نہ کن و نہ کن کہ درین زبان مستشرقین این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامہ فصیح الدین
فہامہ طلیق اللسان نگہ زن دارا ضرب جدت معانی تکرار می عرصہ نکتہ نخی و سخنانی جامع فضائل سید جناب
مولوی حکیم محمد عبدالاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسہ خزائن و دام بالسریر و السور و مطبع نامی نظامی قلعہ کا پڑ
نہ جری تصنیف صفت موصوف بہ نقل کا اہل بیاس اظہار در کشیدہ و در چشم مشتاقان جلوہ کمور بخشید فقط

وجہ مہر و دستخط	برای سند معنی کہ کتابی در مطبع نظامی واقع کا پور علی گردید و مہر و دستخط ہم بر شامہ آں افزودہ شد
محمد بن حسن بن احمد	محمد بن حسن بن احمد

کا
کا
کا
کا

پستال

اق
فاق


مطلہ

ے
ے

ن مطلہ

ہوا
ہوا

صحت نامہ نظر ثانی و تصحیح مصنف مظہر العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	پرورد غم	پرورد غم	۱۶۹	۱	یوسف ی	یوسف ہو
۱۸	۱۰	قد مونپہ	پاؤنیہ	۱۷۶	۹	بجکتے	بجکتے
۲۹	۳	چلے	چلنے	۱۸۶	۱	نظر	گذر
۴۲	۵	لالہ	لاکھ	۲۱۱	۱۱	بھی	سے
۶۲	۹	تذکرہ	اجرا	۲۳۲	۱	العقود	عقود
۶۶	۷	غنجے	غنجہ	ایضاً	۲	بمال	جال
۷۲	۱۳	گل	کل	ایضاً	۴	یاران	بازان
۸۰	۸	دکھا دینگے	دکھا دینگے	ایضاً	۷	سرفروشی	خود فروشی
۸۷	۷	بیڑیان	بیزبان	ایضاً	۱۹	اطراد	اطرار
۹۴	۱۱	وہی	او سے	۲۳۴	۹	عالم و دسم	عالم و دسم
۱۰۸	۴	نبتہ بین	نبتی ہو	۲۴۴	۳	وہ دیوان	یہ دیوان
۱۳۵	۵	الفت	غربت				
۱۴۳	۱	جنکا	جکا				

NOT TO BE ISSUED

۲۳۲۶۱	درآمد
۲۵۱۰	من
	مجلس

لی	
لط	صیح
ع	یوسف
کلی	جمعی
ظ	گذر
ی	س
نقود	عقود
ل	جال
ان	بازان
وشتی	خودفروشی
و	اطرار
رسم	عالم
ان	یروان

NOT TO BE ISSUED

۲۳۲۴۱	دینار
۲۵۱۰	نیم
	نیم

لی	
صمغ	لط
عقود	یوسف
چکے	جھمکتے
ظ	گذر
ی	سے
عقود	عقود
ل	جال
ان	بازان
وشتی	خودروشی
و	اطار
رسم	عالم
ان	یروان